معاصر علماء کے حالات پر ایک نادر تذکرہ کی اوّلین تحقیقی اشاعت

مولانا محمد ادریس نگرامی

(۱۲۷۵-۱۳۳۱ھ / ۱۸۵۸-۱۹۱۲ء)

محمد اقبال مجددی

معاصر علماء کے حالات پر ایک نادر تذکرہ کی اوّلین تحقیقی اشاعت

تذکرہ علمائے حال

تالیف

مولانا محمد ادریس نگرامی

(۱۲۷۵۔۱۳۳۱ھ/۱۸۵۸۔۱۹۱۲ء)

تحقیق و تعلیق

محمد اقبال مجددی

پروگریسو بکس
یوسف مارکیٹ ٥ غزنی سٹریٹ
اُردو بازار ٥ لاہور
فون 042-37124354 فیکس 042-37352795

کتاب ـــــــــ تذکرہ علمائے حال

مولف ـــــــــ محمد ادریس نگرامی

تحقیق و تعلیق ـــــــــ محمد اقبال مجددی

طبع اوّل ـــــــــ ۱۸۹۷ (لکھنو)

طبع دوم ـــــــــ ۲۰۱۷

مطبع ـــــــــ آر۔آر پرنٹرز

قیمت ـــــــــ روپے

ملنے کے پتے

ملت پبلی کیشنز
فیصل مسجد اسلام آباد Ph: 051-2254111
E-mail: millat_publication@yahoo.com

اسلام بک ڈپو
۱۲۔گنج بخش روڈ لاہور فون 042-37112941 0323-8836776

دوکان نمبر 5- مکہ سنٹر نیو اردو بازار لاہور 0321-4146464
Ph: 042-37239201 Fax: 042-37239200

پروگریسو بکس
یوسف مارکیٹ ○ غزنی سٹریٹ
اردو بازار ○ لاہور
فون 042-37124354 فیکس 042-37352795

فہرست مندرجات

حرف الالف

حرف الصاد المہملۃ

حرالضاد المعجمۃ

حرف الظاء المعجمۃ

حرف العین المہملۃ

حرف الغین المعجمۃ

حرف الفاء

حرف القاف

حرف الکاف

حرف اللام

حرف المیم

حرف الھاء

حرف الیاء التحتیہ

ابتدائیہ

۱۹۷۴ء کے وسط کی بات ہے، لاہور کے مشہور صاحب علم بزرگ مخدومی حکیم محمد موسیٰ امرتسری مرحوم نے اپنے ذخیرۂ علمیہ میں سے ایک نادرالوجود کتاب تذکرہ علمائے حال مجھے دیتے ہوئے کہا کہ اس کتاب پر مختصر حواشی لکھ کر شائع کروادو، میں نے یہ کام کرنے کی حامی بھر لی لیکن اسی سال میری بحیثیت لیکچرر تاریخ تقرری ہو گئی، اب فرائض منصبی تھے اور میں، اس کے ساتھ ساتھ دوسرے علمی و تحقیقی کام سست روی سے جاری رہے اور کئی کتابیں تالیف ہوگئیں لیکن یہ تذکرہ مرتب نہ ہو سکا۔

یہاں تک کہ ۲۰۱۰ء میں ملازمت سے فراغت کے بعد کئی نامکمل مسودات کی تکمیل میں پھر سات سال گزر گئے تو حکیم صاحب کی خواہش دامن گیر ہوئی۔

اب جب کہ زندگی تقریباً ستر سال کے نشیب و فراز سے گزر رہی ہے تو اس کام کو ہاتھ میں لیا تو احساس ہوا کہ اس پر مقامات مظہری، مقامات معصومی اور زادالمعاد کی طرح پوری پوری جلد کے مقدمات اور تعلیقات لکھنے کی سکت مفقود ہو چکی ہے، لہٰذا نہایت مختصر مقدمہ اور اسی طرح اس کے تعلیقات مرتب ہو سکے، اس تذکرہ کے ساتھ تین ضمیمے بھی موضوع کی مناسبت سے منسلک کیے گئے ہیں، امید ہے مستقبل کے محققین اس کا حق ادا کریں گے۔

دارالمورخین	مخلص
۱۹۶۔ بی بلاک سبزہ زار، لاہور	محمد اقبال مجددی
	۱۹؍رمضان المبارک ۱۴۳۸ھ
	۱۵؍جون ۲۰۱۷ء

☆......☆......☆

مقدمہ

نوشتہ

محمد اقبال مجددی

مقدمہ

تذکرہ نویسی کے فن کے بجا طور پر مسلمان ہی موجد ہیں، جب تدوین حدیث کا دور آیا تو محدثین کرام نے راویان حدیث کے حالات جمع کرنے کا اہتمام کیا، اس کے ساتھ ہی علم رجال کے فن کی بنیاد پڑی تو اس کے اصول وضوابط مرتب کیے گئے، محدثین نے اس باب میں سعیٔ بلیغ سے کام لیا۔

راویان حدیث کے بعد محدثین اور علماء کے حالات جمع کرنے کی طرف ایسی توجہ ہوئی کہ اس موضوع پر کئی معرکہ آراء تذکرے وجود میں آگئے، اس سلسلہ میں تذکرہ نویسوں نے حدیث کے فن روایت ودرایت کے ساتھ علم رجال کے اصولوں کو بھی مدنظر رکھا، تو ان کے مرتب کیے ہوئے تذکرے آج اسلامی تاریخ کے اہم ترین مآخذ بن گئے ہیں۔

ابتداء میں علماء کے تذکرے طبقات، انساب، بلدان، حروف تہجی اور پھر وفیات کے سنین کے اعتبار سے تالیف کیے گئے۔

عربی کی ابتدائی کتب تاریخ محض واقعات وحوادث کے مجموعے ہوتے تھے، علامہ ابن جوزی (ف ۵۹۷/ ۱۲۰۱ء) پہلے مورخ ہیں جنہوں نے اپنی مرتبہ تاریخ کتاب المنتظم میں حوادث تاریخیہ کے ساتھ علماء ومحدثین کے مختصر حالات اور ان کے سنین وفات لکھنے کا اہتمام کیا تھا، ان کے بعد تو ہر اہم تاریخ کے مولف نے خصوصیت سے محدثین کے احوال ووفیات کے سنین لکھنے کا سلسلہ شروع کر دیا، حافظ امام شمس الدین محمد ذہبی (ف ۷۴۸ھ/ ۱۳۴۷ء) نے تو اپنی مولفہ تاریخ کا نام ہی ''تاریخ الاسلام ووفیات المشاہیر والاعلام'' رکھا اور اس میں خصوصیت سے ہر عہد کے حوادث کے ساتھ علماء ومحدثین کے احوال ووفیات کے سنین درج کرنے کا

خاص اہتمام کیا، یہ کتاب ۵۴ جلدوں میں مرتب ہو کر شائع ہوئی ہے، اس کے بعد حافظ امام ذہبی نے علماء کے حالات پر ایک تذکرہ سیر اعلام النبلاء کے نام سے تالیف کیا جو مرتب ہو کر ۲۵ جلدوں میں طبع ہوا، یہ گویا عرب کے دور وسطی کے فن تذکرہ نویسی کی ایک منتہیانہ مثال تھی۔

عرب علماء نے صدیوں کے اعتبار سے علماء ومحدثین کے مثالی تذکرے لکھے حافظ ابن حجر عسقلانی (ف ۸۵۲ھ/ ۱۴۴۹ء) نے آٹھویں صدی ہجری کے علماء کا ایک تذکرہ الدرر الکامنة فی اعیان المئة الثامنة کے نام سے لکھ کر اس فن میں ایک طرز جدید کو متعارف کروایا، حافظ ابن حجر نے اپنی معاصر تاریخ اور شخصیات کے حالات پر ایک اہم کتاب انباء الغمر بانباء العمر کے نام تحریر کی جو مرتب ہو کر نو جلدوں میں شائع ہوئی، پھر ان کے ایک شاگرد خاص حافظ امام محمد بن عبدالرحمٰن سخاوی (ف ۹۰۲ھ/ ۱۴۹۶ء) نے نویں صدی ہجری کے علماء ومحدثین کا تذکرہ الضوء اللامع لاھل القرن التاسع کے نام سے لکھا جسے اس فن کے ماہرین نے حافظ ابن حجر کے تذکرہ پر ترجیح دی۔

حافظ سخاوی کے ایک مشہور معاصر علامہ جلال الدین سیوطی (ف ۹۱۱ھ/ ۱۵۰۵ء) نے بھی اپنے معاصرین کا ایک تذکرہ نظم العقیان فی اعیان الاعیان کے نام سے تالیف کیا۔

نویں کے بعد دسویں صدی ہجری کی شخصیات پر کئی اہم تذکرے وجود میں آئے جن میں سے محی الدین عبدالقادر عیدروسی کا تذکرہ تاریخ النور السافر عن اخبار القرن العاشر، محمد شلی یمنی کا السنا الباہر بتکمیل النور السافر فی اخبار القرن العاشر، محمد بن عمر طیب بافقیہ کی تاریخ الشحر واخبار القرن العاشر، نجم الدین غزی کی الکواکب السائرہ باعیان المئة العاشرہ قابل ذکر ہیں۔

گیارہویں صدی ہجری کے علماء پر تو بہت سی کتابیں لکھی گئی ہیں جن میں سے علامہ غزی مذکور کی لطف السمر و قطف الثمر، مصطفیٰ حموی کی فوائد الارتحال و

نتائج السفر فی اخبار القرن الحادی عشر ، محمد امین محبی کی خلاصۃ الاثر فی اعیان القرن الحادی عشر اور نفحہ الریحانۃ خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔

بارہویں صدی ہجری کے اعیان پر شیخ محمد خلیل مرادی کی سلک الدرر فی اعیان القرن الثانی عشر، شمس الدین ابی المعالی محمد ابن غربی کی دیوان الاسلام، احمد جبائی مقحفی کی اتحاف الاحباب، عبدالرحمٰن جبرتی کی تاریخ عجائب الآثار ، شوکانی کی بدر الطالع وغیرہ طبع ہو چکی ہیں۔

تیرہویں صدی ہجری کے رجال عصر پر عبدالرزاق بیطاء کی حلیۃ البشر فی تاریخ القرن الثلث عشر اور ابی تراب ظاہری کی اعلام اہل الحافر برجال من الماضی الغابر قابل توجہ ہیں۔

۲۰۰۶ء کو ڈاکٹر یوسف مرعشلی نے چودھویں اور پندرہویں صدی ہجری کی شخصیات پر دو ضخیم جلدوں میں ایک کتاب نشر الجواھر والدرر فی علماء القرن الرابع عشر (مع ذیل عقد الجواھر) شائع کی۔

اسی طرح صلاح الدین صفدی (ف ۷۶۴ھ/۱۳۶۲ء) کی شہرۂ آفاق کتاب الوافی بالوفیات مستشرقین کی ایک جماعت نے ایڈٹ کی اور تیس جلدوں میں شائع ہوئی، مولف نے اپنے معاصرین کے حالات پر ایک مثالی کتاب اعیان العصر و اعوان النصر کے نام سے چار جلدوں میں مرتب کی جو طبع ہو چکی ہے۔

ابن الشعار موصلی نے اپنے معاصر شعراء کا ایک تذکرہ قلائد الجمان فی فرائد شعراء ھذ الزمان (معروف بہ عقود الجمان) بھی لکھا جسے معاصر تذکرہ ہونے کے باعث اہمیت حاصل ہے، اس طرح عربی میں معاصرین کے اور بہت سے تذکرے لکھے گئے۔[1]

---

[1] تفصیل کے لیے دیکھیے:

روزنتھال: تاریخ تاریخ نگاری در اسلام (فارسی ترجمہ از اسد اللہ آزاد)، مشہد نیز ملاحظہ ہو:

بشار عواد معروف: کتب الوفیات و اھمیتھا فی دراسۃ التاریخ الاسلامی، مجلۃ کلیۃ الدراسات الاسلامیہ، بغداد (العدد الثانی) ۱۹۶۸ء)

اسی طرح فارسی میں بھی ایران و ہندوستان میں معاصر علماء، صوفیہ اور شعراء کے حالات پر قابل قدر تذکرے تالیف ہوئے، جن کا ذکر طوالت خوف سے قلم زد کیا جا رہا ہے۔

پاکستان و ہند میں تصنیف ہونے والے علماء و صوفیہ کے تذکروں میں حسب ذیل خصائص پائے جاتے ہیں:

۱۔ حالات زندگی سے زیادہ ان کے مناقب احاطہ تحریر میں لائے گئے ہیں۔

۲۔ ابتدا میں جو صوفیہ یہاں آئے ان کا مقصد حیات تبلیغ دین تھا، ان کے راستے میں رکاوٹ بننے والے یہاں کے غیر مسلم مذہبی رہنما شعبدہ باز، جادوگر اور کاہن تھے جو اپنے کرتبوں سے یہاں کے سادہ لوح عوام کو اپنے جال میں پھنساتے تھے، ان کے مقابلے میں صوفیہ کرام توکل و رضا کے پیکر تھے، جب یہ لوگ ان کے آڑے آئے تو ان مسلمان صوفیہ کرام کو بھی اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے کرامت کے اظہار کی قوت مرحمت فرمائی یعنی انہیں اظہار کرامت کے وصف سے نوازا اور بہت سے عوام صوفیہ کرام کی محض کرامات سے متاثر ہو کر ہی راہ راست پر آ گئے۔

۳۔ پھر یہ کرامات صوفیہ کے تذکروں میں تحریر کی جانے لگیں اور آہستہ آہستہ صوفیہ کے تذکرے محض کرامات کا مجموعہ ہی بن کر رہ گئے، بعض تذکرے تو اوّل سے آخر تک صوفیہ کی کرامات سے مملو ہیں۔

۴۔ اس طرح تذکروں کا مقصد تصنیف بڑی حد تک مجروح ہوا، یہاں تک کہ ایک ایسا دور آیا کہ صوفیہ کے ذاتی حالات اور تعلیمات بالکل پس منظر میں چلی گئیں اور ان کی خوارق عادات کے قصے مزے لے لے کر بیان کیے جانے لگے۔

۵۔ بہت سے غیر محتاط، کم علم اور عقیدت کیش مریدین نے اپنے مشائخ کے اس قسم کے تذکرے مرتب کیے اور ان میں غیر ثقہ باتوں کو ان سے منسوب کر دیا کہ اگر انہیں واقعی صاحب سوانح سے کوئی نسبت دی جائے تو ان کا اسلام مشکوک ہو جاتا ہے۔

۶۔ ایک اور اہم نکتہ یہاں کی تذکرہ نویسی کے بارے میں یہ ہے کہ یہاں

تذکرہ نویسی کا فن با قاعدہ عرب محدثین و ماہرین رجال حدیث کے ذریعے متعارف نہیں ہوا، یہی وجہ ہے کہ عربی تذکروں میں جس احتیاط، جرح و تعدیل اور اسناد واصل کا خیال رکھا گیا ہے وہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے سوا کسی ہندی تذکرہ نویس کے ہاں نہیں ملتا، اس کے برعکس جن ہندوستانی مسلمانوں کے تذکرے خود ہندوستانی مصنفین نے عرب میں عرصہ تک رہ کر لکھے ہیں ان میں احتیاط کی تمام مذکورہ خوبیاں پائی جاتی ہیں مثلاً نتائج الحرمین (درحالات حضرت شیخ آدم بنوڑیؒ (ف ۱۰۵۳ھ)۔

۷۔ حضرت شیخ عبدالحق دہلوی (ف ۱۰۵۲ھ/ ۱۶۴۲ء) چونکہ محدث اور نہایت محتاط مصنف تھے اس لیے انہوں نے صوفیہ کا تذکرہ اخبار الاخیار لکھ کر پاکستان و ہند کے تذکرہ نویسوں کے لیے ایک مثال قائم کر دی گویا یہاں کے صوفیہ کی تذکرہ نویسی میں ایک نئے یعنی انتقاد روایات کا رواج پڑ گیا گو اس کی پیروی بہت کم مصنفین نے کی تاہم اس باب میں جدید سائنٹیفک تحقیقات کی خشت اوّل حضرت شیخ محدث نے ہی رکھی۔

۸۔ حضرت شیخ محدث نے اخبار الاخیار (۹۹۹ھ/ ۱۵۹۰ء) لکھ کر تذکرہ نویسی کے فن میں جس انقلاب، تبدل، تجدد اور تحقیق کی طرح ڈالی تھی اس کی پیروی کرنے والوں کی تعداد بہت کم ہے۔

۹۔ رہیں سیاسی کتب تاریخ، تو وہ سماجی زندگی کے آثار اور علماء و صوفیہ کے حالات سے (بجز چند) خالی ہیں، دراصل تذکرہ نویسوں نے تذکرہ نویسی کے فن کو بلاوجہ نہیں اپنایا اور یہ خیال بھی خام ہے کہ صوفیہ نے اپنی مدح سرائی کے لیے اپنے حالات پر تذکرے لکھوائے بلکہ تذکرہ نویس شعوری طور پر سیاسی کتب تاریخ کی اس ناانصافی کو محسوس کر چکے تھے، کئی تذکرہ نگاروں نے واضح الفاظ میں اس کی شکایت بھی کی ہے مثلاً ''محمد غوثی شطاری کی گلزار ابرار (۱۰۲۳ھ) میں قاضی منہاج سراج کی طبقات ناصری میں اس وقت کے علمی اور مذہبی حالات سے کلیتہً اجتناب کرنے

پر ناپسندیدگی کا اظہار کیا گیا ہے۔''

۱۰۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی سے پہلے عموماً ایسے تذکرے وجود میں آئے جن میں ہر قسم کی روایات کو محفوظ کرنے کے خیال سے جمع کر دیا گیا، حضرت شیخ محدث کی اخبار الاخیار کے بعد تذکرہ نویسوں میں روایت کو پرکھنے کا قدرے شعور ہوا، دریافت شدہ تذکروں میں یہ شعور خاصی سست رفتاری کے ساتھ ارتقاء کی منازل طے کرتا ہوا نظر آتا ہے۔

شیخ محدث کے بعد صوفیہ کے جو عمومی تذکرے لکھے گئے ہیں یعنی گلزار ابرار، کلمات الصادقین، ثمرات القدس، مجمع الاولیاء، سفینۃ الاولیاء، معارج الولایت، ریاض الاولیاء، مآثر الکرام اور خزینۃ الاصفیاء، ان تذکروں کی انفرادی خوبیوں سے قطع نظر ان میں صحت روایت، اصول درایت اور شیخ محدث کے طریقۂ کار کی نہ تو تقلید ہی ملتی ہے اور نہ ہی ان کی فکر کو آگے بڑھانے کی سعی کا احساس ہوتا ہے۔

۱۱۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (ف ۱۱۷۶ھ) نے رسالہ ''الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ'' لکھ کر پاکستان و ہند کی تذکرہ نویسی میں مزید احتیاط، غور و فکر اور صحت روایت کی مثال قائم کی جس سے شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے مکتب فکر کو عملی صورت میں استعمال کیا گیا۔

۱۲۔ آزاد بلگرامی کی مآثر الکرام میں بھی تنقید روایت، صحت اندراج اور اعتماد کا اہتمام کیا گیا ہے اسی طرح مفتی غلام سرور لاہوری (ف ۱۳۰۷ھ) نے کئی متضاد روایات نقل کرنے کے بعد ان میں سے مرجح روایت کی صحت کے بارے میں دلائل دینے کا اہتمام کیا ہے، پھر خصوصیت سے صوفیہ کے سنین ولادت و وفات کی دریافت نے بعد کے تذکرہ نویسوں کو نئی راہیں نکالنے کے لیے دعوت فکر دی۔

صوفیہ کے جدید تذکرے

جدید تذکروں سے مراد صوفیہ کے وہ تذکرے ہیں جنہیں اسلامی اصول رجال، روایت و درایت کے ساتھ ساتھ جدید سائنٹفک اصولوں کے مطابق تصنیف کیا گیا ہو، ہماری تحقیق کے مطابق پاکستان و ہند میں جدید تذکرہ نگاری کا آغاز اس وقت ہوا جب مستشرقین یورپ نے صوفیہ کی تصانیف کے متون ایڈٹ کر کے ان پر تنقیدی حواشی و مقدمات کے اضافے کیے جب یہ ایڈیشن یہاں پہنچے تو یہاں کے مصنفین کو روایتی تذکرہ نویسی کی روش سے ہٹ کر جدید طرز اپنانے کا خیال ہوا۔

مولانا شبلی و حالی کے سوانحی ادب نے مزید غور و فکر کی دعوت دی، اردو کے مشہور رسالہ معارف، دارالمصنفین، اعظم گڑھ (اجراء ۱۹۱۶ء) میں صوفیہ کرام پر تحقیقی مقالات نے اس کام کو زیادہ تقویت دے کر تصنیف و تالیف کے لیے میدان ہموار کیا۔

سید مقبول احمد صمدنی کی حیات جلیل (مطبوعہ ۱۹۲۹ء) حکیم سید شمس اللہ قادری کے صوفیہ پر مقالات اور رسالہ اسلامک کلچر، حیدر آباد، دکن، میں پاکستان و ہند کے صوفیہ پر مختلف اہل قلم کے گراں بہا تحقیقی مقالات نے ایک ایسی فضا پیدا کر دی جس نے صوفیہ کی تصانیف کی نہ صرف اہمیت واضح کر دی بلکہ ان پر تحقیقی کام کے لیے بھی اہل علم کو سوچنے پر مجبور کر دیا۔

ان حالات میں جن مصنفین نے اس میدان میں نمایاں کام کیا ان میں جناب پروفیسر خلیق احمد نظامی صاحب تاریخ مشائخ چست، حیات شیخ عبدالحق محدث دہلوی، شیخ فرید الدین گنج شکر (سوانح بزبان انگریزی) اور ترتیب و تحقیق خیر المجالس وغیرہ نے اپنے کام کا مدار صوفیہ کرام کے احوال و آثار کی دریافت اور جدید طریقہ کار کے مطابق ان کی ترتیب و تہذیب کی، ان کے بعد ہمارے ملک کے نامور محقق جناب پروفیسر محمد ایوب قادری نے تذکرہ علماء ہند کا جدید ترجمہ، تعلیقات اور مقدمات کے ساتھ اشاعت کی جس سے متاثر ہو کر اہل علم حضرات نے اپنے کام کے دھارے اس طرف موڑ لیے۔

مولانا محمد ادریس نگرامی

مولف تذکرہ علمائے حال

مولانا محمد ادریس بن مولانا حافظ عبدالعلی نگرامی کی لکھنؤ کے ایک مضافاتی قصبہ نگرام[1] میں ۱۴ شوال بروز دوشنبہ ۱۲۷۵ھ/۱۸۵۹ء) کو ولادت ہوئی، اپنے والد گرامی سے ہی تمام درسی کتب پڑھیں اور پھر لکھنؤ جا کر مدرسہ نظامیہ فرنگی محل میں علامہ عبدالحئ فرنگی محلی (ف ۱۳۰۴ھ/ ۱۸۸۶ء) سے پڑھا اور تکمیل کی اور اجازت تامہ حاصل کی[2]۔

علم حدیث اور قرأت کی سند مولانا شاہ فضل رحمٰن گنج مراد آبادی (ف ۱۳۱۳ھ/۱۸۹۵ء)

مولانا قاری عبدالرحمٰن پانی پتی (ف ۱۳۱۴ھ/ ۱۸۹۶ء) اور مولانا عبدالحق دہلوی (ف ۱۹۱۷ء)

مولف تفسیر حقانی سے لی، دلائل الخیرات کی تحریری اجازت شیخ الدلائل مولانا سید محمد سعید بن سید محمد مغربی سے ملی[3]۔

مولانا محمد ادریس نگرامی نے سلوک کی تعلیم اپنے والد کے بعد شاہ فضل رحمٰن گنج مراد آبادی اور مولانا عبدالسلام ہسوی (ف ۱۲۹۹ھ/۱۸۸۱ء) سے لی، مولانا فضل رحمٰن آپ سے بہت محبت فرماتے تھے، سلوک کی مشق ایک اور بزرگ شخصیت سید شاہ

---

[1] قصبہ نگرام کی مختصر تاریخ اور آپ کے خانوادہ کے علماء کے حالات کے لیے کتاب حاضر کا ضمیمۂ دوم ''علمائے نگرام'' نوشتہ مولانا مطلوب الرحمٰن نگرامی ملاحظہ کریں۔

[2] تذکرہ علمائے حال، خاتمہ)

[3] ایضاً)

عبدالکریم غزنوی سے کی، جو ایک افغان بزرگ تھے، بنیر سے چل کر آپ کے والد گرامی مولانا عبدالعلی کی خدمت میں سلوک کی تعلیم حاصل کرنے کے لیے گئے تھے، اتفاق ایسا ہوا کہ ان کے نگرام پہنچنے سے تین دن پہلے ہی مولانا کا انتقال ہوگیا، جس پر سید غزنوی بہت افسردہ ہوئے، آپ مولانا کے مزار پر بیٹھ کر آپ کے فرزند مولانا محمد ادریس اور مولانا محمد یحییٰ کو سلوک کی مشق کروانے لگے، گویا مولانا نگرامی نے سلوک کی منازل انہیں کی نگرانی میں طے کیں۔

آپ نے حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکی سے بھی خط و کتابت کے ذریعہ اوراد و وظائف اور بیعت و اجازت ارشاد حاصل کی تھی۔

جمع و مطالعہ کتب کا بہت شوق تھا ہزارہا کتب خریدی تھیں اور تیس سال کامل اسی نیک مقصد کی خاطر نگرام سے باہر قدم نہیں رکھا۔

معاصر علماء سے ملاقات کے علاوہ ان سے مراسلت کا سلسلہ بھی تھا، علامہ عبدالحئی فرنگی محلی، مولانا محمد علی مونگیری، علامہ شبلی نعمانی اور نواب علی حسن خان سے برابر خط و کتابت رہتی تھی، ندوۃ العلماء کی مجلس منتظمہ کے باقاعدہ رکن تھے، اپنے بڑے فرزند مولانا محمد نفیس کو دارالعلوم ندوہ میں داخل کروایا، آپ نے خود نگرام میں معدن العلوم کے نام سے ایک مدرسہ قائم کیا جو آپ کی وفات کے بعد بھی آپ کے صاحبزادے مولانا حافظ محمد انیس کی نگرانی میں جاری رہا، اپنی رہنمائی میں بریلی سے ایک ماہنامہ الہادی شروع کروایا، جو عرصہ تک چودھری نذیر احمد کی ادارت میں نکلتا رہا۔

آپ نے نگرام میں مطبع نفیس کے نام سے ایک پریس بھی لگایا تھا، جس سے آپ کی اور اس خانوادہ کی کتابیں بھی طبع ہوئی تھیں۔

مولانا مطلوب الرحمٰن نگرامی نے آپ کی ۲۹ تصانیف کے نام لکھے ہیں جو تذکرہ حاضر کے ضمیمۂ دوم میں شامل ہیں، مولانا محمد ادریس نے اپنے حالات پر عربی میں ایک رسالہ الکلام النفیس فی ترجمۃ محمد ادریس کے نام سے لکھا تھا،

آپ کے نواسے مولانا وحشی نے بھی آپ کے احوال پر ایک رسالہ دلدار تالیف کیا تھا، یہ دونوں رسائل طبع ہو چکے ہیں۔

مولانا محمد ادریس کے پاس ان گنت سوالات بطور استفتاء آتے تھے جن کا آپ بر وقت جواب دیتے رہتے تھے، آپ کا انتقال نگرام میں ہی ۱۰/ رمضان ۱۳۳۱ھ/۱۹۱۲ء کو ہوا، اپنے اجداد کے قبرستان میں مدفون ہوئے[1]
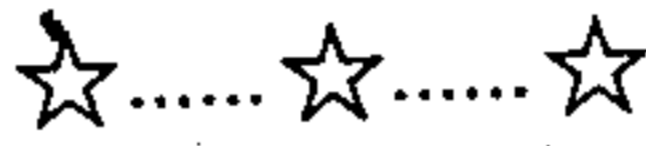
[1] یہ تمام تر حالات تذکرہ علمائے حال کے خاتمہ (خودنوشت احوال) اور مولانا مطلوب الرحمٰن کے مقالہ علمائے نگرام مشمولہ ضمیمہ دوم تذکرہ حاضر اور نزہۃ الخواطر ۸/ ۴۸۔۴۹ سے ملخصاً ماخوذ ہیں۔

تذکرہ علمائے حال

ایک تجزیاتی مطالعہ

معاصر علماء کے حالات پر یہ ایک نادر الوجود تذکرہ ہے جسے مولانا محمد ادریس نگرامی (۱۸۵۸۔۱۹۱۲ء) نے ۱۳۱۳ھ/ ۱۸۹۵ء کو مکمل کیا۔

اس وقت ہمارے ملک پاکستان و ہند پر انگریز (برطانوی سامراج) قابض تھے، حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (ف ۱۲۳۹ھ/۱۸۲۴ء) کے جین حیات ہی انگریزوں کا ۱۸۰۳ء کو ہندوستان کے مرکز دہلی پر قبضہ ہو گیا تھا چونکہ انہوں نے حکومت مسلمانوں سے چھینی تھی اور ان کی طرف سے اس کے ردعمل کا انہیں قدم قدم پر خوف تھا، اس لیے مسلمان ہی براہ راست ان کے ستم کا نشانہ بنتے رہے، دہلی کے بعد آہستہ آہستہ یہاں کی مختلف ریاستوں پر مختلف حیلوں بہانوں سے قبضہ کیا، ان ریاستوں کے آزاد حکمرانوں میں اختلافات پیدا کر کے انہیں آپس میں لڑوا کر کمزور کیا اور پھر ان پر اپنے سامراجی شکنجے گاڑتے رہے، پہلی باری بنگال کی آئی جہاں مقامی حکومت سے فرضی مقابلہ کے بعد جنگ پلاسی میں ۱۷۵۷ء کو ان کا بنگال کے بڑے حصے پر قبضہ ہو گیا۔

مسلمان علماء کے مدرسے جو یہاں کی مسلم حکومتوں کی سرپرستی میں مسلمانوں کی تعلیم و تربیت کرتے تھے اور ان کے اخراجات کے لیے حکومتوں کی طرف سے زمینیں وقف تھیں وہ آہستہ آہستہ انگریزوں نے ضبط کرنا شروع کر دیں وہ مدرسے جن کا تعلیم و تربیت میں بہت اہم کردار تھا[۱] مالی امداد بند ہو جانے سے ختم ہونے لگے۔

---

[۱] تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو۔ ریاست علی ندوی: ہندوستان کی قدیم اسلامی درسگاہیں، (۲) مناظر احسن گیلانی: ہندوستان کے مسلمانوں کا نظام تعلیم و تربیت وغیرہ۔

ان مدرسوں کے علماء فاقہ کشی کے باعث معمولی ملازمتوں کے لیے مجبور ہو گئے ، اس کے باوجود بعض خاندانی عظمت کے علماء نے ان حالات میں بھی دینی تعلیم کے چراغ کو روشن رکھنے کی کوشش کی ، بعض ریاستوں کے مسلمانوں حکمران بھی دینی مدرسوں کی سرپرستی کرتے رہے جن میں ریاست دکن اور رام پور قابل ذکر ہیں لیکن جب ان میں بھی انگریزوں کا عمل دخل بڑھ گیا تو یہاں بھی دوسری ریاستوں جیسا حال ہونے لگا۔

خود تذکرہ علمائے حال کے مولف نے تذکرہ کی ابتداء میں انگریزوں کا نام لیے بغیر اس وقت کے حالات کی جو تصویر کشی کی ہے وہ ہمارے موقف کی موید ہے۔

ان حالات میں جہاں مدرسے بند ہو رہے تھے ، علماء مالی بحران کا شکار ہو گئے تھے ، یہ فاقہ کش علماء نہ تو اپنے معاصر علماء کا تذکرہ لکھنے کی طرف توجہ کر سکتے تھے اور نہ ہی اپنے شاندار علمی و دینی ماحول کی تاریخ مرتب کر سکتے تھے ، معلوم نہیں کہ برطانوی دور میں مولانا رحمٰن علی نے قدیم اور معاصر علماء کا تذکرہ (یعنی تذکرہ علمائے ہند) کیسے تالیف کر لیا؟ اور پھر مولانا عبدالحئی حسنی ندوی نے آٹھ جلدوں میں جس مالی بے سروسانی سے علمائے ہند کا ضخیم جحیم تذکرہ نزہۃ الخواطر کے نام سے عربی میں لکھ کر یہاں کے قدیم اور پھر معاصر علماء و صوفیہ کو علمی دنیا میں حیات جاودانی کیسے بخشی؟

ان کے علاوہ بھی چھوٹے بڑے عمومی تذکرے ، مفرد تذکرے اور علاقائی تذکرے بھی وجود میں آئے۔

مولانا محمد ادریس نگرامی کا تذکرہ علمائے حال بڑی سخت کوشی کے بعد مرتب شکل اختیار کر سکا تھا ، مولف نے علماء کے حالات حاصل کرنے کے لیے ان کی خدمت میں کئی خطوط لکھے لیکن ان حضرات نے بڑی سرد مہری کا مظاہرہ کیا ، بعض حساس دل و دماغ کے علماء نے مولف کے اس کام کو سراہا اور حوصلہ افزائی کی ، مولانا شبلی نعمانی نے اپنے خط میں لکھا:

''نہایت عمدہ تجویز ہے مجھ کو مدت سے خیال تھا۔''

مولانا احمد ابوالخیر مکی (مولف ہدیہ احمدیہ) نے بھی اس کوشش کو سراہتے ہوئے مولف کو لکھا:

واقعی یہ کام بہت عمدہ ہے اور مفید مگر بہت بڑا کام ہے، اللہ بخیر انجام کرے۔

مولف نے اپنے اس کام کے موید سترہ علماء کے خطوط کے اقتباسات تذکرہ کے آغاز دے دیئے ہیں، انہوں نے اس تذکرہ کے آخر میں یہ اعلان بھی کیا ہے۔

''اس کتاب میں جس قدر علماء کے تراجم مذکور ہیں وہ نہایت مستند منقول عنہ سے نقل کیے ہیں، جس کو کچھ شک ہو مولف کے پاس درخواست بھیج کر منقول عنہ کی نقل حاصل کرسکتا ہے۔''

مولف نے یہ تذکرہ ۱۸۹۵ء کو تالیف کر کے مطبع نولکشور، لکھنؤ سے ۱۸۹۷ء کو طبع کروایا، اس وقت عکسی اشاعت کے ذرائع نہیں تھے ورنہ علماء کے وہ احوال جو انہوں نے اپنے قلم سے لکھ کر بھیجے تھے کے عکس ہی شائع کر دیئے جاتے، ہماری تجویز ہے کہ اگر اس تذکرہ میں شامل علماء کے خودنوشت حالات بصورت خطوط موجود ہوں تو آج اس کا عکس شائع کرنا آسان ہے، لیکن شاید سارا مواد امتداد زمانہ سے تلف ہو چکا ہوگا۔

قدیم اور دور وسطیٰ کے اصحاب کے حالات تو جستہ جستہ کتب تاریخ اور تذکروں میں مل ہی جاتے ہیں، انہیں کئی مولفین نے یک جا بھی کرنے کی کوشش کی ہے لیکن معاصرین کے حالات کی جمع آوری بہت ہی کٹھن مرحلہ ہے۔

اس سلسلہ میں پاکستان و ہند کے ایک بہت بڑے تذکرہ نزہۃ الخواطر کی مثال دوبارہ پیش کی جارہی ہے کہ اس میں مولف مولانا عبدالحیٔ حسنی ندوی نے اپنی ذاتی سعی سے بہت سے تذکرے جمع کر کے علماء وصوفیہ کے حالات ان کے زمانہ حیات کے مطابق جمع کیے لیکن اپنے معاصرین کے حالات حاصل کرنے میں انہیں بہت دشواریاں پیش آئیں یہاں تک کہ اس کی معاصرانہ جلد ہشتم ان کی وفات (۱۹۲۳ء) پر ناتمام ہی رہ گئی تھی یعنی اس میں بہت سے خلا رہ گئے، جنہیں مولف

کے فرزند گرامی مولانا سید ابوالحسن علی ندوی پُر کرنے میں ۱۹۶۸ء تک مصروف رہے اور متن کے قوسین میں انہوں نے بہت سے ضروری کوائف اور علماء کے سنین وفات تحریر کر کے اسے وقیع بنا دیا اس میں کوئی کلام نہیں ہے کہ نزہتہ الخواطر میں حقائق کی ان گنت غلطیاں ہیں، لیکن اس کے باوجود اس سے استفادہ ناگزیر ہے۔

تذکرہ علمائے حال اس اعتبار سے درجہ اول کی اہمیت کا حامل ہے کہ اس میں درج تمام تر معلومات مولف کی معاصر اور علماء کے خود نوشت حالات پر مبنی ہیں۔

مولف کی زندگی میں ہی ان کے نواسے مولانا محمد احسن وحشی نگرامی[1] (ف ۱۹۲۵ء) نے تذکرہ کے بعض مقامات پر مختصر حواشی لکھے اور اس کے پروف کی تصحیح بھی کی تھی اور یہ تذکرہ تطییب الاخوان بذکر علمائے الزمان کے نام سے طبع ہوا۔

مولف کو علماء کے حالات جمع کرنے میں مولانا قاضی بشرالدین میرٹھی، مولانا شمس الحق ڈیانوی اور مولوی فقیر اللہ کی امداد حاصل تھی، مولانا محمد علی مونگیری (بانی ندوۃ العلماء لکھنؤ) نے بھی اس کی تالیف کی تحریک کی تھی۔

تذکرہ علمائے حال ۱۸۹۵ء کو مکمل ہوا، اس وقت پاکستان و ہند میں مسلمانوں کے کئی فرقے وجود میں آچکے تھے، ذہن فوری طور پر اس طرف منتقل ہوتا ہے کہ یہ کس فرقہ کے علماء کا تذکرہ ہے؟

اس سلسلہ میں عرض ہے کہ یہ علماء کا ایک عمومی تذکرہ ہے جو حروف تہجی کے اعتبار سے تالیف کیا گیا ہے، اس وقت بریلی اور دیوبند دو متحارب فرقوں کی صورت میں سامنے نہیں آئے تھے بلکہ ایک دوسرے کی کتابوں پر تقریظیں بھی لکھا کرتے تھے، پھر بہت سے اسباب کی بنا پر یہ فرقے جدا ہوئے تو طرفین کے خلاف لٹریچر وجود میں آنے لگا۔

مولف دیوبندی علماء کے شاگرد تھے، ان کا واضح جھکاؤ اس فرقہ کی طرف تھا، وہ دارالعلوم ندوۃ العلماء کی مجلس منتظمہ کے ممبر بھی تھے اور جب ندوہ میں تدریس کا

---

[1] مولانا وحشی کے حالات کے ملاحظہ ہو علمائے نگرام، مشمولہ تذکرہ علمائے حال، ضمیمہ دوم
[2] ان علماء کے حالات تذکرۂ حاضر میں ملاحظہ کریں۔

آغاز ہوا تو اپنے فرزند مولانا محمد انیس کو اس میں تحصیل کے لیے خود داخل کروایا۔
مولف نے مولانا احمد رضا خان بریلوی کے حالات غیر جانبدارانہ طور پر لکھے ہیں، بتایا ہے کہ آپ نے صرف ''چھ برس کی عمر میں مجمع عام میلاد شریف پڑھا'' مشہور حنفی عالم مولانا وکیل احمد سکندر پوری، جن کے نواب صدیق حسن خان کے ساتھ عمر بھر تحریری اختلافات رہے کے حالات بھی تفصیل سے لکھے ہیں، ایک اور مشہور عالم مولانا نور احمد امرتسری (مصحح مکتوبات امام ربانی) کا مختصر تذکرہ بھی کیا ہے، مولف نے اپنے استاد مولانا عبدالحیٔ فرنگی محلی حنفی اور آپ سے وابستہ اصحاب کا ذکر خصوصیت سے کیا ہے۔
مولانا غلام دستگیر قصوری کے حالات کی عدم دستیابی کا بھی اعتراف کیا ہے۔
مولف خود مشہور حنفی عالم و نقشبندی شیخ طریقت مولانا شاہ فضل رحمٰن گنج مرادآبادی سے وابستہ تھے، ان سے اتنی عقیدت تھی کہ احتراماً حروف تہجی کے خلاف ان کے حالات تذکرہ میں پہلے لکھے ہیں، انہیں بھی مولف سے بہت محبت تھی جو کوئی ان کے موطن نگرام سے ان کے پاس جاتا تو سب پہلے آپ مولف کا ہی ذکر کرتے اور فرماتے کہ ان کے ہوتے ہوئے یہاں کیوں آئے ہو؟ مولف نے مشہور حنفی عالم مولانا لطف اللہ علی گڈھی کا ذکر بہت ہی احترام سے کیا ہے۔
اسی مناسبت سے مولف نے مولانا گنج مرادآبادی سے وابستگان کا تذکرہ خصوصیت سے کیا ہے، مولف کے زمانہ (۱۸۹۵ء) میں مقلد و غیر مقلد اور شیعہ و سنی کے اختلافات اپنے عروج کو پہنچ چکے تھے، مولف نے اس تذکرہ میں شیعہ علماء کے حالات نہیں لکھے البتہ غالباً نادانستہ طور پر مشہور ادیب و شاعر محمد حسین آزاد کے بارے میں ایک سطر لکھ دی ہے؟ غالباً انہیں یہ معلوم نہیں ہوگا کہ آزاد ایک متعصب شیعہ تھے لیکن بحیثیت ایک عالم کے ان کی شہرت نہیں تھی۔
مولف نے متنبی مرزا غلام احمد قادیانی کو علماء میں شمار ہی نہیں کیا، اسی طرح مولف نے فکر جدید کے علم بردار سرسید احمد خان کا بھی تذکرہ کرنا پسند نہیں کیا، غالباً مولف انہیں علماء اسلام میں شمار نہیں کرتے تھے جبکہ ان کے دست راست اور مشہور

شاعروادیب خواجہ الطاف حسین حالی کا تذکرہ کیا ہے۔

مولانا عبدالحق خیرآبادی سمیت خیرآبادی مکتبہ فکر سے وابستہ حضرات کا بھی کہیں کہیں ذکر ملتا ہے، البتہ مولانا حکیم سید برکات احمد ٹونکی کا ذکر نہیں کیا گیا۔

غرض تذکرہ علمائے حال ہر اعتبار سے ایک قابل قدر تذکرہ ہے اس میں مندرج معلومات عصری ماخذ کی حیثیت رکھتی ہیں۔

تذکرہ علمائے حال

تالیف

مولانا محمد ادریس نگرامی

(۱۲۷۵ـ۱۳۳۱ھ/۱۸۵۸ـ۱۹۱۲ء)

تحقیق و تعلیق

محمد اقبال مجددی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

الحمد للّٰہ الذی اعلٰی مراتب العلماء واسمی مناصبهم کسمو السماء وجعلهم منارا للشریعة الغراء والطریقة البیضاء و رفع بعضهم فوق بعض درجات فمنهم من شمر ذیله بنشر احادیث خیر البریات یذبّ عن السنة ماینا فیها و یکب علی الامور المسنونة و ما یضا هیها و منهم من تعمق النظر وامعن الفکر فی الفقهیات و منهم من سبعی غایة جهده الی ان صارلا هیا عن الموهومات و ساهیاً عن المظنونات واعتصم بحبل اللّٰہ فانسلک فی زمرة اهل اللّٰہ فهم الذین نظام العالم بهم ویرزق الناس و یمطرون بسببهم والصلوٰة والسلام علی سید العالمین راس العالمین الذی قال العلماء ورثة الانبیاء وقال فضل العالم علے العابد کفضلی علی ادنا کم وقال فقیه واحد اشد علی الشیطان من الف عابد ثم السلام علی اله و صحبه و تابعیه و علماء امته اجمعین الی یوم الدین.

امابعد خاکسار گناہگار فقیر مسکین محمد ادریس عفا اللہ عنہ ابن جناب حضرت مولانا مولوی حافظ محمد عبدالعلی صاحب قدس اللہ سرہ ساکن قصبہ نگرام ضلع لکھنؤ ملک اودھ خیر اندیشان قوم کی خدمت میں ملتمس ہے کہ افسوس صد افسوس ہمارا اسلام ملک ہند میں آکر ایسا غریب وبے کس ہوگیا کہ شیرازہ جمعیت اسلامیان بالکل منتشر و پراگندہ ہو گیا اپنے مذہب وقوم پر جان فدا کرنے والے مسلمان مثل برگ اشجار خزاں رسیدہ کے پژمردہ ہوگئے۔

وامصیبتا وہ اسلام جو بڑی دھوم دھام سے ولایت عرب سے اس ملک میں آ کر تخت حکومت پر متمکن ہوا تھا کاخ مرتبت سے خاک مذلت پر آرہا واحسوتا تاکہ

اسلام کے مقدس بزرگان دین خلاصہ دودمان اسلام وزبدۂ خاندان ایمان نائب جناب ختم المرسلین علمائے دین متین سہام ملال وحسرت ویاس کے ہدف بن گئے، ناکامیوں اور مجبوریوں نے اُن پر اپنا ہجوم کرلیا، عموماً دلوں سے صدق ویقین جاتا رہا، جس کی وجہ سے خدا نے برکات اسلام ہم سے چھین لیے، نور صفا جاتا رہا، سچ ہے ان اللّٰہ لا یغیر ما بقوم حتیٰ یغیر واما بانفسھم مگر قربان جایئے اپنے پیارے ہادی رسول عربی پر کہ آپ کی بدولت خدا نے یہ مقرر فرمایا کہ اس امت مرحومہ پر جب ضلالت وشقاوت ووقاحت وغوایت کا ہجوم ہوتا ہے تو اپنی رحمت کاملہ سے ایسی نسیم الطاف جاری فرماتا ہے کہ غمام کلفت آسمان اسلام سے نیست و نابود ہو جاتا ہے، آفتاب ہدایت وارشاد اپنی چمکتی ہوئی شعاعوں سے قلوب مومنین پر نور صداقت کا سکہ بٹھاتا ہے، تعالیٰ شانہ و عز برھانہ۔

اس دور اخیر میں جو انحطاط اسلام نے ترقیاں دکھائیں وہ محتاج بیان نہیں عوام وخواص میں اسلام صرف برائے نام باقی رہ گیا تھا لیکن الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ حق جل شانہ نے امت مرحومہ کی دستگیری فرمائی اور اپنے ایک برگزیدہ ومقدس بندہ کے دل میں تجدید اسلام کا جوش پیدا کردیا اور اُس کے مبارک دل کو اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ اپنی قوم کے مردہ دلوں میں ایک جیتی جاگتی روح پھونکے اور اپنی کوشش کے ہاتھوں سے نصیحت کے پانی کا چھینٹا سوتی ہوئی قوم کے منہ پر مارے کہ وہ لوگ خواب غفلت سے بیدار ہوکر دیکھیں کہ خود اُن کی کیا حالت ہے اُن کو کون سی منزل درپیش ہے؟

وہ مقدس بزرگوار جناب مولانا وبالفضل اولانا حضرت شاہ مولوی سید محمد علی صاحب کانپوری ہیں کہ جن کی سعی موفور سے مجلس ندوۃ العلماء کی بنا ہوئی، انہیں کے اتفاق رائے وارشاد سے یہ جزو مختصر جس کا نام تطییب الاخوان بذکر علماء الزمان ملقب بہ تذکرہ علمائے حال ہے، تالیف کیا گیا۔

اس کتاب کے لکھنے میں میں نے خاص اہتمام کیا سینکڑوں خطوط بغرض دریافت حالات علما کے مختلف بلاد وامصار میں بھیجے لیکن ہمعصر معزز بزرگان کی سرد

مہریوں نے میرے گرم جذبات قلبی کو افسردہ کر دیا اور میرے مقصد میں پوری کامیاب نہ ہونے پائی، تاہم چند حضرات نے بڑی مدد فرمائی اور جس بار کا میں متحمل ہونا چاہتا تھا اس کی تحسین فرما کر مجھ کو قوت و جرأت دلائی، اسمائے گرامی اُن کے نقشۂ ذیل سے واضح ہوں گے، جزاھم اللہ خیر الجزاء۔

نام اُن حضرات علماء کے جنھوں نے تراجم علمائے حال کی بابت مسرت ظاہر فرمائی

۱۔ جناب مولوی محمد شبلی صاحب نعمانی پروفیسر کالج علی گڑھ۔
نہایت عمدہ تجویز ہے، مجھ کو مدت سے خیال تھا۔

۲۔ جناب مولوی وکیل احمد صاحب سکندر پوری نائب صوبہ حیدرآباد دکن۔
فی الواقع سوانح کا لکھا جانا بہت اچھا ہے۔

۳۔ جناب مولوی حکیم محمد یٰسین صاحب آروی ہیڈ مولوی ضلع سکول بھاگلپور۔
جس اہم اور ضروری کام کے لیے آپ نے کمر ہمت باندھی ہے اُس میں باری تعالیٰ آپ کی مدد کرے، ملک کے لیے یہ بہت ہی کارآمد چیز ہے، میں آپ کو مبارک باد دیتا ہوں اور دل سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ آپ کی سعی کو مشکور کرے۔

۴۔ جناب مولوی سکندر علی خان صاحب خالص پوری مدرس مدرسہ اسلامیہ، مرین لین بمبئی۔
آپ سے تو بڑے بڑے کام سرانجام پا رہے ہیں، واقعی اگر علماء کا حال آپ قلم بند کریں گے تو منتج فوائد کثیرہ کا ہوگا، اور آپ کے واسطے علاوہ ثواب اخروی کے یادگاری بھی رہے گی، اور دوسری تحریر میں فرماتے ہیں یہ ایسا عمدہ کام آپ کے حصہ میں اور حضرت مجاہد کے حصہ میں آیا ہے کہ بہتوں کے علماء کا حال لکھنا چاہا اور نہ ہو سکا، فرحمتہ اللہ علیکم و علیہ.

۵۔ جناب مولوی بشیر الدین صاحب میرٹھی، مدرس مدرسہ اسلامیہ اٹاوہ۔
درحقیقت آپ نے نہایت عمدہ کام کا ارادہ کیا ہے، اللہ تعالیٰ آپ کو نیک

توفیق دے کہ اس کام کو بخوش اسلوبی پورا کر سکیں، واللہ ولی التوفیق.

۶۔ جناب مولوی عبدالجبار صاحب عمر پوری مدرس مدرسہ اسلامیہ جبل پور
اللہ تعالیٰ اس ارادۂ ہمایوں کو بخیریت وعمدگی اختتام کو پہنچائے۔

۷۔ جناب قاضی محمد عبدالرحیم صاحب کرنولی ضلع مدراس۔
مولانا، خدائے تعالیٰ آپ کے فیوض کو دہ چند فرمائے، آپ کے نیک ارادوں اور محاسن اعمال میں خاص اپنی نصرت و معاونت کرے، مشاء اللہ قصد گرامی بہت نیک ہے۔

۸۔ جناب مولوی حبیب احمد صاحب مدرس مدرسہ فتح پوری دہلی۔
واقعی یہ موجب تعارف وائتلاف علماء کا ہے، میں بھی اس رائے میں شریک ہوں۔

۹۔ جناب مولوی عبدالماجد صاحب بھاگل پوری۔
آپ نے جس کام کا ارادہ کیا ہے، نہایت مبارک ہے، خدا کرے آپ کامیاب ہوں۔

۱۰۔ جناب شیخ احمد مکی تربیت یافتہ حضرت مولانا فضل رحمٰن صاحب مرادآبادی۔
واقعی یہ کام بہت عمدہ ہے اور مفید مگر بہت بڑا کام ہے، اللہ بخیر انجام کرے۔

۱۱۔ جناب مولوی محمد ابراہیم صاحب دہلوی خلف جناب مولوی محمد حسین صاحب متخلص بہ فقیر۔
جناب کا یہ خیال واقعی لائق تحسین ہے۔

۱۲۔ جناب مولوی مشتاق احمد صاحب مدرس عربی گورنمنٹ سکول لدھیانہ۔
تراجم علمائے حال کی فی الواقع اشد ضرورت تھی اور یہ عمدہ یادگار باقی رہے گا، مگر یہ شرط ہے کہ تراجم اور حالات صحیح ہوں مبالغہ نہ کیا جاوے۔

۱۳۔ جناب مولوی فقیر اللہ صاحب مدرس مدرسۂ نصرۃ الاسلام، معسکر، بنگلور۔
آپ نے جو علما وفضلا کے تراجم جمع کرنے اور کتاب تالیف کرنے کا ارادہ کیا ہے اور طلب تراجم کے واسطے خطوط اکثر مقامات میں روانہ کیے ہیں، بے شک

ماشاء اللہ بہت اچھی تجویز وتدبیر ہے، واسطے حاصل ہونے اتحاد وتوددکے اور بہت ہی مفید ہے، واسطے اصلاح ذات البین اور رفع عناد ودفع فساد کے، جزاکم اللّٰہ رب الکونین جزاء المصلح بین الاخوین فی الدارین.

۱۴۔ جناب مولوی عصمت اللہ صاحب بختاور گنجی، مدرس مدرسۂ احمدیہ آرہ۔

آپ نے عالموں کا ترجمہ لکھنے کا قصد فرمایا ہے، خدا کرے آپ اپنے ارادہ میں کامیاب ہوں اور آپ کی سعی مشکور ہو اور خدا کرے یہ کام آپ کی ذات سے انجام پاوے۔

۱۵۔ جناب مولوی عبدالمجید صاحب مدرس گورنمنٹ سکول، مرزاپور۔

فی الحقیقت اس زمانہ پرآشوب مین ایک ایسی کتاب کی جس کی تحریر کا ذمہ آپ نے لیا ہے، بہت ضرورت ہے، تمام علما کو ایک دوسرے کی حالت معلوم ہوگی اور واقفیت یک دیگر سے اتفاق بڑھے گا، اللہ تعالےٰ اس کا انجام بخیر کرے۔

۱۶۔ جناب مولوی مظہر الحق صاحب، رئیس موضلع الہ آباد۔

اس مین کوئی شک نہین ہے، کہ جس بنیاد پر اور جس غرض سے آپ نے علما کے حالات کے دریافت کرنے کا ارادہ کیا ہے، وہ مقصد آپ کا بہت ہی ضروری بلکہ نادر روزگار و حسب حال رفتار زمانہ و بہترین اعلیٰ اغراض اور فوائد پر مبنی ہے، اللہ جل شانہ آپ کو اپنے مقصد مین کامیاب کرے، مین بسر وچشم اس تجویز سے اتفاق اور اُس کی دل سے قدر کرتا ہون، اور دست بدعا ہون آمین ثم آمین۔

۱۷۔ جناب مولوی محمد عبدالعلی صاحب آسی مدراسی ثم الکھنوی مہتمم مطبع (اصح المطابع)، واقع محلہ محمود نگر، لکھنؤ۔

آپ نے جو ایسے زمانہ انحطاط علم وعمل وترقی ضعف دین و دول وتنزل قوت اہل ملل ونحل مین تراجم علمائے حال وارباب فضل وکمال کے تدوین کا خیال فرمایا، جزاکم اللّٰہ رب البرایا و وقاکم عن الشرور والبلایا

کہ علما و فضلا کے تاریخی تذکرے سے اسلامی علم و فضل کا قیامت تک چرچا رہے گا اور اس کے ذریعے سے باہمی اتفاق اور اتحاد بڑھانے کے لیے ایک دوسرے سے خط و کتابت اور ملاقات کرنے کا نہایت عمدہ موقع ملے گا بلکہ۔

من هو المکتوب فی هذا الکتاب
ذکرہ یحییٰ الی یوم الحساب
یعنی از اسمش مسمیٰ حی شود
ذات را بی وصف شہرت کی شود

جس قدر حالات جس بزرگ کے ملے وہ قلمبند کیے گئے اور حسب خیال خود ان کے مراتب کی نگہداشت کی گئی اور جن کے حالات پر باوجود کوشش اطلاع نہ ہو سکی ان کا صرف نام گرامی مع مقام درج کیا گیا اور ترتیب اس کتاب کی موافق حروف تہجی کے رکھی گئی البتہ تبرکاً سب سے پہلے مرشد آفاق حضرت مولانا وسیدنا شاہ فضل رحمٰن صاحب مرادآبادی مدظلہ کا حال نہایت بالاجمال لکھتا ہون:

حضرت☆ مولانا الشیخ فضل رحمٰن صاحب مرادآبادی☆☆:

ابن مولوی اہل اللہ صاحب ولادت باسعادت آپ کی ۱۲۰۸ بارہ سو آٹھ ہجری مین ہوئی کہ فضل رحمٰن آپ کے سال ولادت کا تاریخی نام ہے، تحصیل علوم مروجہ مولانا محمد اسحٰق صاحب مرحوم و مرزا حسن علی محدث لکھنوی و حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی سے فرمایا، اور ارادت باطن و اجازت و خلافت حضرت شاہ محمد آفاق صاحب و حضرت شاہ غلام علی صاحب، دہلوی قدس سرہما سے ہے،

☆ وقت تالیف کتاب کے مولانا مرحوم عالم دنیا مین تھے بعد چند روز رحلت فرما گئے چنانچہ تواریخ نامہ باسم تاریخی آپ کی تواریخ وصال کا مجموعہ مع مختصر حالات مرض و انتقال کے اصح المطابع لکھنؤ مین طبع ہو چکا ہے ۱۳۱۳ھ۔

☆☆ مرادآبادیہ، ایک موضع ہے، ضلع اُناو، صوبہ اودھ مین اپنے متصل کے ایک موضع گنج سے ملا کر گنج مرادآباد کہلاتا ہے، سندیلہ یا کچھونا، اودھ روہیل کھنڈ ریلوے یا بلھور کانپور، اچنبرا، ریلوے سے راستہ ہے، محمد احسن نگرامی وحشی۔

آپ کی توصیف وتعریف کا استقصا غیر ممکن ہے، نگاہون نے تو ایسا پابند سنت نہین دیکھا، بڑے بڑے علماء وکبرا آپ کے بحر فیوض سے سیراب ہو چکے ہین، سب کے نام بتانا میرا کام نہین، ہان نمونہ کے واسطے سن لیجیے:

مولانا سید محمد علی صاحب ناظم ندوۃ العلماء، مولوی عبدالصمد صاحب مبارک پوری، الطاف حسین صاحب مانکپوری، مولوی ذوالفقار احمد صاحب بھوپالی، مولوی رحمت علی صاحب ہسوی، مولوی حاجی حکیم ظہور الاسلام صاحب فتح پوری، مولوی ابو محمد عبدالحق صاحب دہلوی صاحب تفسیر حقانی، مولوی عبدالکریم صاحب پنجابی، مولوی عصمت اللہ صاحب بختاور گنجی، مولوی حکیم عظمت حسین صاحب مرادآبادی، سید فدا حسین صاحب محی الدین نگری مولوی حکیم قادر بخش صاحب سہرامی، مولوی محمد اسحٰق صاحب مرحوم تیر گانوین مولوی سید قسیم الدین صاحب عظیم آبادی، مولوی سید سرفراز علی صاحب پلکھنوی سکندر پوری، مولوی لطف الرحمٰن صاحب عظیم آبادی، مولوی شیخ احمد صاحب مکی عرب، مولوی عبدالجلیل صاحب شیفتہ بھگوانپوری۔

حرف الالف

۲۔ مولوی سید شاہ ابوالحسین صاحب مارہروی

آپ مارہرہ ضلع ایٹہ مین متوطن ہیں، آپ کے حالات پر اطلاع نہین ہوئی۔

۳۔ مولوی شاہ ابوالخیر صاحب دہلوی

ہندوستان کا پرانا دارالسلطنت دہلی جس کی خاک سے ہزار ہا اکابر اُٹھے اور پھر سو رہے، آپ کا وطن ہے، مفصل ترجمہ آپ کا نہیں ملا۔

۴۔ مولوی سید ابوالقاسم صاحب ہسوی

بن مولوی سید عبدالعزیز صاحب مرحوم حسینی واسطی ولادت آپ کی مقام قصبہ ہسوہ ضلع فتح پور مین پانچوین ربیع الاول ۱۲۷۵ بارہ سو پچہتر ہجری مین ہوئی، تاریخی

نام آپ کا سید اظہر الدین (۱۲۷۵ھ) ہے، کتب درسیہ اپنے چچا حضرت مولانا شاہ سید عبدالسلام صاحب قدس سرہ سے پڑھین اور اجازت حدیث شریف کی مولانا قاری عبدالرحمٰن صاحب پانی پتی سے حاصل کی، خاندان مجددیہ مین ان کا سلسلہء انتساب وارادت حضرت مولانا شاہ عبدالسلام مرحوم سے ہے اور اجازت ان کے خلیفہء اجل مولوی امین الدین صاحب کیتھوی سے پائی اور خاندان حضرت شاہ علم اللہ صاحب قدس سرہ رائے بریلوی وحضرت سید احمد صاحب مجاہد غازی رائے بریلوی کی اجازت و خلافت اپنے مامون مولوی شاہ فخر الدین صاحب رائے بریلوی و مولوی شاہ ضیاء النبی صاحب رائے بریلوی مدظلہما سے پائی ہے رسالہ مدینوی ونور العیون وبرکات احمدیہ وغیرہ آپ کے تصانیف سے ہین، سلمہ اللہ تعالی.

۵۔ مولوی حاجی ابو محمد ابراہیم صاحب آروی

ابن جناب مولوی حکیم شیخ عبدالعلی صاحب مولد و مسکن آپ کا آرہ ضلع شاہ آباد ہے، حضرات ذیل آپ کے اساتذہ کرام ہین (۱) جناب مولانا حکیم ناصر علی صاحب آروی (۲) جناب قاضی مولوی محمد کریم صاحب مرحوم آروی (۳) جناب مولوی محمد نور الحسن صاحب آروی مرحوم (۴) جناب مولوی حافظ رضا علی صاحب بنارسی (۵) جناب مولوی حکیم بدرالدین صاحب بنارسی (۶) جناب مولوی محمد اسمٰعیل صاحب بنارسی (۷) جناب مولانا محمد لطف اللہ صاحب مدظلہ علی گڑھی (۸) جناب مولوی محمد یعقوب صاحب دیو بندی (۹) جناب مولانا محمود صاحب مدرس مدرسہ دیو بند (۱۰) جناب مولانا سعادت حسین صاحب مدظلہ بہاری (۱۱) جناب مولوی عبدالجبار صاحب مرحوم مہاجر مکہ (۱۲) جناب مولوی محمد صاحب مرحوم انصاری سہارنپوری مہاجر مکہ (۱۳) شیخ العلماء سید احمد دحلان مکی (۱۴) سید احمد دہان مکی (۱۵) شیخ حمید مرحوم مفتی حنابلہ مکہ معظمہ (۱۶) جناب مولانا عبدالغنی صاحب دہلوی مرحوم مہاجر مدینہ (۱۷) جناب مولانا سید نذر حسین صاحب محدث دہلوی مدظلہ (۱۸) جناب قاضی شیخ محمد صاحب ہاشمی جعفری مچھلی شہری (۱۹) جناب مولانا

شیخ حسین صاحب عرب یمنی خزرجی بھوپالی۔

آپ کی تالیفات یہ ہین: سلالۃ الصرف، سلالۃ النحو، الدر الفرید، تلقین التشریف بعلم التصریف، تہذیب التصریف، ارشاد الطلاب الی علم الاعراب، ارشاد الطلب الی علم الادب، غنچہ مراد، خیر الوظائف، طریق النجاۃ فی ترجمۃ الصحاح من المشکوٰۃ (چار جلد میں) تسہیل التعلیم، تفسیر خلیلی، صلوٰۃ النبی، فارسی کی پہلی کتاب، قول میسور، صلاح وتقویٰ، لیلۃ القدر، تیمی، اتفاق، مدرسہ احمدیہ آرہ مین جو ترقیان ہین وہ سب آپ کی سعی وکوشش کا نتیجہ ہے، اللّٰھم بارك فی عمرہ.

۶۔ مولوی ابن حسن صاحب سہسوانی

آپ ۱۲۵۰ بارہ سو پچاس ہجری مین پیدا ہوئے اور مولوی سید امیر حسن صاحب مرحوم سے علوم متعارفہ حاصل کر کے شغل درس و تدریس کا رکھتے ہین، سہسوان ضلع بدایون آپ کا وطن ہے، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ

۷۔ مولوی شیخ احمد مکی

ابن شیخ عثمان ولادت آپ کی بمقام مکہ معظمہ ۲ ذیقعدہ ۱۲۷۷ بارہ سو ستتر ہجری مین ہوئی، حدیث وفقہ ونحو پہلے مکہ مکرمہ مین پڑھا، پھر تفسیر وحدیث ۱۲۹۶ مین ہند مین آکر تحصیل فرمایا، پچاس استاذوں کی خدمت مین زانوے تلمذ تہہ کیا، علم حدیث کے اکثر کتب مطولہ ومختصرہ آپ کے مطالعہ سے گزرے ہین صوفی مشرب خلیق شفیق ہین، حضرت مولانا فضل رحمٰن مراد آبادی سے بیعت حاصل کر کے اجازت تامہ عامہ حاصل فرمائی ہے آپ کے تصانیف مین سے اتحاف البشر فی الثالث عشر وغیرہ ہین، فن رجال مین آپ کو کامل دخل ہے گویا آپ اپنے زمانہ کے حافظ الانساب ہین، مؤلف پر نظر توجہ نہایت مبذول فرمایا کرتے ہیں۔ سلمہ اللّٰہ تعالیٰ

۸۔ مولوی حاجی حافظ احمد حسن صاحب بٹالوی

ایک مدت سے مدرسہ فیض عام کانپور مین طلبا کو درس دیتے ہین، آپ حضرت

حاجی امداداللہ صاحب مدظلہ مہاجر مکہ کے مرید وصحبت یافتہ ہین۔
بعض تذکرات آپ کے نورعین مولوی حاجی محمد احسن سلمہ نے رسالہ شمائم امدادیہ مین لکھے ہیں، بٹالہ ضلع گورداسپور ملک پنجاب آپ کا وطن ہے، فی الحال کانپور مین قیام ہے۔

۹۔ مولوی سید احمد حسن صاحب

مدرس اوّل مدرسہء امروہہ ضلع مرادآباد، آپ مولانا محمد قاسم صاحب مرحوم نانوتوی کے خاص شاگردوں میں ہیں، علم معقول میں ید طولیٰ رکھتے ہیں، آپ کے تلامذہ میں سے مولوی حکیم مظہرالہادی صاحب امروہوی ہیں۔

۱۰۔ مولوی احمد حسن صاحب ندویوی دوگاچھوی

آپ کے حالات ذرا بھی نہین ملے۔

۱۱۔ مولوی حافظ احمد حسن صاحب

آپ مولوی عبدالرب صاحب مرحوم دہلوی کے مدرسہ پر تعلیم دیتے ہیں اور قوم کی خدمت اس طرح پر بجالاتے ہیں، خوش قسمتی سے دہلی جیسا شہر آپ کا قیام گاہ ہے۔

۱۲۔ مولوی احمد حسن صاحب

آپ سیوان ضلع سارن کے رہنے والے ہین، اس سے زیادہ کچھ حالات آپ کے دریافت نہین ہوئے۔

۱۳۔ مولوی حافظ احمد صاحب نانوتوی

ابن جناب مولانا محمد قاسم صاحب رحمتہ اللہ علیہ، مسکن آپ کا نانوتہ ضلع، سہارنپور ہے، حسن خلق وانکسار و دیگر اخلاق حسنہ مین اپنے والد بزرگوار کے قدم بقدم ہین۔

۱۴۔ مولوی احمد خان صاحب

سوائے اس کے کہ آپ نواب صاحب رادھن پور کے خواہر زادہ ہین اور ترجمہ آپ کا دستیاب نہین ہوا۔

۱۵۔ مولوی حافظ حاجی احمد رضا خان صاحب بریلوی

ابن جناب مولانا نقی علی خان صاحب مرحوم، ولادت آپ کی دسوین شوال روزہ دوشنبہ ۱۲۷۲ بارہ سو بہتر ہجری مین ہوئی، مولد و مسکن بریلی روہیل کھنڈ ہے۔

جب آپ کی عمر چار سال کی ہوئی، قرآن پاک ختم کر چکے، چھ برس کی عمر مین بمجمع عام میلاد شریف پڑھا، تکمیل جملہ علوم وفنون کی اپنے والد ماجد سے فرمائی ۱۲۹۴ھ مین بحضور جناب حضرت سید شاہ آل رسول صاحب مارہروی حاضر ہوکر مشرف بہ بیعت ہوئے، اس سرکار سے اجازت وخلافت جملہ سلاسل عطا ہوئی۔

۱۲۹۵ھ مین آپ پدر بزرگوار کے ہمراہ عازم حرمین شریفین ہوئے، وہان پہونچ کر حضرت سید احمد دحلان وحضرت عبدالرحمٰن سراج وحضرت حسین بن صالح جمل اللیل سے اسانید اجازت حدیث و فقہ وتفسیر وغیرہا حاصل کی، آپ کے تالیفات پچاس سے زیادہ ہو چکے ہین، بارك الله فی علمه و عمره.

۱۶۔ مولوی احمد رضا صاحب سندیلوی

آپ سندیلہ ضلع ہردوئی اودھ کے رئیس ہین، قومی خدمات مین زیادہ تر مصروف رہتے ہین۔

انجمن سندیلہ کی کارروائی مین آپ کی فصیح و بلیغ تحریر وتقریر اکثر شائع ہوتی ہین، شوال ۱۳۱۴ھ مین مؤلف سے بالاجمال ملاقات ہوئی، نہایت خلیق ومنکسر و خندہ رو پایا، سلمه الله تعالیٰ.

۱۷۔ مولوی شاہ احمد علی صاحب مرزاپوری

مرزاپور ممالک مغربی وشمالی آپ کا وطن ہے۔

۱۸۔ مولوی احمد علی صاحب

ابن مولوی امجد علی صاحب ساکن قصبۂ فتح پور ضلع بارہ بنکی، ولادت آپ کی ماہ ربیع الآخر ۱۲۹۲ بارہ سو بانوے ہجری مین ہوئی، مولوی عابد حسین صاحب فتح پوری و مولوی ضامن علی صاحب فتح پوری و مولوی محمد اشرف علی صاحب تھانوی مدرس اول مدرسہ جامع العلوم کانپور سے تقریباً مدت پانچ سال مین کتب رسمیہ سے فراغ حاصل کیا، اب مدرسہ جامع العلوم کانپور مین سوم مدرس ہین، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ۔

۱۹۔ مولوی حافظ حکیم سید اسداللہ صاحب

ابن جناب سید اللہ بخش شاہ صاحب مرحوم رئیس اور زمیندار موضع ٹکھر تعلقہ ٹنڈہ محمد خان ضلع حیدرآباد سندھ۔

ولادت آپ کی ۱۲۸۵ بارہ سو پچاسی ہجری مین ہوئی، مادہ تاریخ ولادت کا: ''مظہر علم وآل پیغمبر'' ہے۔

ایام طفولیت مین اپنے ہی وطن کے اہل علم سے کتب رسمیہ فارسیہ وعلم حساب پڑھ کر تحصیل علم عربی کی شروع کی اور صرف ونحو سے فراغ پائی، اسی درمیان مین مولوی حکیم حافظ سید میران محمد شاہ صاحب سے میزان الطب وقانونچہ وطب اکبر ومفرح القلوب وغیرہ پڑھی

ایام صبا مین آپ کو شعرگوئی واستخراج مواد تاریخ مین ملکہ راسخہ ایسا ہوگیا کہ فضلائے معاصرین متعجب ہوتے تھے، پھر مدرسۃ العلوم، حیدرآباد، سندھ مین مولوی محمد حسن صاحب مرحوم مدرس سے بقیہ کتب درسیہ تحصیل فرما کر ۱۳۰۴ھ مین سند فراغ حاصل کی اور اسی سال مدرسۂ دیوبند مین حاضر ہوکر مولوی سید احمد صاحب دہلوی مرحوم مدرس اول ومولوی محمود صاحب مرحوم مدرس دوم ومولوی محمود حسن صاحب

مدرس سوم سے علم حدیث وعلم ادب وعلم ہیئت حاصل کیا۔

۱۳۰۶ھ مین نعمت حفظ قرآن مجید سے مشرف ہوئے، آپ کی تصنیفات مین سے رسالہ علم تجوید وجنۃ النعیم فی استخراج لغات القرآن الکریم وتحفۃ الحذاق فی ترجمہ التریاق اور بعض رسائل بزبانِ سندھ و چند اشعار و مواد تاریخیہ وصنائع اہالیہ وغیرہ ہین۔

آپ کو ارادت و بیعت حضرت شاہ عبدالرحمٰن صاحب نقشبندی مجددی فاروقی قندھاری ٹکری سے ہے، سلمه الله تعالیٰ.

۲۰۔ مولوی حاجی حافظ قاری اشرف علی صاحب تھانوی

ابن شیخ عبدالحق صاحب مرحوم، ولادت آپ کی ۱۲۸۰ بارہ سواسّی ہجری مین بمقام تھانہ بھون ضلع مظفرنگر ہوئی، کتب ابتدائیہ مولوی فتح محمد صاحب تھانوی سلمہ سے اور کتب فارسیہ مولوی منفعت علی صاحب دیوبندی سلمہ سے اور اکثر کتب معقولیہ وبعض منقول مولوی محمود حسن صاحب دیوبندی سلمہ سے اور فقہ واصول وبعض حدیث مولانا محمود صاحب مرحوم دیوبندی سے اور فرائض وریاضی مولانا سید احمد صاحب مرحوم دہلوی سے اور حدیث وتفسیر مولانا محمد یعقوب صاحب مرحوم نانوتوی سے تحصیل فرمائی اور آٹھ سال مین تحصیل علم سے فراغت پائی

جناب حضرت حاجی شاہ امداداللہ صاحب مدظلہ کے مریدین خاص مین ہین، تصانیف رائقہ آپ کے یہ ہین: انوار الوجود فی اطوار الشهود، التجلی العظیم فی احسن تقویم، مثنوی زیر و بم، اکسیر فی ترجمة التنویر، تجوید القرآن، التادیب لمن لیس له فی الحلم والادب نصیب، تحذیر الاخوان عن تزریو الشیطان، هدیه المصطفیٰ، القول البدیع فی اشتراط المصر للتجمیع، القول، الفاصل بین الحق والباطل، تنشیط الطبع فی اجراء القرآآت السبع.

مدرسۂ جامع العلوم کانپور مین آپ مدرس اعلیٰ ہین، سیکڑون طلبہ آپ کی توجہ

سے دستار فضیلت سر پر رکھ کر فائز المرام ہو گئے اور ہو رہے ہین، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ.

۲۱۔ مولوی حکیم اشرف علی صاحب سلطان پوری

ابن حاجی حکیم عبدالغفور صاحب، وطن آپ کا قصبہ سلطان پور، ضلع جالندھر، ملک پنجاب ہے، ولادت آپ کی وقت صبح صادق روز یکشنبہ ۷ رمضان ۱۲۶۸ بارہ سو اڑسٹھ ہجری مین ہوئی، مادۂ تاریخ چراغ دین ہے، ابتدائی کتب اپنے والد ماجد و حکیم صادق علی صاحب و مولوی رحمتہ اللہ صاحب ملازمان ریاست کپورتھلہ سے پڑھے، پھر مقام دہلی ۱۲۹۱ء سے ۱۲۹۳ھ تک مولوی عبداللہ صاحب ٹونکی سابق مدرس مدرسہ مولوی عبدالرب و حال پروفیسر عربی اورینٹل کالج، لاہور سے اور حکیم عبدالمجید خان صاحب دہلوی و حکیم محمد جان صاحب سے معقول و طب وغیرہ تحصیل فرماتے رہے، بعدہ مولانا احمد علی صاحب محدث سہارنپوری سے صحاح ستہ و موطائے امام محمد پڑھی اور اجازت حاصل کی اور فاتحہ فراغ مولوی حافظ احمد حسن صاحب بٹالوی حال مدرس مدرسہ فیض عام کانپور کی خدمت مین پڑھا اور مولانا محمد مظہر صاحب مرحوم سے ہدایہ پڑھا۔

۱۳۰۵ تیرہ سو پانچ ہجری مین بمقام گنگوہ ضلع سہارن پور جا کر حضرت مولانا رشید احمد صاحب سے بیعت کی اور اوراد و اشغال تلقین ہوئے۔

آپ کے تصانیف مین سے تنبیہ المغرور رقادیانی کے رد مین، رد شیعہ، تحقیق السیادۃ، اخلاق النبی، نیر اعظم، لکل قوم ہاد، مثنوی سر پنجہ عشق، مسدس عبرت انگیز، گلدستہ مناجات ہین، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ.

۲۲۔ مولوی حکیم سید اشفاق حسین صاحب بریلوی

بریلی روہیلکھنڈ آپ کا وطن ہے، آپ کا ترجمہ دستیاب نہیں ہوا۔

۲۳۔ مولوی حکیم سید اشفاق صاحب سہسوانی

ولادت آپ کی ۱۲۹۰ بارہ سو نوے ہجری مین ہوئی، ابو المکارم کنیت ہے،

مولوی محمد بشیر صاحب سہوانی و مولوی محمود عالم صاحب سہوانی سے سات سال مین علوم متعارفہ پڑھے، اب تدریس کا شغل ہے، آپ کا وطن سہوان ضلع بدایون ہے، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ.

۲۴۔ مولوی اعجاز حسین صاحب رامپوری

آپ کا وطن مصطفیٰ آباد عرف رامپور روہیل کھنڈ ہے، اور آپ وہان کے مشاہیر علما مین ہین۔

۲۵۔ مولوی اعظم حسین صاحب خیرآبادی

ضلع سیتاپور اودھ کا نامی قصبہ خیرآباد آپ کا وطن ہے، اکثر کتب معقولہ مولوی عبدالحق صاحب سے پڑھین، فی الحال بھوپال مین مقیم ہین اور نہایت عابد و پارسا اور علاج بھی کرتے ہین، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ.

۲۶۔ مولوی آغا علی صاحب سہوانی

آپ ۱۲۹۰ بارہ سونوے ہجری مین پیدا ہوئے، سات سال مین مولوی محمود عالم صاحب سے علوم مروجہ پڑھ کر فراغ حاصل کیا، اب تدریس مین مشغول ہین، سہوان ضلع بدایون آپ کا وطن ہے، سلمہ اللہ تعالیٰ.

۲۷۔ مولوی حکیم افہام اللہ صاحب لکھنوی

ابن مولوی انعام اللہ صاحب ابن مولانا ولی اللہ صاحب، لکھنؤ فرنگی محل ہند کا مشہور دارالعلم آپ کا وطن ہے، مولوی عین القضاۃ صاحب سے آپ کو فراغ حاصل ہوا، فی الحال آپ کا تعلق گلبرگہ، حیدرآباد، دکن مین ہے،

۲۸۔ مولوی سید اکبر حسن صاحب بریلوی نقوی قبائی

ولادت آپ کی ۱۲۷۸ بارہ سو اٹھتر ہجری مین ہوئی، علمائے بریلی روہیل کھنڈ سے دس سال کے عرصہ مین سب علوم متعارفہ حاصل فرمائے، منصب مجسٹریٹی پر

سرکار انگلشیہ کی طرف سے ممتاز ہین، بہت ذہین، متین، سلیم الطبع، خلیق، شاعر ہین گوالیار مین ملازم ہین، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ.

۲۹۔ حضرت خواجہ شاہ اللہ بخش صاحب تونسوی

ابن خواجہ شاہ گل محمد صاحب ابن خواجہ شاہ محمد سلیمان صاحب قدس سرہ، ولادت آپ کی ماہ ذالحج ۱۲۵۱ بارہ سواکاون ہجری مین ہوئی، آپ باوجود عدم تکمیل علوم ظاہری علم باطن مین شہرۂ آفاق ہین، متع اللّٰہ المسلمین بطول بقائہ.

۳۰۔ مولوی حاجی سید الطاف حسین صاحب مانکپوری

فی الحال پرانا نامی قصبہ مانکپور آپ کا وطن ہے۔

۳۱۔ مولوی شاہ آل محمد صاحب سہسوانی

ولادت آپ کی ۱۲۸۰ بارہ سواسی ہجری مین ہوئی، حکیم عبدالرشید صاحب وسید نذیر احمد شاہ صاحب سے علم حاصل کرکے ارشاد خلائق مین مشغول ہیں، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ.

۳۲۔ مولوی خواجہ الطاف حسین صاحب پانی پتی

آپ کا وطن تو پانی پت ضلع کرنال ہے مگر فی الحال دہلی کوچۂ پنڈت مین مقیم ہین، ہند مین شاید ہی کوئی شخص آپ کو نہ جانتا ہو، حالی تخلص ہے اور قومی تصانیف مین بہت دلچسپی ہے، لوگوں نے آپ کو سعدی ہند خطاب دے رکھا ہی، شکوہ ہند، مسدس حالی، مناجات بیوہ، حیات سعدی، وغیرہ آپ کی مشہور تصنیفات سے ہین، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ.

۳۳۔ مولوی امام الدین صاحب ٹونکی

ولادت آپ کی بمقام پونچھ بہار ملک کشمیر ۱۲۲۵ بارہ سوپچیس ہجری کے بعد ہوئی، ابتدأ مدارس دہلی مین تحصیل علم فرماتے رہے، بعدہ مولوی مفتی صدر الدین خان صاحب صدر الصدور دہلوی سے کتب درسیہ کی تکمیل فرمائی پھر ٹونک آکر تفسیر د

حدیث واصول وفقہ وطب مولانا سید محمد حیدر علی صاحب رامپوری سے پڑھی، اب آپ ریاست ٹونک مین مفتیان محکمہ شریعت کے افسر ہین، پانچ سو روپیہ نقد سالانہ اور پانچ سو بیگھہ اراضی مزروعہ جاگیر مین مقرر ہے، باوصف غنائے ظاہری کے آپ صوفی المشرب اکابر اصحاب حضرت شاہ ابوسعید صاحب دہلوی قدس سرہ سے ہین، عجز ومسکنت مزاج مین بہت ہے، نواب محمد علی خان صاحب والی ٹونک نے آپ کو قاضی القضاۃ شمس العلماء کا خطاب دیا ہے، آپ کے تلامذہ مین سے اکثر علمائے ٹونک تھے، اب ان میں سے کوئی باقی نہین رہا، صرف مولوی محمد حسن خان صاحب ابن محمد بیان خان صاحب مفتی محکمہ شریعت ٹونک ہین، ابقاہ اللّٰہ تعالیٰ.

۳۴۔ مولوی امام الدین صاحب پنجابی

آپ کا وطن اصلی تو پنجاب ہے لیکن بالفعل آپ قصبہ مؤ ضلع اعظم گڑھ مین مقیم ہین، آپ شاگرد جناب مولانا احمد علی صاحب سہارنپوری ہین۔

۳۵۔ مولوی سید امام الدین صاحب

بن مولوی سید عبدالفتاح صاحب گلشن آبادی ولادت آپ کی ۱۲۶۶ بارہ سو چھیاسٹھ ہجری مین ہوئی، کتب درسیہ فارسیہ اپنے دادا سید عبداللہ حسینی سے اور صرف و نحو اپنے والد ماجد سے حدیث وفقہ وتفسیر وادب وفرائض مولوی نظام الدین لاہوری ومولوی فرحت اللہ ومولوی ہدایت اللہ فاروقی سے حاصل کیا اور کتب سلوک وتصوف مولانا سید عبدالصمد صاحب بخاروی سے پڑھے، فی الحال مدرسہ عالیہ سرکاری گلشن آباد عرف ناسک مین مدرس فارسی ہین، آپ کے تصانیف مین سے تاریخ اولیاء تین جلد، تاریخ روم وشام، سراج الفقرا، رحمتہ للعالمین، تذکرۃ الانساب، تذکرہ حیات العلماء وغیرہ ہے، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ.

۳۶۔ مولوی شاہ امانت اللہ صاحب غازی پوری

ابن جناب مولوی محمد فصیح صاحب مرحوم، آپ صوفی المشرب اور ہدایت خلق

اللہ مین مصروف ہین اور واعظ خوش بیان خصوصاً مثنوی شریف خوب بیان فرماتے ہیں، ضلع غازی پور مما لک مغربی وشمالی آپ کا وطن ہے۔

۳۷۔ مولوی امان اللہ صاحب

بالفعل آپ کا تعلق کلکتہ ٹیابرج لندن مشن سکول مین ہے اور وہین قیام ہے۔

۳۸۔ مولوی شاہ امتیاز علی صاحب بدایونی

ولادت آپ کی بمقام بدایون ۱۲۹۰ بارہ سو نوے ہجری مین ہوئی، ''خیرات الاولیا'' تاریخ ہے، مولوی یونس علی صاحب بدایونی و مولوی قاضی ابی بکر علی احمد صاحب بدایونی و مولوی حفیظ اللہ خان صاحب وغیرہم سے ۱۵ سال مین جملہ علوم حاصل فرمائے، فی الحال ارشاد طریقت مین مشغول ہیں، سلمہ اللہ تعالیٰ۔

۳۹۔ مولوی امجد علی صاحب کاکوروی

آپ بمقام کاکوری ضلع لکھنؤ تقریباً ماہ شوال ۱۲۴۴ بارہ سو چوالیس ہجری مین پیدا ہوئے، جملہ کتب درسیہ وعلوم متعارفہ اپنے چچا مولوی شاہ تقی علی صاحب سے حاصل کیے اور نظم و نثر فارسی مین مولوی ہادی علی صاحب مرحوم اشک لکھنوی سے مستفید ہوئے، بعد تحصیل جملہ علوم رسمیہ خواہش نوکری کی ہوئی، پانچ سال عہدہ عدالت منصفی اور چھبیس سال ڈپٹی کلکٹری و مجسٹریٹی پر مامور رہے، اب پنشن مل گئی ہے، ہمہ وقت مطالعہ کتب درود و وظائف مین گزرتا ہے، سلمہ اللہ تعالیٰ۔

۴۰۔ مولوی حکیم امجد علی صاحب امیٹھوی

ابن حکیم خادم علی صاحب مرحوم، آپ بمقام امیٹھی ضلع لکھنؤ اٹھارو ین صفر ۱۲۷۴ بارہ سو چوہتر ہجری مین پیدا ہوئے، کتب ابتدائیہ اپنے والد ماجد سے پڑھے، پھر مولوی ابوتراب عبدالعلی مرحوم لکھنوی فرنگی محلی المتوفی ۱۲۹۴ھ و مولوی ابوالحسن عرف سید بچھن صاحب مجتہد شیعیان لکھنوی و مولوی فضل اللہ صاحب مررم لکھنوی و

مولوی حکیم سید انور علی صاحب مرحوم لکھنوی و مولانا مولوی محمد نعیم صاحب لکھنوی و مولانا مولوی محمد عبدالحی صاحب لکھنوی مرحوم و مولوی حکیم عبدالعزیز صاحب دریا آبادی مرحوم و حکیم مرزا مظفر حسین خان صاحب لکھنوی سے جملہ علوم رسمیہ و طبیہ حاصل کر کے ۱۲۹۵ بارہ سو پچانوے ہجری مین مولانا عبدالحی صاحب مرحوم لکھنوی سے اجازت عامہ حاصل کی اور مولانا محمد نعیم صاحب لکھنوی کی خدمت مین حاضر ہو کر مشرف بہ بیعت ہوئے، فی الحال آپ قاضی اکرام احمد صاحب تعلقدار ستر کھ ضلع بارہ بنکی کے یہان مقیم ہین اور مطب جاری ہے، بسبب کثرت اشغال طبیہ صرف ایک رسالہ علم صرف مین بعبارت فارسیہ اور ایک رسالہ منطق مین بعبارت عربیہ اور ایک رسالہ طریق استخراج مزاج ادویہ مرکبہ مین بعبارت عربیہ تالیف کیا ہے، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ.

۴۱۔ مولوی حافظ امداد حسین صاحب بدایونی

ابن مولوی منصف امانت حسین صاحب بدایونی، ولادت آپ کی ۱۲۶۰ بارہ سو ساٹھ ہجری مین ہوئی، اپنے والد سے چودہ سال کے عرصہ مین تحصیل علم کی، فی الحال وکالت ججی کا شغل ہے، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ.

۴۲۔ حضرت حاجی حافظ شاہ امداد اللہ صاحب مہاجر

ابن حافظ محمد امین صاحب وطن قدیم آپ کا تھانہ بھون ضلع مظفر نگر ہے، ولادت آپ کی بائیس صفر روز دوشنبہ ۱۲۳۳ بارہ سو تینتیس ہجری مین بمقام نانوتہ ضلع سہارنپور ہوئی، علوم متعارفہ مین بلاتوسط احدے خدا نے دستگاہ کامل عطا فرمائی ہے، وہبی حاصل ہے، آپ کو بیعت و اجازت و خلافت حضرت شاہ نصیر الدین صاحب دہلوی و حضرت شاہ نور محمد صاحب جھنجھانوی سے ہے، زمانہ غدر مین آپ وطن مالوف سے ہجرت فرما کر مکہ معظمہ تشریف لے گئے، ہمیشہ مثنوی مولانائے روم کا درس دیا کرتے ہین، آپ کے خلفا و مریدین مین سے مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی دام

فیضہ و مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی و مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتوی و مولوی عبدالرحمٰن صاحب کاندھلوی و حافظ محمد یوسف صاحب تھانوی و مولوی محمد حسن صاحب پانی پتی و مولوی کرامت علی صاحب انبالوی و مولوی محی الدین خان خاطر میسوری و مولوی محمد ابراہیم صاحب اجراوری و مولوی ضیاء الدین صاحب رامپوری و مولوی فیض الحسن صاحب سہارنپوری و مولوی محیٔ الدین خان مرادآبادی و مولانا حافظ حاجی محمد حسین صاحب الٰہ آبادی و مولوی احمد حسن صاحب بٹالوی و مولوی نور محمد صاحب نورنگ آبادی و مولوی محمد شفیع صاحب نورنگ آبادی و مولوی عنایت اللہ صاحب مالوی و مولوی صفات احمد صاحب غازی پور و مولوی محمد افضل صاحب ولایتی و مولوی سید فدا حسین صاحب محی الدین نگری و مولوی اشرف علی صاحب تھانوی و مولوی خلیل الرحمٰن صاحب رڑکوی و مولوی عبدالغنی مرحوم بہاری و مولوی حکیم قادر بخش صاحب سہرامی و مولوی رحیم بخش صاحب شیرکوٹی وغیرہم ہین، آپ کے تصانیف منیفہ مین سے غذائے روح وضیاء القلوب وتحفۃ العشاق وجہاد اکبر وارشاد مرشد ودردنامۂ غمناک وجواب ہفت مسئلہ وگلزار معرفت رسالہ وحدت وجود اور مفید خلائق ہین، مفصل تذکرہ آپ کا خواہرزادہ فقیر حاجی مولوی محمد احسن نگرامی سلمہ نے رسالہ شمائم امدادیہ مین لکھا ہے، متع اللّٰہ المسلمین بطول بقائہ.

۴۳۔ مولوی سید امرالدین صاحب الٰہ آباد

ممالک مغربی وشمالی کا مشہور شہر الٰہ آباد آپ کا مسکن ہے۔

۴۴۔ مولوی امیر باز خان صاحب سہارنپوری

ابن حافظ نامدار خان صاحب ولادت آپ کی بمقام بھوجپور، متصل تھانہ بھون، ضلع مظفرنگر ستر ہوین جمادی الآخرہ ۱۲۵۷ بارہ سوستاون یا اٹھاون ہجری مین ہوئی، اساتذہ ذیل سے آپ کو تلمذ ہے:

مولوی محمد عظیم گجراتی، مولوی شیخ محمد تھانوی، نواب قطب الدین خان دہلوی،

مولوی سعادت علی صاحب سہارنپوری، حکیم مشتاق احمد صاحب سہارنپوری، مولوی محمد مظہر نانوتوی، مولوی محمد قاسم نانوتوی، مولوی محمد یعقوب نانوتوی، ملا محمود دیوبندی، مولوی احمد حسن پنجابی، مولوی فیض الحسن سہارنپوری، قاضی محمد اسمٰعیل صاحب چڑتھاولی مولوی احمد علی صاحب محدث سہارنپوری۔

اب آپ کا قیام سہارنپور محلہ بازداران مین ہے، حضرت حاجی شاہ عبدالرحیم صاحب سے بیعت واجازت حاصل ہے، تصوف سے آپ کو زیادہ مذاق ہے، ہمہ وقت تعلیم وتلقین ووعظ وتدریس مین گزرہتا ہے، سلوک مین رسائل متعددہ تقریباً چالیس رسالوں کے تصنیف کیے ہین، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ.

۴۵۔ مولوی سید امیر حسن صاحب سہسوانی

ولادت آپ کی ۱۲۴۴ بارہ سو چوالیس ہجری مین ہوئی، مولوی سید امیر حسن صاحب محدث مرحوم مولوی عبدالحسیب، مولوی تراب علی صاحب سے بیس سال پڑھ کر فراغ حاصل کیا، اب تدریس کا شغل ہے، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ

۴۶۔ مولوی انوار اللّٰہ صاحب

آپ حضور نظام حیدرآباد دکن کے استاد ہین، اور وہین آپ کا قیام ہے زیادہ ترجمہ آپ کا دستیاب نہین ہوا۔

۴۷۔ مولوی انوار حسین صاحب بدایونی

صدرالصدور، ولادت آپ کی ۱۲۶۳ بارہ سو ترسٹھ ہجری مین ہوئی، بارہ سال کی مدت مین مولوی امانت حسین صاحب بدایونی سے تحصیل علم کی، شاعری عربی مین مولوی قاضی علی احمد صاحب بدایونی کے شاگرد ہین، نہایت متین ومنکسر المزاج، خلیق، حلیم، عابد، زاہد ہیں۔ سلمہ اللّٰہ تعالیٰ

۴۸۔ مولوی حکیم اولاد رسول صاحب

ابن ناظر شمس الدین صاحب مرحوم، ولادت آپ کی بمقام موٗایمہ ضلع آلہ آباد ۱۲۶۹ بارہ سوانہتر ہجری مین ہوئی، بدو شعور سے شوق علم ہوا، دس سال کی مدت مین مفتی عبدالرب صاحب و مفتی محمد علی صاحب و مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی و مولانا محمد یعقوب نانوتوی و مولوی سید احمد صاحب مدرس اول مدرسہ دیوبند سے تمام وکمال علوم مروجہ حاصل کیے، سلمہ اللہ تعالیٰ

حرف الباء الموحدة

۴۹۔ مولوی شاہ بدرالدین صاحب پھلواروی

آپ کا وطن قصبہ پھلواری ہے، آپ کا ترجمہ میسر نہین ہوا۔

۵۰۔ مولوی بشیر احمد صاحب

فی الحال مدرسہ فیض عام سہارنپور مین آپ مدرس ہین اور اس حیلہ سے نفع رسانی خلائق مین مصروف ہین۔

۵۱۔ مولوی قاضی بشیرالدین صاحب میرٹھی

ابن قاضی حافظ محمد عبدالہادی صاحب، ولادت آپ کی تقریباً ۱۲۸۶ بارہ سو چھیاسی یا ۱۲۸۷ بارہ سوستاسی ہجری مین ہوئی، ابتدائے عمر مین شہر میرٹھ کے مشاہیرو مختلف اساتذہ سے علم فارسی کی تکمیل کر کے علوم عربیہ کا شوق ہوا ۱۳۰۰ تیرہ سو ہجری مین شہر میرٹھ کے اسلامی مدرسہ مین داخل ہو کر مولوی حاجی محمد ناظر حسن صاحب دیوبندی و مولوی حافظ عزیز الرحمٰن صاحب مفتی حال مدرسہ دیوبند و مولوی حبیب الرحمٰن صاحب مدرس حال مدرسہ دیوبند سے آٹھ سال کی مدت مین جملہ علوم معقول ومنقول سے فراغت حاصل کی، فی الحال مدرسہ اسلامیہ اٹاوہ کے

مدرس اعلیٰ ہین، مولف صاحب ترجمہ کا تہ دل سے شکر گزار ہے کہ آپ نے اپنے اساتذہ واحباب علماء کے تراجم مین مدد کافی دی، جزاہ اللّٰہ خیر الجزاء و سلمہ الی یوم البقاء.

۵۲۔ مولوی بقا حسین خان صاحب فلکیؔ فیروز آبادی

ابن مولوی محمد نجف خان صاحب مرحوم، ولادت آپ کی بمقام فیروز آباد ضلع آگرہ بیس صفر روز یکشنبہ ۱۲۶۸ بارہ سو اڑسٹھ ہجری مین ہوئی، بعد بلوغ سن تمیز کے مدت نو سال مین مولوی مظفر علی خان صاحب ساکن شیر گڑھ ضلع متھرا و مولوی محبّ اللہ صاحب مرحوم الہ آبادی و مولوی محمد حسن صاحب محقق امروہوی سے تحصیل علوم عربیہ کر کے فراغت حاصل فرمائی، ابتدائے تمیز سے آپ کو شوق تردید مذہب ہنود ہے، اسی واسطے ہنود کے علوم مین پوری واقفیت پیدا کی اور اکثر پنڈتون سے مباحثہ کر کے غالب رہے چنانچہ آپ کے غلبہ دلیل سے دو سو پچاس ہندو و عیسائی مسلمان ہو گئے، بمبئی، سورت، راندھیر، بندر بھڑوچ، اکلیسر، مدراس، امود، اجمیر شریف، رادھن پور، پالن پور، دانپور، چھتاری، امراوتی، پھاکو، جامنگر، جاورا وغیرہ مین گشت کر کے اپنی پند پر اثر سے لوگون کو شیفتہ کر رکھا ہے، آپ کو علم نجوم مین وہ دستگاہ کامل حاصل ہے کہ اندازہ بیان سے خارج ہے اور غرض اس علم کے سیکھنی کی صرف یہ ہی کہ ہنود کا دعویٰ اس علم مین ید طولیٰ رکھنے کا باطل ہو اور واقعی خدا نے آپ کی غرض پوری کر دی، ذلك فضل اللّٰه يؤتيه من يشآء ویدوں کی حقیقت، صداقت اسلام، تذبیح البقر، حل المشکلات، تردید تناسخ، معتبر تقویم بمبئی ۱۳۱۳ھ، تقویم اکبری ۱۸۹۵ء، آگرہ عزیزی جنتری ۱۸۹۵ء، جنتری، کوہ نور آپ کی تصانیف سے ہین، نصر اللّٰه تعالیٰ علی اعدائه۔

۵۳۔ مولوی پیر محمد صاحب

آپ عدالت رادھن پور کے مفتی عدالت ہین اور اس تقریب سے آپ کا قیام وہان ہے۔

حرف التاء المثناة الفوقیه

۵۴۔ مولوی تاج الدین صاحب

آپ چیف کورٹ پنجاب کی مختاری کا اعزاز رکھتے ہین اور انجمن اسلامیہ لاہور کے سکرٹری ہین، اس حیلہ سے قومی خدمات انجام دیتے ہین۔

۵۵۔ مولوی تجمل حسین صاحب

دسنہ ضلع عظیم آباد (پٹنہ) مین آپ کا مکان ہے، آپ کے حالات نہیں مل سکے۔

۵۶۔ مولوی تلطف حسین صاحب صدیقی

ولادت آپ کی بمقام محی الدین پور، ضلع پٹنہ، تقریباً ۱۲۶۴ بارہ سو چونسٹھ ہجری مین ہوئی، مولوی حافظ عبداللہ صاحب غازی پوری و مولانا ابوالحسنات محمد عبدالحی صاحب لکھنوی و مولوی قاضی بشیرالدین صاحب قنوجی و مولانا سید نذیر حسین صاحب محدث دہلوی و مولانا شیخ حسین عرب بن محسن الانصاری سے علوم مروجہ حاصل کیے، علم فرائض و مناظرہ مین دستگاہ کامل رکھتے ہین، قیام آپ کا مستقل طور پر دہلی پھاٹک حبش خان مین رہتا ہے، سلمہ اللہ تعالیٰ.

حرف الجیم

۵۷۔ مولوی جسیم الدین صاحب

واعظ انجمن حمایت الاسلام مونگیر، ساکن موضع رانی ساگر، ضلع آرہ، ولادت آپ کی تقریباً ۱۲۷۱ بارہ سو اکہتر ہجری مین ہوئی صرف ونحو وفقہ و اصول فقہ وتفسیر و معانی ومعقولات مولوی سعادت حسین صاحب ساکن موضع کہٹا ضلع عظیم آباد سے

آرہ مین وعلم حدیث واصول حدیث مولانا احمد علی صاحب محدث سہارنپوری سے علم طب حکیم محمد حنیف صاحب آروی وحکیم عبدالعلی صاحب وحکیم عبدالعزیز صاحب لکھنوی و دریابادی سے پڑھا، فی الحال انجمن حمایت اسلام مونگیر مین خدمت وعظ سے تعلق ہے، اپنا کام بہت محنت وفصاحت وبلاغت سے سرانجام دیتے ہیں۔

۵۸۔ مولوی جمیل احمد صاحب سہسوانی

سہسوان ضلع بدایون آپ کا وطن ہی۔آپ ۱۲۷۵ بارہ سو پچہتر مین پیدا ہوئے مولوی محمد بشیر صاحب سے دس سال مین تحصیل علم کی فی الحال بھوپال مین ملازم ہین، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ۔

حرف الحاء المهملة

۵۹۔ مولوی حامد علی صاحب

آپ مدرسہ محبوبیہ حیدرآباد، دکن مین مدرس ہین اوراس ذریعہ سے آپ نفع رسانی خلق مین مصروف ہین۔

۶۰۔مولوی حبیب الدین صاحب

آپ مدرسہ اسلامیہ ضلع فتح پور مین تعلق مدرسی کا رکھتے ہین اور طلبا کی فیض رسانی مین مشغول ہین۔

۶۱۔ مولوی حبیب احمد صاحب دہلوی

بن مولوی حسن علی بن مولوی غلام حسین ابن حافظ محمد اشرف نقشبندی، ولادت آپ کی بمقام دہلی ۱۲۷۰ بارہ سوستر ہجری مین ہوئی، تحصیل علوم واکتساب فنون مولوی محمد کرامت اللہ خان صاحب رامپوری دہلوی ومولوی عبداللہ صاحب ٹونکی و مولوی محمد نور الحسنین ساکن متصل راولپنڈی ومولوی عبدالباری صاحب ولایتی و

مولوی سید احمد صاحب دہلوی وغیرہم سے کر کے ۱۲۹۶ بارہ سو چھیانوے مین فارغ التحصیل ہوئے، الحال مدرسہ فتح پوری دہلی مین مدرس دوم ہین، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ۔

۶۲۔ مولوی حبیب الرحمٰن خان صاحب شروانی

آپ بھیکم پور، ضلع علی گڑھ کے رئیس اور بہت فصیح و بلیغ ہین، شعر گوئی کا شوق ہے، اکثر گلدستون مین آپ کے اشعار شائع ہوتے ہین۔

۶۳۔ مولوی حبیب الرحمٰن صاحب دہلوی

سلطنت اسلام کی عظمت یاد دلانے والے مٹے ہوئے شہر دہلی مین آپ کا وطن ہے، آپ کا مفصل ترجمہ دستیاب نہین ہوا۔

۶۴۔ مولوی حبیب الرحمٰن صاحب مہاجر

آپ کا اصلی وطن قصبہ ردولی ضلع بارہ بنکی ہے، ایک عرصہ ہوا جب سے آپ ہند سے ہجرت کر کے چلے گئے، برخوردار حاجی محمد احسن سلمہ نے حرم نبوی مین آپ سے قدم بوسی حاصل کی ہے، ان کی زبانی دریافت ہوا کہ اکثر آپ کا مدینہ طیبہ و نواح مدینہ طیبہ مین قیام رہتا ہے، اہل عرب یہاں تک کہ بدوی آپ کے بہت معتقد ہین، شب کو اکثر آپ بمقام احد قبہ سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ مین رہتے ہین، متوکل محض ہین، اہل دنیا سے نفور مگر طالبین کو درس علوم دینے مین بدل و جان ساعی ہین، متع اللّٰہ المسلمین بطول حیاته۔

۶۵۔ مولوی حبیب الرحمٰن صاحب سہارنپوری

ابن مولانا حافظ احمد علی صاحب محدث مرحوم آپ کا قیام سہارنپور مین ہے اور آپ وہان کے مدرسہ مین اول مدرس ہین۔

۶۶۔ مولوی حبیب اللہ صاحب

محلہ صادق پور، عظیم آباد میں آپ کا مکان ہے، ترجمہ آپ کا میسر نہین ہوا۔

۶۷۔ مولانا شیخ حسین عرب محدث

ابن محسن بن محمد الانصاری الخزرجی السعدی الشافعی، وطن اصلی آپ کا بلدہ حدیدہ ہے، ولادت آپ کی وہین ۱۴ ماہ جمادی الاولیٰ ۱۲۴۵ بارہ سو پینتالیس ہجری مین ہوئی، بعمر دوازدہ سالگی قرأت قرآن سے فراغت ملی اور جب تیرہواں سال شروع ہوا اور آپ کے والد ماجد کا ارتحال ہوا، تو قریہ مرادعہ مین بغرض تحصیل علوم تشریف لے گئے اور سید علامہ شیخ حسن بن عبدالباری الاہدل الحسینی سے ساڑھے آٹھ برس تک فقہ و حدیث تحصیل فرمائی اور جملہ مکارم و محاسن سے متحلی ہوئے، پھر وطن مالوف واپس آکر چندروز مقیم رہے، بعد چندے شہر زبید جاکر سید علامہ سلیمان بن محمد بن عبدالرحمٰن بن سلیمان بن یحیٰی بن عمر بن مقبول الاہدل سے امہات ستہ وغیرہ تحصیل فرمائے اور ہر سال مکہ معظّمہ تشریف لے جاکر حج سے مشرف ہوتے، اسی حال مین سید علامہ حافظ محمد بن ناصر الحسینی الحازی سے ملازمت نصیب ہوئی اور ان سے صحاح ستہ و مسند دارمی و مسلسلات علامہ محمد بن احمد المعروف بعقیلۃ المکی پڑھا، ان تینوں مشائخ کبار نے آپ کو اجازت کاملہ شاملہ خاصہ عامہ تحریر فرمادی اور نیز آپ نے علامہ قاضی احمد بن محمد بن علی الشوکانی سے بعض امہات ستہ پڑھے اور انہون نے بھی آپ کو اجازت تامہ عطا فرمائی۔

چند مدت سے آپ نے اپنے قدوم مکرمت لزوم سے بلدۂ بھوپال کو منور فرمایا اور مع اہل و عیال وہین مسکن گزین ہین، رئیسہ بھوپال آپ کی خدمت و تعظیم کو مایۂ فخر جانتی ہیں، حق عز اسمہ اس ذات ستودہ صفات کو ہمارے خطہ ہندوستان مین ظل گستہ رکھے۔

ہندوستان مٹا اور خاک مین مل گیا لیکن تب بھی اس کی مٹی مین یہ دل بستگی و دلفریبی اور اس کے مرجھائے ہوئے باغ مین یہ غضب کا چلبلا پن ہے کہ ایسے ایسے اکابر کو اپنے دامن مین لیے ہوئے ہے۔

آپ کے تلامذہ مین سے مولوی سید صدیق حسن خان صاحب مرحوم سابق

نواب بھوپال و مولوی سید ذوالفقار احمد صاحب بھوپالی و مولوی ابو محمد ابراہیم صاحب آروی و مولوی شمس الحق صاحب ڈیانوی و مولوی تلطف حسین عظیم آبادی دہلوی و مولوی سید عبدالحی بریلوی وغیرہم ہین۔

تالیفات منیفہ مین سے التحفة المرضية، البيان الكمل في تحقيق الشا ذوالمعلل، القول الحسن المتمن في ندب المصافحة باليد اليمنى وان الذى اظهر ها اهل اليمن میرے مطالعہ مین گزری ہین۔

۶۸۔ مولوی حفیظ اللہ صاحب

آپ بندوہ ضلع اعظم گڑھ کے رہنے والے اور مولانا ابوالحسنات محمد عبدالحی صاحب مرحوم لکھنوی فرنگی محلی کے شاگرد ہین، بعد وفات مولانا عرصہ تک آپ لکھنؤ مین مقیم رہ کر طلبا کو درس دیتے رہے لیکن حضرت مولانا کے انتقال کے ساتھ ہی فرنگی محل سے طلاب کا دل کچھ ایسا اچاٹ ہوگیا کہ اب لکھنؤ مین شاید تجسس و تلاش سے بھی طالب علمون کا ملنا دشوار ہے۔ اور جب تدریس کا مشغلہ نہ رہا تو آپ بھی لکھنؤ سے تشریف لے گئے، فی الحال رام پور مین مدرسۂ عالیہ کے مدرس اول ہین۔

۶۹۔ مولوی قاضی القضاۃ حفیظ اللہ خان صاحب رام پوری

ولادت آپ کی بمقام جاورہ ۱۲۷۳ بارہ سو تہتر ہجری مین ہوئی، مولوی ارشاد حسین صاحب مرحوم رامپوری سے تمام و کمال علوم حاصل کیے، اب تدریس و افتا و قضا کا شغل ہے، نہایت ذہین و ذی استعداد ہین، حضرت مولانا سید شاہ محمد دلدار علی صاحب مذاق رحمتہ اللہ علیہ کے مرید و خلیفہ ہین، پہلے ریاست جاورہ کے قاضی و قاضی القضاۃ رہے، اب ریاست رامپور کے جج ہین، سلمہ اللہ تعالیٰ۔

۷۰۔ مولوی حیدر حسین صاحب

آپ جونپور کے مایۂ فخر و ناز ہین، ترجمہ آپ کا نہین ملا۔

حرف الخاء المعجمة

۷۱۔ حکیم مولوی حافظ خدایار خان صاحب بریلوی

خدا نے علاوہ فضل حفظ قرآن وعلم کے آپ کو طبیب ہونے کا بھی خلعت عطا فرمایا ہے کہ جو بندگان خدا کی مصیبت مین آڑے آنے کا بہت عمدہ ذریعہ ہے، بریلی، روہیل کھنڈ، آپ کا وطن ہے۔

۷۲۔ مولوی خلیل احمد صاحب انبٹھوی

مدرس دوم مدرسہ دیوبند، آپ قصبہ انبٹھ ضلع سہارنپور کے رہنے والے ہین، فن مناظرہ مین دستگاہ کامل رکھتے ہین، ایک مدت سے بہاولپور کے عربی مدرسہ مین مدرس اعلیٰ رہ چکے ہیں۔

۷۳۔ مولوی خلیل الرحمٰن صاحب

پیلی بھیت (ممالک مغربی وشمالی) کو آپ کا وطن ہونے کا فخر حاصل ہے۔

۷۴۔ مولوی خلیل الرحمٰن صاحب سہارنپوری

ابن جناب مولانا احمد علی صاحب محدث مرحوم، سہارن پور کو فخر ہے کہ گو قضا و قدر نے مولانا احمد علی صاحب کو اس سے ہمیشہ کے لیے چھڑا لیا مگر آپ جیسا خلف رشیدان کا قائم مقام ہے، سلمه اللّٰه تعالیٰ.

۷۵۔ مولوی حاجی خلیل الرحمٰن صاحب

آپ رڑکی ضلع سہارنپور کے رہنے والے اور حضرت مولانا حاجی شاہ امداد اللہ صاحب کے مرید ہین، رڑکی مین مدرسہ رحمانی آپ ہی کی کوشش سے قائم ہے۔

۷۶۔ مولوی خلیل الرحمٰن صاحب

ساکن موضع بھرتہ ضلع شاہ پور، ملک پنجاب، آپ شیخ معمر، جملہ علوم کے ماہر و

حافظ ہین، مولانا سید نذیر حسین صاحب دہلوی سے اجازت رکھتے ہین۔

حرف الدال المهملة

۷۷۔ مولوی دوست محمد صاحب ولایتی

ہند کے مشہور شہر اکبر آباد (آگرہ) کی جامع مسجد مین جو مدرسہ ہے اس مین آپ اول مدرس ہین اور اس ذریعہ سے نفع رسانی خلق آپ کی ذات سے ہوتی ہے۔

حرف الذال المعجمة

۷۸۔ مولوی حاجی سید ذوالفقار احمد صاحب بھوپالی

ابن سید علی صاحب ولادت آپ کی بائیسوین صفر ۱۲۶۲ بارہ سو باسٹھ ہجری مین ہوئی، مولوی عبدالخالق صاحب پنجابی، مولوی معز الدین صاحب، مولوی محمد جان صاحب پنجابی، مولوی سید عبداللہ صاحب، مولوی علی عباس صاحب چریا کوٹی، مولانا محمد عبدالقیوم صاحب، مولانا احمد گل صاحب نائب مفتی بھوپال، مولانا شیخ حسین عرب صاحب، مفتی عبدالحق صاحب، مولوی عبدالعلی صاحب رامپوری، مولانا محمد صاحب سارنگپوری مہاجر، شیخ کمال محدث، سید محمد بن ناصر حازمی، سید محمد منتظر صوفی وغیرہم سے تحصیل علوم مروجہ واسانید فرمائی۔

محاسن المحسنین، طی الفراسخ الی منازل البرازخ، الروض الممطور فی تراجم علماء شرح الصدور۔ آپ کے تصانیف مشہورہ مین سے ہین، مؤلف اگرچہ ملاقات جسمانیہ سے ہنوز محروم ہے مگر آپ کے مکاتیب رائقہ اس خاکسار کے نام صادر ہوا کرتے ہین، ابقاء اللہ تعالیٰ۔

۷۹۔ مولوی ذوالفقار علی صاحب دیوبندی

آپ علمائے قدیم کے یادگار ہین، علم ادب مین ید طولیٰ رکھتے ہیں چنانچہ متنبی

اور حماسہ کا ترجمہ اور شرح اردو مین نہایت عمدہ لکھی ہے کہ جو بجائے خود ایک استاد کا کام دیتی ہے، پہلے آپ سرکاری مدرسون کے ڈپٹی تھے اب خانہ نشین علم ادب کی نفع رسانی مین مصروف ہین، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ.

حرف الراء المھملة

۸۰۔ مولوی راغب اللہ صاحب پانی پتی

ابن مولوی محب اللہ صاحب مرحوم، آپ بمقام پانی پت ضلع کرنال سترہوین رجب ۱۲۶۹ بارہ سوانہتر ہجری مین پیدا ہوئے، ابتدائے سن تمیز سے تحصیل علم کا شوق ہوا مولوی حافظ احمد حسن صاحب مدرس فیض عام کانپور، مولانا محمد مظہر صاحب مرحوم، مولانا محمد قاسم صاحب مرحوم، حضرت مولانا محمد لطف اللہ صاحب علی گڑھی مدظلہ، حضرت مولانا قاری عبدالرحمٰن صاحب پانی پتی سے جملہ علوم رسمیہ پڑھے، مولانا محمد لطف اللہ صاحب علی گڑھی نے آپ کو سند اجازت عطا فرمائی، فی الحال آپ مدرسہ عربیہ پانی پت مین مدرس مقرر ہین، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ.

۸۱۔ مولوی سید رحمت علی صاحب ہسوی

ابن سید نادعلی صاحب ولادت آپ کی بمقام قصبہ یوہن ضلع فتح پور ۱۲۵۹ بارہ سوانسٹھ ہجری مین ہوئی، مولانا سید عبدالسلام صاحب مرحوم ہسوی و مولانا حاجی شاہ امداداللہ صاحب مہاجر و مولانا حضرت شاہ فضل رحمٰن صاحب مرادآبادی سے پچیس سال تک علوم ظاہرہ و باطنہ حاصل کرتے رہے، اب مقام قصبہ ہسوہ ضلع فتح پور مین آپ مقیم ہین اور ہمہ وقت تصفیہ باطن مین سرگرم ہین، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ.

۸۲۔ مولوی شیخ رحمٰن علی☆ صاحب

ابن حکیم شیر علی صاحب، ولادت آپ کی بمقام احمد آباد نارہ ۱۲۴۴ بارہ سو

☆ اصلی نام تو آپ کا محمد عبدالشکور ہے مگر اس نام سے آپ معروف ہین۔

چوالیس ہجری مین ہوئی، اوائل کتب اپنے برادر حقیقی مولوی حکیم احسان علی خان صاحب مرحوم مولف طب احسانی وغیرہ سے پڑھ کر مولوی محمد شکور مچھلی شہری و مولوی ثابت علی بھکوی و مولوی سید حسین علی صاحب فتح پوری و مولوی عبداللہ زید پوری و مولوی شاہ سلامت اللہ صاحب بدایونی کانپوری و مولانا قاری عبدالرحمٰن صاحب پانی پتی سے جملہ علوم عقلیہ ونقلیہ حاصل فرمائے اور مولوی حافظ حاجی شاہ محمد حسین صاحب الہ آبادی سے بیعت حاصل کر کے اجازت وخلافت پائی۔

آپ کے تالیفات مین سے طریقہ حسنہ و کفارۃ الذنوت و تحفۃ الفضلا فی تراجم الکملا معروف بہ تذکرۂ علمائے ہند و ابنیۃ الاسلام میرے مطالعہ سے گزرے ہین ۱۲۶۷ بارہ سو سرسٹھ ہجری سے بمقام ریاست ریوان ملازم ہین، فی الحال ممبر کونسل ریاست ہین، ابقاہ اللہ تعالیٰ.

۸۳۔ مولوی حاجی حافظ رحیم بخش صاحب شاہ کوٹی

ابن محمد چھوٹے ۱۲۷۲ بارہ سو بہتر ہجری مین پیدا ہوئے اور بوجہ انتقال والد خود بڑے بھائی حافظ فقیر اللہ صاحب مرحوم سے قرآن شریف اولاً ناظرہ پڑھا بعدہ حفظ کیا، فارسی مولوی ریاض الدین مرحوم سیوہاروی سے حاصل کی اور عربی مین اولاً مولوی محمد نور صاحب کی شاگردی کی، بعد ازان مدرسہ عربیہ دیوبند مین تحصیل کرتے رہے اور ۱۲۹۸ھ مین سند فراغ مدرسہ مذکور سے ملی، ۱۲۹۹ھ مین حج کو گئے اور حضرت حاجی شاہ امداد اللہ صاحب کے مرید ہوئے اور مثنوی شریف کی قرأت کی، فی الحال الموڑہ گورنمنٹ سکول مین ہیڈ مولوی ہین، نصائح سودمند، رسالہ عدم جواز فاتحہ خلف الامام، فتاویٰ رحیمیہ آپ کے تصانیف سے ہین۔

۸۴۔ مولانا مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی محدث حنفی

گنگوہ ضلع سہارنپور کی خاک کو یہ فخر حاصل ہے، کہ آپ جیسا سرمایہ ناز اس زمین پر متمکن ہے، آپ کے فضل وکمالات کا عام طور پر شہرہ ہے، اکثر علما آپ کے شاگرد ہین، آپ مولانا حاجی شاہ امداد اللہ صاحب کے مرید ہین اور حضرت حاجی صاحب کو آپ

سے بڑی محبت ہے۔ احیاء و اتباع سنت نبویہ صلے اللہ علی صاحبہا و اجتناب عن البدعۃ کا آپ کو بڑا اہتمام ہے، گویا آپ سیرت محمدیہ کی تصویر ہین، بہت سی کتابین آپ کی تصانیف مین سے ہین، جن سے لوگ فائدہ اٹھا رہے ہین، ابقاہ اللّٰہ تعالیٰ.

۸۵۔ مولوی حکیم رفاقت اللہ صاحب بدایونی

ابن منصف مولوی کرامت اللہ صاحب، ولادت آپ کی ۱۲۷۶ بارہ سو چھتر ہجری مین ہوئی، علمائے فرنگی محل لکھنؤ و قاضی علی احمد صاحب بدایونی سے ۱۵ سال کی مدت مین مرتبہ کمال حاصل کیا، جوان صالح مستور مدرس معقولی ہین، بعض کتب منطقیہ پر آپ کے حواشی ہین، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ.

۸۶۔ مولوی رفیق الحق صاحب:

آپ کا وطن بھاگلپور ہے، آپ کا ترجمہ حاصل کرنے مین کامیابی نہین ہوئی۔

حرف الزاء المعجمة

۸۷۔ مولوی زمان خان صاحب

آپ جامع مسجد شکوہ آباد ضلع مین پوری کے واعظ ہین اور لوگوں کو پند و وعظ فرماتے ہین۔

حرف السين المهملة

۸۸۔ مولوی سجاد حسین صاحب کڑوی

آپ کا وطن کڑہ ضلع الٰہ آباد ہی، ترجمہ آپ کا نہ مل سکا۔

۸۹۔ مولوی سدید الدین صاحب

چونکہ سینٹ جانس کالج آگرہ مین آپ پروفیسر عربی ہین اس وجہ سے آپ کا

قیام آگرہ مین ہی اور تدریس کا مشغلہ ہے۔

۹۰۔ مولوی سراج احمد صاحب سنبھلی

آپ سنبھل ضلع مراد آباد (روہیل کھنڈ) مین مسکن گزین ہین اور قدیم علما مین سے ہین ہر فن کی کتابون کو بے تکلف پڑھاتے چلے جاتے ہین۔

۹۱۔ مولوی حافظ سراج احمد صاحب میرٹھی

شہر میرٹھ آپ کا وطن ہے، ترجمہ آپ کا نہین ملا۔

۹۲۔ مولوی سراج احمد صاحب بدایونی

ولادت آپ کی ۱۲۷۶ بارہسو چھتر ہجری مین ہوئی، شاگرد مولوی یونس علی صاحب محدث بدایونی کے ہین، نہایت متین ہین، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ.

۹۳۔ مولوی حافظ سید سرفراز علی صاحب

ابن سید خیرات علی مرحوم، ولادت آپ کی بمقام پلکھنہ ضلع علی گڑھ ۱۲۷۴ بارہ سو چوہتر ہجری مین ہوئی، مولوی محمد بیگ مرحوم، منشی سید اشرف علی مرحوم، مولوی سید ابراہیم علی سے فارسی، مولوی محمد ابراہیم صاحب، مولوی عبدالرحمٰن خان منصرم مدنی سید مجتبیٰ حسین صاحب، شیخ عبداللہ صاحب مدنی۔ شیخ ہدایت اللہ قادری سے علوم مروجہ حاصل، کیے خواجہ توکل شاہ صاحب انبالوی و مولانا فضل رحمٰن صاحب مراد آبادی سے علم باطن حاصل کیا، فی الحال بمقام سکندر پور ضلع مین پوری مین مفید خلائق ہیں، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ.

۹۴۔ مولانا سعادت حسین صاحب بہاری

ابن رحمت علی ولادت آپ کی ۱۲۵۸ بارہ سو اٹھاون ہجری مین ہوئی، اپنے وطن مالوف موضع کٹھا، علاقہ بہار، ضلع عظیم آباد سے جونپور، لکھنؤ، رامپور وغیرہ بغرض تحصیل علم گئے، اکثر کتب متداولہ مفتی محمد یوسف لکھنوی مرحوم سے پڑھے پھر

نقہ وحدیث وتفسیر وغیرہا مولانا سید محمد نذیر حسین صاحب محدث دہلوی سے تحصیل فرما کر ۱۲۸۲ بارہ سو بیاسی ہجری مین فراغ حاصل کیا اور چند مدت سہارنپور مین مقیم رہ کر لوگون کو درس دیا، ۱۲۹۶ھ مین حج کو تشریف لے گئے ۱۲۹۷ھ مین مولانا احمد علی صاحب محدث سہارنپوری سے سند حدیث حاصل کی، آرہ ضلع شاہ آباد مین تیرہ سال تک درس دیتے رہے اب مدرسہ عالیہ کلکتہ مین مدرس ہین، ذہانت وفطانت آپ کی ضرب المثل ہے، تصانیف مین سے رسالہ ابطال تناسخ، وحواشی میرزاہد رسالہ، ودیگر تعلیقات ہین، آپ کے تلامذہ اہل علم کی تعداد دوسو سے زیادہ ہے، بارك الله فی عمره.

۹۵۔ مولوی سعد اللہ صاحب

مدرسہ اسحاقیہ بھڑوچ احاطہ بمبئی مین آپ مدرس ہین۔ اور تدریس کی خدمت انجام دیتے ہین، سلمہ اللہ تعالیٰ.

۹۶۔ مولوی سکندر علی خان صاحب واصل خالص پوری

بن محمد عبدالرحیم خان صاحب قندھاری، ولادت آپ کی بمقام لکھنؤ محلہ قندھاری بازار ۵ ماہ رجب ۱۲۶۳ ہجری مین ہوئی، خالص پور، تحصیل ملیح آباد، ضلع لکھنؤ آپ کا وطن ہے اور متعدد اساتذہ کرام سے مثل مولوی سید احمد یار صاحب خالص پوری ومولوی شاہ محمد واجد علی صاحب کاکوروی ومولوی شاہ محمد تقی علی صاحب قلندر ومولوی شاہ محمد عبید اللہ صاحب چشتی بدایونی وغیرہم سے آپ کو تلمذ حاصل ہے اور حضرت شاہ علی اکبر صاحب قلندر سجادہ نشین خانقاہ کاظمیہ کاکوری سے بھی آپ نے کچھ کتابین پڑھین اور آپ ہی سے طریقت کا خرقہ خلافت پایا اور مولانا شاہ سید عبدالسلام صاحب ہسوی سے بھی آپ کو اجازت وخلافت ملی ہے، آپ کو جملہ علوم مین مہارت کامل ہے، صاحب تصانیف کثیرہ ہین صحیفہ عشق و معیار البلاغۃ و تنقیح المسائل وتحفۃ العلماء وغیرہ کتابین آپ کی تصانیف سے چھپ چکی ہین، اور شعر گوئی

مین دستگاہ ہے، فی الحال مدرسہ اسلامیہ مرین لین بمبئ مین آپ کا تعلق ہے۔

۹۷۔ مولوی حکیم سلامت اللہ صاحب

بن خان، محمد ولادت آپ کی بمقام قصبہ مبارک پور، ضلع اعظم گڑھ ۱۲۸۹ بارہ سونواسی ہجری مین ہوئی، کافیہ وشافیہ تک مولوی حافظ عبدالرحیم صاحب مبارک پوری ودیگر علما سے پڑھا، شرح جامی وشرح تہذیب مولوی عبدالرحمن صاحب مبارکپوری سے، شرح وقایہ مولوی حسام الدین مذکور ومولوی حافظ عبداللہ صاحب غازی پور و مولوی عبدالحق صاحب ولایتی مدرس مدرسہ فتح پوری دہلی سے پڑھے، صحاح وتفسیر جلالین وبیضاوی ونخبۃ الفکر مولانا سید نذیر حسین صاحب دہلوی سے حاصل کر کے سند واجازت علم حدیث لی اور مولانا شیخ حسین عرب سے بھی اجازت عامہ حاصل کر کے حکیم عبدالولی بن حکیم عبدالعلی صاحب لکھنوی سے کتب درسیہ طبیہ پڑھ کر مطلب کیا اوراجازت حدیث مسلسل بالاولیۃ وبلوغ المرام مولانا شیخ محمد صاحب مچھلی شہری سے حاصل فرمائی، فی الحال مدرسہ احمدیہ آرہ مین مدرس ہین۔

۹۸۔ مولوی سلامت اللہ صاحب

بھوپال کے مدارس کے آپ مہتمم ہین۔

۹۹۔ مولوی سلامت اللہ صاحب

آپ مدرسۂ غنی ڈاکخانہ مہش تلا، ضلع چوبیس، پرگنہ احاطہ بنگال مین مدرس ہین اورتدریس کا مشغلہ ہے۔

۱۰۰۔ مولوی سلطان احمد صاحب موی

آپ بمقام مؤ ضلع اعظم گڑھ ۱۲۸۵ بارہ سو پچاس ہجری مین پیدا ہوئے، مولوی امام الدین صاحب پنجابی سیاح مقیم مؤ، مولوی عبدالعلیم صاحب مدرس مدرسہ چشمہ رحمت غازی پور، مولوی حافظ عبداللہ صاحب غازی پوری مدرس اول مدرسۂ احمدیہ آرہ، مولانا محمد فاروق صاحب چریاکوٹی ومویوی عبدالحی صاحب سابق

مدرس مدرسہ چشمہ رحمت غازی پور سے مدت ۱۵ سال مین علم تحصیل کیا، اوائل ۱۳۰۹ تیرہ سونو ہجری مین فراغت ہوئی، مدرسہ جامع مسجد مومنین (میں) آپ طلبہ کو درس دیتے ہیں، انصاف وتوسط مزاج مین مرتکز ہے، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ.

۱۰۱۔ حکیم مولوی مفتی سلیم اللہ صاحب محافظ دفتر

یون تو قدرتی طور پر خدا نے علم طب عطا کر کے آپ کو مخلوق کی نفع رسانی کا موقع دیا ہے، اس پر بھی آپ انجمن اسلامیہ خادم العلوم لاہور مین شریک ہین اور اس انجمن مین فنانشنل سیکرٹری ہین۔

۱۰۲۔ مولوی سلیم اللہ صاحب☆ اعظم گڈھی

۲۸ محرم یوم چہار شنبہ ۱۲۸۰ آپ کی ولادت ہے، کتب مدرسہ حاجی مولوی حافظ عبداللہ صاحب غازی پوری اور علم تفسیر وحدیث مولانا سید نذیر حسین صاحب سے پڑھ کر سند حاصل کی۔

۱۰۳۔ مولوی سید احمد صاحب سہسوانی

آپ ۱۲۷۲ بارہ سو بہتر ہجری مین پیدا ہوئے اور اپنے والد ماجد مولوی عبدالحسیب صاحب سے پڑھ کر فارغ ہوئے، اب تدریس کا شغل ہے، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ.

۱۰۴۔ مولوی سید محمد صاحب سہسوانی

ولادت آپ کی ۱۲۶۴ بارہ سو چونسٹھ ہجری میں ہوئی، مولوی عبدالحسیب صاحب سے تحصیل علم کر کے شغل درس وتدریس کا رکھتے ہیں، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ

☆ چند سال تک مرزا پور وغیرہ میں آپ درس دیتے رہے، اب عرصہ دس سال سے لکھنؤ مطبع منشی نولکشور میں مصحح ہیں۔

حرف الشین المعجمة

۱۰۵۔ مولوی شاہ دین صاحب احمد انگری

آپ کا وطن گوجرانوالہ، ملک پنجاب ہے، ترجمہ آپ کا حاصل نہین ہوسکا۔

۱۰۶۔ مولوی مفتی شاہ دین صاحب لدھیانوی

ابن شیخ محکم الدین صاحب، مولد آپ کا قصبہ چک مغلانی، ضلع جالندھر اور مسکن لدھیانہ ہے، مولانا محمد مظہر صاحب و مولانا محمد لطف اللہ صاحب علی گڑھی سے علم کی تحصیل ہوئی، مدرسہ اسلامیہ لدھیانہ مین مدرس ہین، سلمہ اللہ تعالیٰ۔

۱۰۷۔ مولوی حافظ شفقت اللہ صاحب بدایونی

بدایون مین آپ کا دولت خانہ ہی آپ کے حالات زیادہ نہیں مل سکے۔

۱۰۸۔ مولوی الحاج محمد شمس الحق صاحب

ابو الطیب ابن شیخ امیر علی صاحب ولادت آپ کی بمقام عظیم آباد، محلہ رمنہ، ۲۷ ذیقعدہ ۱۲۷۳ بارہ سوتہتر ہجری مین ہوئی، مسکن اور نانہال ڈیانوان، ضلع عظیم آباد، پٹنہ، ڈاکخانہ کرائی ہے۔

ابتدا مین حافظ اصغر علی صاحب مرحوم رامپوری و مولوی سید راحت حسین صاحب مرحوم بھوی و مولوی عبدالحکیم صاحب شیخ پوری سے پڑھا پھر ۱۲۸۸ھ مین مولوی لطف العلی بہاری مرحوم و مولوی نور احمد ڈیانوی سے پڑھا، ۱۲۹۲ ہجری مین مولوی فضل اللہ صاحب مرحوم لکھنوی سے تحصیل کیا اور ۱۲۹۳ بارہ سوترانوے ہجری مین مولانا قاضی بشیر الدین صاحب قنوجی سے فاتحہ فراغ پڑھا، مولانا سید محمد نذیر حسین صاحب محدث دہلوی و قاضی شیخ حسین عرب یمنی بھوپالی و علامہ احمد بن عیسیٰ النجدی ثم المکی الحنبلی و علامہ احمد بن احمد المغربی ثم المکی و علامہ قاضی عبدالعزیز بن

صالح بن مرشد الحنبلی من رجال طی وعلامہ فقیہ عبدالرحمٰن بن عبداللہ السراج الحنفی الطائفی وعلامہ فقیہ نعمان آفندی زادہ حنفی بغدادی وعلامہ مفسر فقیہ محمد بن سلیمان حسب اللہ الشافعی المکی وعلامہ ابراہیم بن احمد بن سلیمان المغربی ثم المکی کی صحبتون مین رہ کر فوائد متکاثرہ حاصل کر کے سند واجازت لی، آپ کی تصانیف مین سے۔

غایۃ المقصود شرح سنن ابی داؤد، واعلام اهل العصر باحکام رکعتی الفجر، والقوم المحقق وغنیۃ الالمعی، والتعلیق المغنی علی سنن الدار قطنی والتحقیقات العلی باثبات فرضیۃ الجمۃ فی القری.

مؤلف کے مطالعہ مین گزری ہین، حدیث مین زیادہ شغف واہلحدیث سے زیادہ مذاق ہے، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ. مؤلف کواکثر علماء کے تراجم مین آپ سے بڑی مدد ملی، جزاہ اللّٰہ خیر الجزاء.

۱۰۹۔ مولوی حافظ شوکت علی صاحب سندیلوی

ابن چودھری مسند علی صاحب مرحوم، آپ بمقام سندیلہ، ضلع ہردوئی ۱۹ محرم روز پنجشنبہ ۱۲۳۴ بارہ سو چونتیس ہجری مین پیدا ہوئے، بعد تسمیہ خوانی مولوی سید فقیہ اللہ سندیلوی مرحوم، پھر مولوی تراب علی صاحب لکھنویؒ مرحوم سے پڑھ کر مدت قلیلہ مین فارغ التحصیل ہو گئے، ان کی دستار بندی مین ہزار ہا روپیہ صرف ہوا دور دور سے علما فضلا بلوائے گئے تھے، ان کی دعوت مین عالی حوصلگی سے بہت کچھ اٹھایا گیا، ہندوستان مین ان کی دستار بندی کی نظیر بہت کم ملے گی اور باوجود تشنج اعضا و معذوری قوی افادہ طلبہ مین مستعد ہین اور خاص ایک مدرسہ اپنے ذاتی مصارف سے قائم فرمایا ہے، تصانیف رائقہ مین، کشف المستور عن وجہ السحور، وغایۃ الادراک فی مسائل السواک، مولف کی نگاہ سے گزرے ہین وسعت نظر و دقت فکر پر شاہد ہین، ابقاء اللّٰہ تعالیٰ.

۱۱۰۔ مولوی شہاب الدین صاحب نور مجلی

آپ کا ترجمہ میسر نہ آسکا۔

۱۱۱۔ مولوی قاضی شیخ محمد صاحب مچھلی شہری

مچھلی شہر جو ضلع جون پور کا مشہور قصبہ ہے، اس کو آپ کے وطن ہونے کی عزت حاصل ہے، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ.

۱۱۲۔ مولوی سید شیر علی صاحب جونپوری

سلطنت خاندان شرقی کا دار الخلافت یعنی پرانا مشہور شہر جونپور آپ کی سکونت سے امتیاز رکھتا ہے، بقاہ اللّٰہ تعالیٰ.

حرف الصاد المهملة

۱۱۳۔ مولوی حکیم سید صدر الدین صاحب کڑوی

ابن مولانا مولوی ابو الخیر محمد معین الدین صاحب مرحوم، کڑہ ضلع الٰہ آباد آپ کا وطن ہے، علاوہ علوم دینیہ کے خدا نے آپ کو طب کا ہنر بھی مرحمت فرمایا ہے کہ جس کی وجہ سے خلق کو منفعت ہوتی ہے۔

۱۱۴۔ مولوی صدیق حسن صاحب

ابن مولوی عبد الحمید صاحب ساکن قصبہ مونا ٹ بھجن ضلع اعظم گڑھ آپ ۱۲۹۰ بارہ سو نوے ہجری مین پیدا ہوئے، تاریخی نام ظفر علی ہے ابتدائی کتب عربیہ اپنے والد سے پڑھ کر مدرسہ چشمہ رحمت غازی پور مین مولوی حافظ عبد اللہ صاحب سے پڑھتے رہے، بعدہ مرزا پور مین مولوی عبد الاحد صاحب الٰہ آبادی مرحوم سے تکمیل علوم متعارفہ کی، آخر ۱۸۹۰ء مین یونیورسٹی الٰہ آباد مین بی۔اے عربی کے امتحان مین شریک ہوکر کامیاب ہوئے، فی الحال تدریس طلبا مین مصروف ہین، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ.

۱۱۵۔ مولوی صلاح الدین صاحب

آپ مدرسہ محبوبیہ حیدر آباد دکن کے مہتمم ہین اور آپ کے حسن انتظام سے یہ کام جو منبع فیوض ہے سرانجام پا رہا ہے، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ۔

حرف الضاد المعجمة

۱۱۶۔ مولوی ضامن علی صاحب فتح پوری

آپ کا وطن فتح پور ہے، سخت افسوس ہے کہ آپ کا ترجمہ میسر نہین ہوا۔

۱۱۷۔ مولوی ضمیر الحق صاحب

آرہ ضلع شاہ آباد ملک بہار مین آپ کا قیام ہے۔ چوک کی مسجد مین تشریف رکھتے ہیں اور نفع رسانی خلق مین مصروف ہین۔

حرف الظاء المعجمة

۱۱۸۔ مولوی قاضی ظفر الدین احمد صاحب لاہوری

ابن حکیم قاضی محمد امام الدین صاحب، آپ بمقام کوٹ قاضی بروز جمعہ وقت صبح ۱۲۷۵ بارہ سو پچھتر ہجری مین پیدا ہوئے، تاریخی نام ظفر الدین ہے، علم حدیث شریف ابتدائے عمر مین مولوی مفتی علاء الدین محمد صاحب تلمیذ مولانا سید نذیر حسین صاحب دہلوی سے پڑھا اور ابتدائی کتب معقول و ادب مولوی ابو احمد مراد علی صاحب تلمیذ مولوی فضل حق صاحب مرحوم خیر آبادی سے پڑھے، پھر مولوی محمد عبداللہ صاحب تلمیذ مولوی مفتی سعد اللہ صاحب مرحوم و مولوی محمد الدین صاحب تلمیذ مولانا لطف اللہ صاحب سے پڑھا۔

اخیر مین کتب طب و ادب و بعض حدیث و معقول مولانا مولوی فیض الحسن

صاحب سہارنپوری سے تحصیل فرمائی اور فقہ و اصول کے کتب مولوی غلام قادر صاحب تلمیذ مفتی صدر الدین صاحب سے پڑھے، مدت ۲۴ سال مین فراغ حاصل ہوا، اب مدرسہ عالیہ لاہور مین پچھتر روپیہ مشاہرہ ہین اور طلبا کو درس دیتے ہین، فن ادب مین ایسی مہارت رکھتے ہین کہ شاید اس زمانہ مین کم لوگ ایسے ماہر ہون گے۔

آپ کے تصانیف مفیدہ مین سے یہ ہین، سلک جواہر، علق نفیش، نیل الارب من مصادر العرب، نیل المرام من اصول الاحکام، باکورہ شہیہ شرح الفیہ، سبیل النجاۃ، وغیرہ وغیرہ ایک پرچہ، نسیم الصبا عربی، آپ ہفتہ وار نکالتے ہین، مین تو اس کی تعریف نہین کرسکتا ہون البتہ رائے دیتا ہون کہ کسی اہل علم کو اس کے مطالعہ سے چشم پوشی نہ کرنا چاہیے لطف یہ ہے کہ مع محصول ڈاک آنہ سالانہ اس کی قیمت ہے، جو اس کو مطالعہ نہ کرے گا، پچھتائے گا، ادامہ اللّٰہ.

۱۱۹۔ مولوی حکیم حاجی سید ظہور الاسلام صاحب فتح پوری

ابن شاہ سید حسن علی صاحب مرحوم آپ قصبہ دلمؤ ضلع رائے بریلی مین پیدا ہوئے اور جملہ کتب درسیہ مولانا محمد لطف اللّٰہ صاحب علی گڑھی مدظلہ سے تحصیل فرما کر فاتحہ فراغ جناب شیخنا و مولانا ابو الحسنات مولوی محمد عبد الحی صاحب لکھنوی مرحوم سے پڑھا اور سند اطراف صحاح کی حضرت شیخنا و مولانا قاری عبد الرحمٰن صاحب پانی پتی سے حاصل فرمائی اور مختلف سماع کتب صحاح و اجازت زبانی و بیعت حضرت شیخنا و مولانا شاہ فضل رحمٰن صاحب مراد آبادی سے ہے۔

مسکن آپ کا اور آپ کے آبائے کرام کا ضلع فتح پور ہے، ایک مدرسہ اسلامیہ آپ نے خاص فتح پور مین قائم کیا ہے، جس کے طلبا اعلیٰ درجہ کی استعداد رکھتے ہین اور نہایت حسن انتظام سے مدرسہ چل رہا ہے، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ.

۱۲۰۔ مولوی ظہیر احسن صاحب شوق تیموری عظیم آبادی

علاوہ فضل علم کے آپ بہت فصیح شاعر ہین، شوق تخلص رکھتے ہین، ابو الخیر کنیت

ہے، اکثر گلدستون مین آپ کے اشعار شائع ہوتے ہین، بالفعل آپ نے آثار السنن نام ایک کتاب لکھنے کا ارادہ کیا ہے، جن مراتب کا اہتمام فرمایا ہے، خدا ان کو بخیر وخوبی سرانجام کرے، آمین۔

اوشحة الجيد و سرمه تحقيق و اصلاح و مقاله كامله و حبل المتين و نعمت عظمىٰ و تذئيل و ازالة الاغلاط وايضاح و نغمه راز و يادگار وطن وغیرہ آپ کے تصانیف سے ہین۔

۱۲۱۔ مولوی حافظ حکیم شاہ ظہیر احمد صاحب سہوانی بدایونی

ولادت آپ کی بمقام سہوان ۱۲۷۷ بارہ سوستتر ہجری مین ہوئی، مدت دس سال مین مولوی قاضی علی احمد صاحب بدایونی سے علوم متعارفہ حاصل کر کے مرتبہ تکمیل کو پہونچے، تصانیف آپ کے یہ ہین۔

تحقیق رومی، رسالہ عقائد، تحفۃ الاخیار، دیوان نعت، دیوان عاشقانہ، مضمون ندوہ، مضمون کانفرنس، تریاق ظہیری، مختصر ظہیری، منتخب ظہیری، شرح ماثبت بالسنۃ، حاشیہ جامع صغیر، بیاض سلسلۃ الزمرد فی سلاسل السند، مقرب الاذکار، رسائل مناظرات حالات مولانا قاضی ابی بکر علی احمد بدایونی، نامہ ظہیری، ترکیب بند ظہیری، مسدس زراعت حاشیہ قانونچہ ظہیری حاشیہ حریری، اردو صرف ونحو، مخمس نظم ماتہ عامل، رسالۂ قرأت مجموعہ قصائد، مضامین ظہیری، ہفت دوادین، چار مثنوی، رسالہ نباتات، رسالہ فلسفہ، رسالہ ریاضی، رسالہ تحقیقات علوم مجربات ظہیری، رسالہ باہ، مولد ظہیری اسلام کی حالت، زمانہ حال کا فوٹو، قوم کا مرثیہ، شرح احیاء المیت بفضائل اہل البیت ترجمہ تاریخ الخلفا، اعلام الاحبار فی ترجمۃ کتاب الاخبار، قواعد ظہیری، اعمال ظہیری اذکار ظہیری، مقالات ظہیری، نفحات منطق، مجموعہ لکچر، مجموعہ مناجاۃ اسمائے حسنیٰ مدح بزرگان دین، شہادت حمزہ وشہید کربلا، ترجمہ عقائد نسفی، چمنستان خیال وغیرہ، سلمه الله تعالىٰ۔

حرف العین المهملة

۱۲۲۔ مولوی عابد حسین صاحب فتح پوری

آپ کا وطن فتح پوری ہے، ترجمہ آپ کا نہین ملا۔

۱۲۳۔ مولوی حاجی عاشق علی صاحب بدایونی

ابن مولوی قاسم علی صاحب، آپ ۱۲۶۸ بارہ سو اڑسٹھ ہجری مین پیدا ہوئے مولوی لائق علی بدایونی ثم البریلوی وغیرہ سے تحصیل علم فرمائی اور علم حدیث عرب مین شیخ الاسلام مولانا سید احمد دحلان سے پڑھ کر اجازت حاصل کی، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ.

۱۲۴۔ مولوی حافظ عبدالاحد صاحب دہلوی

آپ بھی ہمارے پرانے مشہور شہر دہلی کے نام روشن کرنے والون مین ہین۔ ایک مطبع بنام مطبع مجتبائی آپ نے جاری فرمایا ہے، اس حیلہ سے علوم کی خدمت مین مصروف رہتے ہین، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ.

۱۲۵۔ مولوی عبدالاحد صاحب کانپوری

آپ کا وطن کانپور ہے، آپ بھی منجملہ ان حضرات کے ہین جن کا ترجمہ حاصل ہونے مین مولف کو کامیابی نہ ہو سکی۔

۱۲۶۔ مولوی حافظ عبدالاول صاحب جونپوری

ابن مولوی کرامت علی صاحب مرحوم، آپ کے والد ماجد کا نام تو شاید ہی کوئی نہ جانتا ہو، آپ ان کے خلف الرشید و جانشین ہین، خدا نفع رسانی مخلوق مین کامیاب فرمائے، آمین۔ اور رسالہ قیام میلاد شریف، و فضائل امام اعظم و تاریخ اسلاف کرام و قصائد عربیہ و رسالہ طریف علم ادب مین و رسالہ فقرات حمد باری وغیرہ آپ کے تصانیف سے ہین۔

۱۲۷۔ مولوی حکیم عبدالباری صاحب نگرنہسوی عظیم آبادی

آپ مولوی شمس الحق صاحب ڈیانوی کے حقیقی بہنوئی ہین اور علوم طبیہ و فلسفہ مین مہارت کاملہ رکھتے ہین، تلمذ آپ کو مولانا عبدالحی صاحب مرحوم لکھنوی سے ہے اور نیز مولانا بشیرالدین قنوجی و مولانا نذیرحسین صاحب دہلوی سے جملہ علوم حاصل فرمائے، سلمه الله تعالیٰ.

۱۲۸۔ مولوی عبدالجبار صاحب امرتسری

ابن جناب مولانا شیخ عبداللہ الغزنوی رحمہ اللہ تعالیٰ، ولادت آپ کی ۱۲۶۸ بارہ سو اڑسٹھ ہجری مین بمقام قریہ صاحبزادۂ از مضافات غزنی ہوئی، علوم دینیہ کو آپ نے اپنے والد بزرگوار سے پڑھا اور تکمیل اس کی مولانا سید محمد نذیرحسین صاحب دہلوی سے ہوئی، باقی اور علوم عربیہ اپنے بھائی مولوی محمد صاحب مرحوم و مولوی سید احمد صاحب مرحوم سے حاصل کیے، آپ کو حدیث شریف کے جملہ مالہ و ماعلیہ پر بہت عبور و ملکہ ہے، آپ کو علمائے محدثین و مجتہدین وفقہائے مذاہب اربعہ وائمہ اربعہ امام اعظم و امام مالک و امام شافعی و امام احمد بن حنبل سے نہایت محبت ہے اور سب کو تعظیم و تکریم کے ساتھ یاد کرتے ہین اور مسائل فرعیہ مین بزمرۂ اہل حدیث داخل ہین، مولوی شمس الحق صاحب عظیم آبادی آپ کے حق مین فرماتے ہین،

عالم كامل محدث مفسر عامل منكسر النفس لم تر امثله العيون وله تلاميذ كثيرة وهو صاحب مناقب جمة بارك الله فى عمره، انتهىٰ

مولوی محمد فقیر اللہ صاحب مدرس مدرسہ نصرۃ الاسلام معسکر بنگلور نے آپ کا ترجمہ حافلہ جو آپ کے مدارج کا ایک نمونہ ہی لکھا ہے، بخوف طوالت ذکر سے معذوری رہے، ادام الله بقائه.

۱۲۹۔ مولوی عبدالجبار صاحب عمرپوری:

ابن منشی محمد بدرالدین صاحب تحصیلدار ولادت آپ کی بمقام قصبہ عمرپور،

متصل بڈھانہ، ضلع مظفر نگر جمادی اخریٰ ۱۲۷۷ بارہ سو ستتر ہجری مین ہوئی، تاریخی نام غلام جبار ہے، کتب ابتدائیہ مولوی عبدالعلی صاحب مرحوم قصوری سے امرتسر مین اور پھر مولوی قاری عبدالعلی صاحب نزیل امرتسر مرحوم سے پڑھے، ۱۲۹۴ بارہ سو چورانوے ہجری مین جبکہ قحط عظیم واقع ہوا، آپ سہارنپور آئے اور مولانا محمد مظہر صاحب نانوتوی مرحوم سے شرح وقایہ، ہدایہ، توضیح، مسلم الثبوت، سبعہ معلقہ، دیوان متنبی تفسیر جلالین قدرے تفسیر بیضاوی، سنن ترمذی وابوداؤد پڑھے اور مولوی فیض الحسن صاحب سہارنپوری سے دیوان حماسہ، خطبہ قاموس، تفسیر بیضاوی باقیماندہ تا مقام درس مطول میر زاہد، رسالہ، میر زاہد، ملا جلال، حمد اللہ، قاضی مبارک، صدرا الشمس بازغہ، تحصیل کیا ۱۲۹۸ بارہ سو اٹھانوے ہجری مین مولانا سید محمد نذیر حسین صاحب محدث دہلوی سے صحیحین وسنن ابن ماجہ ونسائی وترجمہ قرآن مجید پڑھ کر ۱۲۹۹ بارہ سو ننانوے ہجری مین سند حدیث حاصل کر کے وطن مالوف واپس گئے، فی الحال جبل پور کے مدرسہ اسلامیہ کے مدرس ہین، سلمہ اللہ تعالیٰ.

۱۳۰۔ مولوی عبدالجلیل صاحب سندیلوی

ابن حافظ نوازش علی صاحب ولادت آپ کی ذی الحجہ ۱۲۷۳ بارہ سو تہتر ہجری مین ہوئی، کتب ابتدائیہ اپنے والد ماجد سے پڑھ کر مولوی حافظ شوکت علی صاحب و مولوی سید محمد علی صاحب دوکوہی و مولوی محمد کمال صاحب عظیم آبادی سلمہ و مولوی حکیم عبدالحمید صاحب عظیم آبادی و مولوی مقیم الدین صاحب پنجابی سے تکمیل علوم درسیہ کی فرمائی، فی الحال مدرسہ شوکت الاسلام سندیلہ کے مدرس ہین، سلمہ اللہ تعالیٰ.

۱۳۱۔ مولوی ابوالجمیل عبدالجلیل صاحب بھگوان پوری

بن حاجی گل محمد، وطن آپ کا موضع بھگوان پور، ضلع مظفر پور ہے، آپ کو حضرت مولانا فضل رحمٰن صاحب مرادآبادی سے ارادت ہے، شعر گوئی مین بھی مہارت ہے، شیفتہ تخلص ہے۔

۱۳۲۔ مولوی حافظ عبدالجمیل صاحب

آپ کا تعلق فی الحال مدرسہ اسلامیہ مسجد فتح پوری دہلی مین ہے اور اس مدرسے کے افسر مدرس ہین، تدریس کا شغل ہے، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ.

۱۳۳۔ مولوی عبدالحق صاحب دہلوی

ابن محمد میر صاحب، ولادت آپ کی بمقام قصبہ گمتلہ حوالی تھانیسر ۲۷ رجب یوم جمعہ بعد عصر ۱۲۶۷ بارہ سو سرسٹھ ہجری مین ہوئی، کنیت ابو محمد ہے، آپ حضرت محمد شاہ تبریری کی اولادمین سے ہین۔

شاہان تیموریہ کے زمانہ مین آپ کے بزرگوار ہند مین تشریف لائے، آپ کے دادا عالم شاہ کے زمانہ مین دہلی سے کیتھل مین جارہے اور آپ کے والد ماجد عہدہ ہوئے جلیلہ پر ماموررہے، آپ نے اکثر کتب درسیہ مولانا محمد لطف اللہ صاحب علی گڑھی سے اور بعض کتب شاہ عبدالحق صاحب کانپوری و مفتی محمد یوسف صاحب مرحوم لکھنوی سے اور کتب حدیث مولانا سید عالم علی صاحب مرادآبادی مرحوم و مولانا سید نذیر حسین صاحب دہلوی و مولوی سعادت علی صاحب سہارنپوری سے اور کتب طبیہ حکیم محمد جان نجم الدولہ دہلوی سے تحصیل فرمائے اور خاندان قادریہ مین مولانا سید عالم علی صاحب مرادآبادی نے بیعت کی اور طریقہ نقشبندیہ مین حضرت مولانا فضل رحمٰن صاحب مرادآبادی و نیز دیگر کبراسے متمتع ہوئے، آپ کے تصانیف رائقہ مین سے:

نامی شرح حسامی، تاریخ بنی اسرائیل اردو، تاریخ بیت المقدس اردو، تفسیر حقانی، عقائدالاسلام، وغیرہ مفید خلائق ہین، مولف آپ کے فیضان صحبت سے فائز المرام ہوچکا ہے نیز سند علم حدیث آپ نے مرحمت فرمائی ہے، ادام اللّٰہ بقائہ.

۱۳۴۔ مولوی عبدالحق صاحب خیرآبادی

ابن جناب مولانا فضل حق صاحب مبرور، آپ جامع علوم ہین، علم منطق و

حکمت مین آپ کی نظر زیادہ غائر ہے، تلمذ آپ کو اپنے والد ماجد سے ہے، فی الحال ریاست رامپور مین صدر المدرسین ہین، سلمہ اللّٰہ.

حاشیہ برغلام یحییٰ، تسہیل الکافیہ، شرح ہدایۃ الحکمۃ، جواہر غالیہ، حاشیہ برمیر زاہد امور عامہ، حاشیہ حمد اللہ، حاشیہ قاضی مبارک، حاشیہ مسلم الثبوت، آپ کے تصانیف مفیدہ مین سے ہین، ابقاہ اللّٰہ تعالیٰ.

۱۳۵۔ مولوی مفتی عبدالحق صاحب کابلی

فی الحال آپ کا قیام بھوپال مین ہے اور آپ رئیسہ کی طرف سے وہان کے مفتی ہین، جزئیات فقہ اور معقولات مین آپ کو تبحر ہے صاحب تصانیف ہین، آج کل توضیح تلویح کا تحشیہ فرما رہے ہین اور نہایت متواضع اور منکسر المزاج ہین، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ.

۱۳۶۔ شیخ الدلائل مولوی حاجی عبدالحق صاحب الٰہ آبادی مہاجر

ابن شیخ مولوی شاہ محمد بن یار محمد مرحوم، آپ کا اصل وطن الٰہ آباد ہے، مولانا نواب قطب الدین صاحب دہلوی سے آپ کو تلمذ ہے، عرصہ ہوا کہ مکہ معظمہ کو ہجرت فرمائی، نورچشم حاجی محمد احسن سلمہٗ نے آپ سے اکثر اجازتین حاصل کی ہین، وہ بیان کرتے ہین کہ باب ابراہیم کی جانب بخاری محلّہ مین ایک رباط مین قیام ہے، متوکل محض ہین، تقویٰ کا بڑا اہتمام ہے، مکہ معظّمہ مین آپ شیخ الدلائل ہین، مولانا علی حریری مدنی سے دلائل الخیرات کی اجازت ہے، علاوہ اس کے حزب البحر وحزب الاعظم وحصن حصین وقرآن مجید وغیرہ کی سند بھی آپ سے لوگون کو حاصل ہوتی ہے، اہل عرب آپ کی بڑی تعظیم کرتے ہین، اکثر فیض رسانی ظاہر و باطن مین مصروف رہتے ہیں، ایک رسالہ احکام حج بدل مین بزبان اردو تصنیف فرمایا ہے، جس کا نام نہایۃ الامل فی بیان مسائل الحج البدل ہے، مؤلف نے اس کو مطالعہ کیا ہے، نہایت تحقیق وتدقیق سے تصنیف فرمایا ہے، اور درمختار پر حاشیہ لکھا ہے، اس کے سوا اور بھی تصانیف ہین، ابقاہ اللّٰہ تعالیٰ.

۱۳۷۔ مولوی عبدالحق صاحب سہارنپوری

آپ کا وطن سہارنپور ہے لیکن چونکہ آپ مدرسہ اسلامیہ میرٹھ مین مدرس ہین اور شغل تدریس کا ہے اس وجہ سے قیام میرٹھ مین ہے، سلمه اللّٰه تعالیٰ.

۱۳۸۔ مولوی عبدالحکیم صاحب کرانوی

آپ قصبہ کرانہ ضلع مظفرنگر کے رہنے والے ہین، فی الحال مدرسہ فتح پور مین خدمت مدرسی متعلق ہے، سلمه اللّٰه تعالیٰ.

۱۳۹۔ مولوی عبدالحکیم صاحب صادق پوری

آپ کا ترجمہ نہین مل سکا۔

۱۴۰۔ مولوی عبدالحکیم صاحب دیوبندی

قصبہ دیوبند ضلع سہارنپور آپ کا وطن ہے۔

۱۴۱۔ مولوی عبدالحکیم صاحب نگرامی

ولادت آپ کی بمقام نگرام ضلع لکھنؤ ۱۲۵۷ بارہ سو ستاون ہجری مین ہوئی حضرت والد ماجد قدس سرہ سے تحصیل علوم فرما کر تدریس مین مشغول ہوئے، نہایت تیز طبع وزکی ہین، سلمه اللّٰه تعالیٰ.

۱۴۲۔ مولوی حکیم حافظ عبدالحکیم صاحب

آپ کو نفع رسانی قوم کا بڑا خیال ہے چنانچہ بالفعل جو مدرسہ حنفیہ آرہ ضلع شاہ آباد مین ہے اس کا اہتمام آپ ہی کے ذمہ ہے اور آپ سرگرمی سے اس مین کام کرتے ہین، سلمه اللّٰه تعالیٰ.

۱۴۳۔ مولوی عبدالحمید صاحب لکھنوی

ابن ابوالحیا مولوی محمد عبدالحلیم صاحب مرحوم، لکھنؤ فرنگی محل آپ کا وطن ہے،

ابوالحامد کنیت ہے، ہدیہ حمیدیہ، وسرغم، وروضۃ النعیم وغیرہ آپ کے تصانیف سے ہین، تدریس کا شوق ہے، فی الحال کیننگ کالج لکھنؤ مین تعلق ہے، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ.

۱۴۴۔ مولوی حکیم عبدالحمید صاحب عظیم آبادی

آپ علمائے کبار مین سے ہین، علم ادب ولغت وفلسفہ وریاضی وطب ومنطق و ہیئت وہندسہ مین بےنظیر ہین، تلمذ آپ کو مولوی واجد علی صاحب لکھنوی سے ہے۔

۱۴۵۔ مولوی عبدالحمید صاحب جونپوری

آپ کا وطن شہر جونپور ہے، آپ کا ترجمہ میسر نہین ہوا۔

۱۴۶۔ مولوی عبدالحمید صاحب

آپ قصبہ مؤ ضلع اعظم گڑھ کے رہنے والے ہین، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ.

۱۴۷۔ مولوی عبدالحمید صاحب پانی پتی

جامع مسجد آگرہ مین آپ واعظ ہین، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ.

۱۴۸۔ مولوی حافظ عبدالحمید صاحب الہ آبادی

آپ کا وطن الہ آباد ممالک مغربی وشمالی ہے، حافظ قرآن ہین اور بہبودی خلق مین ساعی، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ.

۱۴۹۔ مولوی عبدالحمید صاحب

آپ کا قیام بمبئی مین ہےاور آپ جامع مسجد بمبئی کے خطیب ہیں، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ

۱۵۰۔ مولوی عبدالحمید خان صاحب رام پوری

ابن ملا محمد غفران، آپ نے اکتساب علوم رسمیہ اپنے برادر ملا محمد عمران صاحب ومولانا ارشاد حسین صاحب مرحوم سے کیا ہے، رامپور (روہیل کھنڈ) آپ کا وطن ہے، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ.

۱۵۱۔ مولوی عبدالحی صاحب کلکتوی

ملک بنگال مین آپ کی ذات غنیمت ہے، کلکتہ جو ہندوستان کا دارالسلطنت ہے، اس کو آپ کے وطن ہونے کا فخر حاصل ہے، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ.

۱۵۲۔ مولوی سید عبدالحی صاحب رائے بریلوی

ابن مولوی سید فخر الدین صاحب، ولادت آپ کی ۱۸ رمضان المبارک ۱۲۸۶ بارہ سو چھیاسی ہجری مین ہوئی، ابتدائی کتب اپنے اہل وطن سے پڑھ کر الٰہ آباد، کانپور، فتح پور، جا کر مختصرات تمام کیے پھر مولوی فضل اللہ صاحب مرحوم لکھنوی ومفتی عبدالحق صاحب کابلی بھوپالی سے علم منطق پڑھا اور فقہ وفرائض مولوی محمد نعیم صاحب لکھنوی سے اور چند رسائل ریاضی کے مولوی سید احمد صاحب مرحوم دہلوی اور ادب وغیرہ شیخ محمد بن شیخ حسین عرب اور حدیث وتفسیر مولانا شیخ حسین عرب سے پڑھی اور مولانا فضل رحمٰن صاحب مرادآبادی سے مسلسل بالاولیہ ومسلسل بالمحبۃ سنی اور بخاری شریف کے درس مین شریک ہوئے اور مولانا نے آپ کو اجازت بھی دی اور حضرت مولانا قاری عبدالرحمٰن صاحب پانی پتی کو اوائل سنائے، انہوں نے بھی اجازت عطا فرمائی اور مولانا سید نذیر حسین صاحب دہلوی ومولانا رشید احمد صاحب گنگوہی ومولانا محمد نعیم صاحب لکھنوی سے بھی اجازت حاصل ہے اور سلسلہ طریقت کی اجازت اپنے والد ونیز شاہ سید ضیاء النبی صاحب سے ہے، مسکن آپ کا تکیہ حضرت شاہ علیم اللہ صاحب متصل شہر رائے بریلی ہے، فی الحال مددگار ناظم ندوۃ العلماء کانپور مین ہین، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ.

۱۵۳۔ مولوی عبدالخالق صاحب دیوبندی

آپ کو درس دینے کا اتفاق نہین ہوا لیکن آپ نہایت پرجوش وپراثر واعظ ہین، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ.

۱۵۴۔ مولوی عبدالحق صاحب لکھنوی

ابن ابو الحیا محمد عبدالحلیم صاحب لکھنوی مرحوم، ابوسعید آپ کی کنیت ہے، خانہ نشین ہیں، لکھنؤ فرنگی محل آپ کا مسکن ہے، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ

۱۵۵۔ مولوی عبدالرؤف صاحب

ابن شیخ محمد یحییٰ صاحب رئیس مؤائمہ ضلع الہ آباد آپ ۱۲۸۳ بارہ سو تراسی ہجری مین پیدا ہوئے اور جملہ کتب رسمیہ آٹھ سال مین مولوی عبدالقدوس صاحب ساکن مؤ و مولوی حاجی محمد اسحٰق صاحب مرحوم تیر گانوین سے پڑھے۔ فروعات مین آپ کو اتباع زمرۂ اہلحدیث کی مرعی ہی آپ کے تصانیف مین سے کتاب الفصل۔ تعلیم الاخلاق۔ کتاب التعلیم والتربیت ہی، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ۔

۱۵۶۔ مولانا قاری حاجی عبدالرحمٰن☆ صاحب پانی پتی

ابن مولانا محمد صاحب مرحوم ایوبی انصاری، مولد و مسکن آپ کا قصبہ پانی پت، ضلع کرنال ہے، سنہ ولادت آپ کا تحقیقی معلوم نہین ہو سکا مگر غالباً ربع اول مائۃ ثالث عشر کی پیدائش ہے، آپ نے کلام پاک و فن تجوید اپنے والد ماجد سے حاصل فرمایا پھر سند سبعہ و شاطبی و مشکوٰۃ و علم فرائض و طریقہ محمدیہ مولوی امام الدین صاحب امروہوی سے حاصل کیا، صرف و نحو پہلے اپنے پدر بزرگوار سے پھر کچھ مولوی رشیدالدین خان صاحب مرحوم سے پڑھا، پھر تکمیل اس کی و نیز درس مختصر معانی و مطول و قطبی تا قاضی مبارک و زواید ثلثہ و صدرا و شمس بازغہ وغیرہ و سبعہ شداد و شرح چغمنی وغیرہ و مقامات ہندی و مقامات حریری و دواوین وغیرہ مولانا مملوک علی صاحب مرحوم سے ہوا اور شرح عقائد نسفی و خیالی وغیرہ مولوی سید محمد صاحب دہلوی سے پڑھا۔

☆ بعد تالیف رسالہ ہذا ۱۴/ اکتبر ۱۸۹۶ء کو آپ نے رحلت فرمائی، انا للّٰہ وانا الیہ راجعون، وحشی نگرامی۔

پانچ برس کی عمر سے کمال شباب تک دہلی مین رہنا ہوا اور حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب کی خدمت مین بمعیت والد خود حاضر ہوا کرتے تھے اور مجلس وعظ مین شریک ہوتے تھے، باقیماندہ علوم دینیہ حضرت مولانا محمد اسحٰق صاحب مرحوم مہاجر سے حاصل کر کے بیعت وخلافت جملہ سلاسل انہین سے نصیب ہوئے۔

بعد فراغ از تحصیل علوم چند سال مولانا محمد اسحٰق صاحب نے آپ کو فتویٰ نویسی پر مامور کیا اور حضرات ذیل سے بھی آپ کو مختلف فنون کی اجازت ہے، سید عبدالرحمٰن جمل اللیل مدنی، شیخ عبدالمحسن نبیرۂ شیخ سعید سنبل مکی، مرزا حسن علی محدث دہلوی وغیرہم۔

آپ کی ذات ستودہ صفات قابل افتخار ہے، اکثر علمائے ہند کو آپ سے فیض و اجازت ہے چند علماء زلہ ربائے فیوض عالی کا نام بتاتا ہون:

مولوی محمد شاہ صاحب مرحوم دہلوی مولوی غلام محمد صاحب فاضل ہوشیار پوری، مولوی مشتاق احمد صاحب لدھیانوی مولوی رحمان علی صاحب احمد آبادی، مولوی سید ظہور الاسلام صاحب فتح پوری، مولوی قادر بخش صاحب سہرامی، مولوی راغب اللہ صاحب پانی پتی، مولوی محمد ابراہیم صاحب کرنالی، مولوی ابو القاسم صاحب ہسوی، مولوی سید عبدالحی صاحب رائے بریلوی، مولف کو بھی آپ سے سند واجازت حاصل ہوئی ہے، تحفہ نذریہ وکشف الحجاب ورسائل قرأت آپ کے تصانیف سے ہین، افسوس کہ بعد اس ترجمہ لکھنے کے آپ نے ۵ ربیع الآخر یوم دوشنبہ ۱۳۱۴ھ مین انتقال فرمایا، شیخ ابرار تاریخ وفات ہے۔

۱۵۷۔ مولوی عبدالرحمٰن صاحب

بن حافظ حاجی عبدالرحیم صاحب، ولادت آپ کی بمقام مبارک پور، ضلع اعظم گڑھ ۱۲۸۳ھ بارہ سو تراسی ہجری مین ہوئی، ابتدائی کتب عربیہ اپنے والد ماجد سے پھر نور الانوار تک دیگر اساتذہ سے اور بقیہ کتب درسیہ مولوی حافظ عبداللہ صاحب غازی پوری سے پڑھ کر فراغت ہوئی، صحاح وشرح نخبہ وتفسیر جلالین و

بیضاوی وغیرہ مولانا سید نذیر حسین صاحب دہلوی سے پڑھ کر سند حاصل کی، اطراف صحاح مولانا شیخ حسین عرب سے پڑھ کر اجازت عامہ ملی، حدیث مسلسل بالاولیہ واوائل بلوغ المرام واربعین سنداً ومتناً مولوی شیخ محمد صاحب مچھلی شہری سے پڑھ کر سند حاصل کی، آپ کی تصانیف مین سے رسالہ ترجمان ہے، بالفعل مدرسہ احمدیہ مین مدرس دوم ہین، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ.

۱۵۹۔ مولوی حافظ عبدالرحمٰن صاحب

ابن شیخ فتح الدین صاحب، آپ برادر خرد مولوی فقیر اللہ صاحب مدرس نصرۃ الاسلام معسکر بنگلور کے ہین، مولوی حافظ عبدالمنان صاحب وزیر آبادی مولانا سید نذیر حسین صاحب دہلوی ومولوی عبداللہ صاحب معروف بہ غلام نبی چکڑالہ والے، مولوی نظام الدین صاحب بھگواڑہ والے، مولوی محمد اسحٰق صاحب رام پوری سے جملہ کتب عقلیہ ونقلیہ وحدیث وغیرہا حاصل کر کے فارغ ہوئے، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ.

۱۵۹۔ مولوی عبدالرحیم صاحب

آپ کا وطن رائے پور، ضلع سہارنپور ہے، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ.

۱۶۰۔ مولوی قاضی عبدالرحیم صاحب کرنولی

ابن قاضی عبدالقادر صاحب عرف قادر میان، آپ بمقام کرنول ضلع مدراس تقریباً ۱۲۷۳ بارہ سوتہتر ہجری مین پیدا ہوئے، مولوی عبدالکریم صاحب کرنولی و مولوی قادر بادشاہ صاحب مدراسی و مولوی بدیع الزمان صاحب لکھنوی ثم الحیدرآبادی ومولوی مودودی صاحب مرحوم مدراسی نزیل حیدرآباد ومولوی سید عباس صاحب ولایتی سے مختلف فنون کی کتابین پڑھین، مذہب آپ کا شافعی ہے، مگر اہل حدیث سے زیادہ الفت ہے، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ.

۱۶۱۔ مولوی حافظ عبدالرحیم صاحب مبارکپوری

آپ قصبہ مبارکپور، ضلع اعظم گڑھ مین رہتے ہین، خدا نفع رسانی خلائق مین کامیاب کرے، آمین۔

۱۶۲۔ مولوی حکیم عبدالرزاق صاحب جونا گڑھی

حق تعالیٰ نے آپ کو علم طب جو نفع رسانی خلق کا بڑا ذریعہ ہے، مرحمت فرمایا ہے، اور جونا گڑھ کی اسلامی ریاست آپ کا وطن ہے، خدا کرے آپ ہمدردی قوم مین کامیاب ہون، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ.

۱۶۳۔ مولوی عبدالرزاق صاحب سکندرآبادی

ضلع بلندشہر کا مشہور قصبہ سکندرآباد آپ کے وطن ہونے کا فخر رکھتا ہی، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ.

۱۶۴۔ مولوی حکیم عبدالرشید صاحب سہوانی

آپ ۱۲۷۶ بارہ سو چھتر ہجری مین پیدا ہوئے، مولوی محمد بشیر صاحب سہوانی سے اکتساب علوم کرکے مطب مین مشغول ہین، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ.

۱۶۵۔ مولوی عبدالسبحان صاحب عظیم آبادی

آپ کا وطن عظیم آباد (پٹنہ) واقع صوبہ بہار ہے، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ.

۱۶۶۔ مولوی قاری حافظ عبدالسلام صاحب☆ پانی پتی

ابن حضرت مولانا قاری عبدالرحمٰن صاحب، آپ بھی قاری اور اپنے والد ماجد کے قدم بقدم ہین، پانی پت ضلع کرنال مین قیام ہے، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ.

۱۶۷۔ مولوی حافظ عبدالسلام صاحب

آپ کو تدریس کا بہت شوق ہے، پہلے انجمن ہائی سکول جبل پور کے ہیڈ ماسٹر

☆ بعد وصال والد ماجد خود صاحب سجادہ آپ ہی ہیں، وحشی نگرامی۔

تھے اوراب مدرسہ انجمن اسلامیہ امرتسر کے ہیڈ ماسٹر ہین اسی سبب سے قیام امرتسر مین ہے، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ.

۱۶۸۔ مولوی سید عبدالسلام صاحب دہلوی

آپ مشہور شہر دہلی کے رہنے والے ہین، افسوس ہے کہ ترجمہ آپ کا نہ ملا۔

۱۶۹۔ مولوی عبدالسمیع صاحب بیدل

فی الحال آپ کا قیام کیمپ میرٹھ بازار لال کرتی مین ہے، شیخ الٰہی بخش صاحب کے مدرسہ مین آپ درس دیتے ہین، بیدل مخلص کرتے ہین انور ساطعہ وغیرہ آپ کے تصانیف سے ہے۔

۱۷۰۔ مولوی نواب عبدالشکور خان صاحب بھیکم پوری

آپ بھیکم پور، ضلع علی گڑھ کے نامی گرامی رئیس ہونے کے علاوہ دولت علم سے بھی سرفراز ہین، رفاہ قوم کا بڑا خیال ہے، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ.

۱۷۱۔ مولوی حافظ عبدالصمد صاحب سہسوانی

آپ مشہور قصبہ سہسوان ضلع بدایون کے رہنے والے ہین، بالفعل آپ کے قیام کا فخر پھپوند ضلع اٹاوہ کو حاصل ہے، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ.

۱۷۲۔ مولوی عبدالصمد صاحب شمس الضحیٰ

آپ آرہ، ضلع شاہ آباد، صوبہ بہار کے رئیس ہین اور سرکار انگلشیہ کی طرف سے خدمت آنریری مجسٹریٹ آرہ تفویض ہے، خدا نفع رسانی خلق مین کامیاب فرمائے، آمین۔

۱۷۳۔ مولوی عبدالصمد صاحب داناپوری

آپ شہر داناپور، ضلع پٹنہ کے رہنے والے، نہایت ذہین وطباع ہین، زمرۂ اہل حدیث مین داخل ہین، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ.

۱۷۴۔ مولوی عبدالعزیز صاحب

ابن مولوی غلام محی الدین صاحب مرحوم بگوی، بالفعل آپ جامع مسجد بھیرا ضلع لاہور ملک پنجاب کے امام ہین اور خلق کو ہدایت فرماتے ہین، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ.

۱۷۵۔ مولوی عبدالعزیز صاحب لکھنوی

آپ شہر لکھنؤ کے رہنے والے ہین، تدریس کا مشغلہ پسند ہے، فی الحال مدرسہ چشمہ رحمت غازی پور کے مدرس ہین، اس وجہ سے غازی پور مین قیام ہے، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ.

۱۷۶۔ مولوی عبدالعزیز صاحب

فی الحال آپ مدرسہ دانا پور مین مدرس ہین، تدریس کا مشغلہ ہے، خدا طلاب کو آپ سے فیض یاب رکھے، آمین۔

۱۷۷۔ مولوی عبدالعزیز صاحب لدھیانوی

ابن مولوی عبدالقادر صاحب مرحوم، مولد و مسکن آپ کا ضلع لدھیانہ ہے، اپنے والد ماجد صاحب سے کتب رسمیہ تحصیل کیے، طبیعت تصوف کی طرف مائل ہے، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ.

۱۷۸۔ مولوی عبدالعزیز صاحب

آپ کا وطن بھیرا ضلع اعظم گڑھ ہے، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ.

۱۷۹۔ مولوی حکیم عبدالعزیز صاحب

علاوہ علم طب کے آپ کو حق تعالیٰ نے ریاست جام راجنگر، ملک میسور کا مفتی ہونے کا خلعت مرحمت فرمایا ہے اور یہ دونون ذریعہ نفع رسانی فسق کے آپ کے ہاتھ مین دیئے ہین، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ.

۱۸۰۔ مولوی حافظ عبدالعزیز صاحب لکھنوی

ابن غلام احمد مرحوم، ولادت آپ کی بمقام فرخ آباد ۱۲۴۰ بارہ سو چالیس ہجری مین ہوئی، صرف ونحو ومشکوٰۃ شریف کا ایک حصہ مولوی ہدایت اللہ صاحب صفی پوری سے اور مولانا عبدالحق صاحب مرحوم نیوتنوی سے، بلوغ المرام اور مولانا حسین احمد صاحب مرحوم محدث ملیح آبادی سے، قدرے صحیح بخاری اور مولوی سراج الدین صاحب سے نصف سنن ابی داوٗد پڑھا، علم منطق مین صرف قال اقوال تک پڑھا تھا کہ یکایک اس علم سے تنفر ہوگیا اور تفسیر وحدیث وفقہ کی طرف رجحان ہوا، آپ کو مولانا عبدالحق صاحب نیوتنوی اور سید احمد بن سید زینی دحلان سے اجازت کتب حدیث کی ہے، تصانیف آپ کے قریب پچاس رسالون کے ہین، عرصہ سے آپ کا قیام لکھنؤ مین ہے، اورتیس برس سے سرکار نظام حیدرآباد کے یہان سے تنخواہ مقرر ہے، اسی سے بسر اوقات ہوتی ہے۔

۱۸۱۔ مولوی حکیم عبدالعزیز صاحب دریابادی

ابن مولانا حکیم نور کریم صاحب مرحوم، آپ بمقام لکھنؤ ماہ ذی الحجہ ۱۲۶۱ بارہ سو اکسٹھ ہجری مین پیدا ہوئے، آپ نے مولانا محمد نعیم صاحب لکھنوی اور اپنے والد ماجد سے اور مولانا عبدالحکیم صاحب مرحوم لکھنوی ومولوی فضل اللہ مرحوم لکھنوی ومفتی سعداللہ صاحب مرحوم ومولوی مظہر علی صاحب مرحوم رامپوری وحکیم حاجی محمد ابراہیم صاحب مرحوم لکھنوی وحکیم حاجی محمد یعقوب صاحب مرحوم لکھنوی وحکیم مرزا مظفر حسین خان صاحب لکھنوی سے جملہ علوم معقول ومنقول وطب وغیرہ حاصل فرمائے آپ کے تلامذہ بکثرت ہین، منجملہ ان کے مولوی حکیم امجد علی صاحب امیٹھوی ومولوی محمد عثمان صاحب چتاروی ومولوی عبدالمجید صاحب فرنگی محلی ومولوی عبدالغفار صاحب ساکن موٗضلع اعظم گڑھ ومولوی جسیم الدین صاحب مونگیری و مولوی عبدالمجید صاحب سوئی ہین، فی الحال آپ مدرس اعلیٰ عربی کیننگ کالج لکھنؤ

کے ہین، وطن خاص آپ کا مقام دریاباد ضلع بارہ بنکی مین ہے، نباضی و معالجات مین سرگروہ اطبائے وقت ہین، سلمہ ☆ اللّٰہ تعالیٰ.

۱۸۲۔مولوی عبدالعلی صاحب آسی مدراسی ثم اللکنوی

بن مولوی محمد مصطفیٰ صاحب، مسقط الراس آپ کا شہر چتور تحت ممالک مدراس ہے مگر کمابیش پچیس برس کا زمانہ منقضی ہوا کہ بعد غدر کے آپ لکھنؤ آئے اور یہین متاہل ہوئے اور اکثر کتب درسیہ مولوی الٰہی بخش صاحب فیض آبادی محشی حمہ اللہ سے اور بعض مولوی ابوالحسنات محمد عبدالحی صاحب لکھنوی سے پڑھین اور اکثر شغل آپ کا کتب مطبع نظامی و مصطفائی کی تصحیح و تحشیہ و تقریظ تاریخ گوئی سے متعلق رہا اور اس وقت بھی آپ ہی اپنے مطبع اصح المطابع واقع محمود نگر، لکھنؤ کے کتب مطبوعہ کی تصحیح و تحشیہ کا اہتمام بلیغ فرماتے ہین، عربی، فارسی اردو کی نظم و نثر لکھنے مین آپ کو ید طولیٰ حاصل ہے، پہلے تخلص آپ کا فروغ تھا، اب آسی ہے آپ کی بلاغت و فصاحت کی خداداد استعداد پر آپ کے حواشی و تقاریظ و تواریخ جو کتب مطبوعہ مین مندرج ہین خود گواہی دیتے ہین، اظہار کی کچھ حاجت نہین کہ من قبیل ایضاح، واضحات و اعلام معلومات ہے، رسالہ فضائل و آداب درود و سلام اور التبصرۃ النظامیہ فی الروس الثمانیہ اور تکملہ واجب الحفظ اور حل تصاریف مشکلہ اور میزان اللسان اور تنبیہ الوہابین اور دبوس بجواب فؤس اور الباقیات الصالحات فی مرثیہ ابی الحسنات اور تبصرۃ الحکمۃ فی حفظ الصحت اور مثنوی نشترغم وغیرہ آپ کے تصانیف سے ہین، نہایت متواضع اور منکسر المزاج اور خیر خواہ قوم ہین، آج کل عربی زبان حاصل کرنے کی تعلیم مین ابتدائی کتابون کا کورس بطرز جدید و مفید تیار کر رہے ہیں اور اسی طرح فارسی زبان کے حسن تعلیم کا بھی خیال ہے کہ تھوڑی مشقت مین ہر زبان کی ضروری نوشت خواند پر قدرت حاصل ہو جائے اور اس میں زیادہ حصہ عمر عزیز کا صرف نہ ہونے پائے، حق تعالیٰ اس مقصد مین ان کو کامیاب کرے، آمین۔

☆ آپ نے روز جمعہ ۲۱ جمادی الاخری ۱۳۱۴ ہجری کو اس دار دنیا سے رحلت فرمائی، وحشی نگرامی۔

۱۸۳۔ مولوی عبدالعلی صاحب اسلام آبادی

ابن منت علی ۱۲۶۲ بارہ سو باسٹھ ہجری مین پیدا ہوئے، کتب درسیہ مدرسہ سرکار انگریزی کلکتہ مین آپ نے تحصیل فرمائے، اب مدرسہ ہگلی مین مدرس ہین، صحیفۃ الاعمال و مرآۃ الاحوال آپ کی تصانیف سے ہین، اسلام آباد نام چاٹگام کا ہے کہ ملک بنگال مین ہے۔

۱۸۴۔ مولوی عبدالعلی صاحب مرادآبادی

آپ کا وطن مرادآبادی روہیل کھنڈ ہے، ترجمہ آپ کا دستیاب نہین ہوا۔

۱۸۵۔ مولوی عبدالعلی صاحب عبداللہ پوری

ضلع میرٹھ آپ مولانا محمد قاسم صاحب مرحوم کے شاگرد ہین اور جملہ علوم مین آپ کو مہارت ہے، خصوصاً علم ادب مین نہایت دستگاہ کامل ہے، مدت تک مدرسہ عربیہ کے مدرس اول قائم مقام مولانا محمد مظہر صاحب رہے، اب مرادآباد کے مدرسہ مین اول مدرس ہین، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ.

۱۸۶۔ مولوی عبدالعلیم صاحب

چونکہ مدرسہ چشمہ رحمت غازی پور کے آپ مدرس ہیں، اس وجہ سے وہیں قیام ہے، تدریس کا شغل تو لازمی طور پر ہے، اکثر طلبہ آپ سے مستفید و کامیاب ہوئے اور ہوتے ہیں، سلیمہ اللّٰہ تعالیٰ.

۱۸۷۔ مولوی عبدالغفار صاحب مدرس نوانگر

کوٹھی حاجی ہدایت اللہ صاحب مرحوم، ضلع بلیا، آپ کے والد ماجد کا نام شیخ عبداللہ صاحب ہے، ولادت آپ کی بمقام قصبہ مؤ ضلع اعظم گڑھ ۱۲۸۳ بارہ سو تراسی ہجری مین ہوئی، تاریخی نام ظہور المنان ہے، کتب ابتدائیہ متفرق مقامات مین پڑھ کر مولوی فیض اللہ صاحب مرحوم ساکن مؤ و مولوی امام الدین صاحب پنجابی

وارد حال مؤ و مولوی حکیم عبداللہ صاحب ساکن مؤ و ملا عارف صاحب ولایتی سابق مدرس مدرسہ وکٹوریہ، شہر غازی پور و مولوی عبدالاحد صاحب مرحوم الہ آبادی مدرس گورنمنٹ سکول مرزا پور سے جملہ کتب درسیہ تمام کر کے مولوی حکیم عبدالعزیز صاحب دریا بادی پروفیسر کیننگ کالج لکھنؤ و حکیم باقر حسین لکھنوی سے علم طب و مطب حاصل کیا اور نواب محمد مہدی صاحب لکھنوی سے علم ادب پڑھا، پھر گنگوہ جا کر مولانا رشید احمد صاحب مدظلہ سے صحاح پڑھ کر اجازت حاصل فرمائی، چند روز وطن مین پھر ملک بنگالہ مین بمقام سراج گنج ضلع پبنا طلبا کو درس دیتے رہے فی الحال نوانگر ضلع بلیا مین درس و مطب کا شغل رکھتے ہین، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ.

۱۸۸۔ مولوی حاجی حافظ عبدالغفار صاحب

مفتی عدالت گوالیار، ابن مولوی حافظ احمد حسن صاحب خیرآبادی نواسہ مولانا بہادر علی صاحب مرحوم محدث دہلوی تلمیذ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی، آپ اپنے نانا سے تحصیل علوم فرما کر حج کو تشریف لے گئے، اب فی الحال آپ لشکر گوالیار مین وعظ و افتا کا شغل رکھتے ہین، آپ کے تصانیف یہ ہین۔

تبصرۂ حق نما، فضائل القرآن، باقیات صالحات، مرج البحرین فی فضائل الحرمین، نور العینین فی تقبیل الابہامین، کنز الفرائض محمدی، مولف نے رسالہ تبصرۂ حق نما و کنز الفرائض محمدی دیکھا ہے، تبصرۂ حق نما مین آبا و اجداد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نجات کا ثبوت دیا ہے، اور نہایت عبارت سلیس و مضمون نفیس لکھا ہے، کنز الفرائض، فرائض شریفی کا ترجمہ اردو مین ہے، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ.

۱۸۹۔ مولوی عبدالغفور صاحب داناپوری

آپ کا وطن داناپور ہے، افسوس ہے کہ آپ کے حالات پر اطلاع نہ ہوسکی، آپ کا رسالہ تبیان حسن الملیح فی وجه المحمد بن المسیح بہت عمدہ ہے۔

۱۹۰۔ مولوی عبدالغفور صاحب اعظم گڑھی

مدرس اول مدرسہ چشتیہ اجمیر شریف، آپ کی کنیت ابوالذکا، والد کا نام سخاوت علی فاروقی ہے، مسکن آپ کا جراج پور ضلع اعظم گڑھ ہے، جملہ علوم عقلیہ ونقلیہ کی تکمیل مولوی حفیظ اللہ صاحب اعظم گڑھی مدرس مدرسۂ عالیہ عربی رامپور سے کی اور سند کامل حاصل فرمائی، بعدہ شوقیہ طور سے کالج لاہور مین امتحان دے کر مولوی فاضل کی سند حاصل کی، نہایت ذہین ہین، قاضی مبارک وحمد اللہ کا حاشیہ نصف کے قریب نئے ڈھنگ سے تالیف کر چکے ہین، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ.

۱۹۱۔ مولوی قاضی عبدالغفور صاحب بلندوی

ابن قاضی عبدالرزاق صاحب، سلسلہ نسب آپ کا صدیق اکبر تک پہونچتا ہے، ولادت آپ کی بمقام قصبہ بلندہ، ضلع فتح پور ۱۲۸۰ھ مین ہوئی، کتب ابتدائیہ مختلف اساتذہ سے تحصیل فرمائے اور چند سبق حضرت شیخنا مولانا شیخ شاہ عبدالسلام صاحب ہسوی سے پڑھے، بعدہ جملہ کتب درسیہ مولوی شاہ سکندر علی خان صاحب واصل خالص پوری سے تحصیل فرما کر فراغت حاصل کی آپ کو بیعت مولانا شاہ عبدالسلام صاحب ہسوی سے ہے اور تلقین ذکر وشغل مولوی سکندر علی سے ہے آپ کے تصانیف مین سے رسالہ آب حیات ومفید الطلبا ہین کبھی کبھی شعر گوئی کا بھی خیال فرماتے ہین اور تخلص آپ کا نہال ہے، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ.

۱۹۲۔ مولوی حکیم عبدالغفور صاحب رمضان پوری

ولادت آپ کی آخر ذی الحجہ ۱۲۷۰ بارہ سو ستر ہجری مین بمقام رمضان پور، پرگنہ بہار ضلع مونگیر ہوئی، صرف ونحو مولوی خادم علی مرحوم ساکن جیر ڈومرانون سے پڑھی اکثر کتابون کی تحصیل مولوی محمد اسمٰعیل صاحب رمضان پوری ومولانا حکیم محمد احسن گیلانی سے ہوئی، سند صحاح ستہ مولانا احمد علی صاحب محدث سہارنپوری سے ملی اور حضرت مولانا عبدالحی لکھنوی مرحوم سے آخری کتابون کی تکمیل ہوئی، تصانیف

آپ کے یہ ہین، الاسعاف بتحشیته الانصاف، شفاء المتملل و تسهیل المتامل، شرح تهذیب، زبدة المقاصد، رساله قصر نماز، مفید الاحناف، مرغوب القلوب، رساله در بحث سلام، رساله در سجود سهو خلاصة المفردات.

۱۹۳۔ مولوی عبدالغنی صاحب قائم گنجی

بالفعل آپ مدرسہ بھیکم پور، ضلع علی گڑھ مین مدرس ہین اور تدریس کا شغل ہے، سلمہ اللہ تعالیٰ.

۱۹۴۔ مولوی عبدالغنی صاحب عظیم آبادی

آپ کا ترجمہ نہین ملا۔

۱۹۵۔ مولوی عبدالغنی صاحب:

آپ شہر جھانسی، واقع بندیل کھنڈ مین وعظ کا شغل رکھتے ہین، سلمہ اللہ تعالیٰ.

۱۹۶۔ مولوی سید عبدالفتاح صاحب گلشن آبادی

ابن سید عبداللہ حسین نقوی، آپ کا لقب سید اشرف علی ہے، ولادت آپ کی ۱۲۳۴ بارہ سو چونتیس ہجری مین ہوئی، مولانا سید میان سورتی و مولوی شاہ عالم ساکن بروده و مولوی بشارت اللہ کابلی و ملا عبدالقیوم کابلی و مفتی عبدالقادر تھانوی و مولوی خلیل الرحمٰن رام پوری و مولوی فضل رسول بدایونی، و مولوی محمد اکبر کشمیری و معلم ابراہیم باعلظہ سے علوم متعارفہ حاصل کر کے ۱۲۶۴ بارہ سو چونسٹھ ہجری مین سند افتا لی اور ۱۲۷۱ھ مین مفتی عدالت خاندیس مقرر ہوئے اور ۱۲۸۴ بارہ سو چوراسی ہجری مین مدرسہ الفنسٹن واقع بندر بمبئی کے مدرس عربی و فارسی ہوئے اور سرکار خاندیس سے آپ کو خطاب خان بہار ملا ہے، اب وطن مالوف گلشن آباد عرف ناسک مین طلباء کو درس دیتے ہین اور تالیف کرنے کا شغل ہے، آپ کے تالیفات مین سے:

تحفہ محمدیہ فی رد فرقہ مرتدیہ، تائید الحق، جامع الفتاویٰ ۴ جلد، خزینۃ العلوم ۲ جلد، اشراف الانشاء، کلید دانش، صد حکایت، دیوان اشرف الاشعار وغیرہ ہے، آپ کے تلامذہ مین سے مولوی سید نظام الدین، شیخ قطب الدین، قاضی سید بچو میان، مولوی سید امام الدین احمد صاحب ہین، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ.

۱۹۷۔ مولوی عبدالقادر صاحب

آپ شہر بھڑوچ مین وعظ و پند مین مصروف ہین اور اس کے ذریعہ سے خدمت اسلام کرتے ہیں، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ.

۱۹۸۔ مولوی عبدالقادر صاحب

آپ پالن پور مین وعظ کا شغل رکھتے ہین اور اپنی پر اثر وعظ و نصائح سے قوم و مذہب کی خدمت کرتے ہین، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ.

۱۹۹۔ مولوی عبدالقادر صاحب بدایونی

ابن مولوی فضل رسول صاحب مرحوم، ولادت آپ کی سترہوین رجب ۱۲۵۳ بارہ سو ترپن ہجری مین ہوئی، تاریخی نام مظہر حق ہے، جملہ کتب درسیہ مولوی نور احمد صاحب بدایونی و مولانا فضل حق صاحب مرحوم خیر آبادی سے پڑھ کر فراغ حاصل کیا اور اپنے والد بزرگوار سے بیعت و خلافت حاصل کر کے حرمین شریفین گئے اور شیخ جمال عمر مکی سے حدیث پڑھی، اب آپ خاص بدایون مین رونق بخش ہین، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ.

۲۰۰۔ مولوی عبدالقادر صاحب

آپ کا وطن بیکن پلی ہے، مگر فی الحال حیدر آباد، دکن، محلہ مغل پورہ مین مقیم ہین، سلمہ اللہ تعالیٰ۔

۲۰۱۔ مولوی عبدالقادر صاحب سلہٹی

ابن مولوی ابی النصر محمد ادریس صدر الصدور، آپ کی کنیت ابو محمد ہے، مولوی محمد رمضان صاحب سے جملہ علوم رسمیہ پڑھ کر فراغ حاصل کیا، رسالہ رد معقول، الفوائد القادریہ شرح العقائد النسفیہ، الجوامع القادریہ، الدر الازہر شرح الفقتہ الاکبر آپ کی تالیفات سے ہین، وطن مالوف ملک بنگال، شہر سلہٹ ہے، تدریس و تالیف سے شغل رکھتے ہین، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ.

۲۰۲۔ مولوی حافظ عبدالقادر صاحب

بن شیخ عبداللہ، ساکن قصبہ مؤ ناٹ، بھنجن، ضلع اعظم گڑھ، تقریباً ۱۲۷۹ بارہ سو اناسی ہجری مین پیدا ہوئے، مختصرات صرف ونحو ومنطق وطن مین مولوی حسام الدین صاحب و مولوی محمد علی صاحب ابوالمکارم سے پڑھے، بعدہ تکمیل علوم متعارفہ مولوی حاجی محمد فیض اللہ صاحب مؤی سے کر کے ۱۳۰۳ھ مین سند تکمیل حاصل کی اور کتب حدیث مولانا سید نذیر حسین صاحب محدث دہلوی و مولوی محمد طاہر صاحب سلہٹی و ملا عبدالحکیم صاحب پنجابی سے پڑھ کر سند حاصل کی، بعدہ رائے بریلی مین مولوی سید ضیاء النبی صاحب کے حضور مین حاضر ہو کر خلافت نامہ و اجازت اوراد و وظائف حاصل کی چار برس مدرسہ اسلامیہ قصبہ مئو اور تین برس مدرسۃ المسلمین شہر کامٹی چھاؤنی ناگپور مین مدرس رہے، اب دو سال سے مدرسہ احمدیہ آرہ مین مدرس ہین، آپ کی تالیفات مین سے، حل المغلقات فی بیان الطلقات، تفریح الجنان باحکام قیام رمضان، عمدۃ الکلام فی الرد علی درۃ النظام، الروضۃ الناضرہ من علم المناظرہ، تاریخ عمر بن عبدالعزیز ہے، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ.

۲۰۳۔ مولوی حاجی عبدالقدوس صاحب

فی الحال آپ ٹکھر تعلقہ ٹنڈہ محمد خان، ضلع حیدر آباد، سندھ مین متوطن ہین، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ.

۲۰۴۔ مولوی عبدالقدوس صاحب

ابن شیخ حسام الدین صاحب مرحوم، ساکن مؤائمہ ضلع الہ آباد، ولادت آپ کی ۱۲۶۸ بارہ سواڑسٹھ ہجری مین ہوئی، مدت بارہ سال مین مولانا محمد لطف اللہ صاحب مدظلہ علی گڑھی و مفتی صدر الدین صاحب مرحوم دہلوی و مولانا عنایت احمد صاحب مرحوم و مولانا سید محمد نذیر حسین صاحب دہلوی سے کتب رسمیہ پڑھین، ترجمہ قاموس بزبان اردو و کشف الرموز و انتخاب مسدس حالی وغیرہ آپ کی تصنیف ہین، بالفعل بصیغہ سررشتہ تعلیم ملازم گورنمنٹ انگلشیہ ہین، سلمہ اللہ تعالیٰ۔

۲۰۵۔ مولوی عبدالقدیر صاحب دیوبندی

ساکن دیوبند، ضلع سہارنپور ۱۲۸۷ھ مین مدرسہ عربیہ دیوبند مین داخل ہوئے اور کتب درسیہ کی تکمیل کر کے ۱۲۹۴ھ مین سند حاصل کی اور کتب حدیث جناب مولوی احمد علی صاحب محدث سہارنپوری سے پڑھ کر اجازت حاصل کی، فی الحال مقام لکھنؤ مطبع منشی نولکشور مین افسر مصحح ہین۔

۲۰۶۔ ملا عبدالقیوم صاحب

آپ کو علاوہ دولت علم کے جاہ و ثروت ظاہری سے بھی اللہ پاک نے ممتاز فرمایا ہے، فلاح قوم و خدمت اسلام کا بڑا خیال ہے، فی الحال آپ ڈپٹی کمشنر انعام حیدرآباد، دکن ہین اور سرکار نظام سے توسل ہے، سلمہ اللہ تعالیٰ۔

۲۰۷۔ مولوی حافظ حاجی عبدالکافی صاحب

آپ الہ آباد، محلہ بخشی بازار مین رہتے ہیں، سلمہ اللہ تعالیٰ۔

۲۰۸۔ مولوی حافظ عبدالکریم صاحب بنگلوری

ابن فخر الدین صاحب، آپ عالم باعمل، صوفی منش، آمر بالمعروف ناہی عن المنکر ہین، علوم مروجہ حاصل فرما کر مدت چار ماہ مین قرآن مجید حفظ کر لیا، خوش

آوازی مین ضرب المثل ہین، عبارت عربیہ کے لکھنے مین ملکہ تامہ حاصل ہے، تالیفات آپ کے بہت ہین، فی الحال کوچین علاقہ ملیبار مین مقیم ہین۔

۲۰۹۔ مولوی عبدالکریم صاحب پنجابی

آپ ایک مدت سے حضرت مولانا فضل رحمٰن صاحب کی خدمت مین مرادآباد، ضلع اناؤ مین مقیم ہین اور علوم ظاہریہ و باطنیہ مین مولانا سے استفادہ ہے، بالکل فقیر مزاج ہین، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ.

۲۱۰۔ مولوی عبدالحلیم صاحب شرر لکھنوی

آپ لکھنؤ کے مشہور زباندان اور اُردو زبان مین ایک نئی روح پھونکنے والے ہین، مولانا عبدالحیٔ صاحب اور مولوی نذیر حسین صاحب دہلوی سے تلمذ اور ابونعیم کنیت ہے، علاوہ علوم عربیہ کے انگریزی و سنسکرت مین بھی عمدہ مہارت ہے، عرصہ تک ایک اخبار مہذب و پرچہ دلگداز آپ کے اہتمام سے شائع ہوتا رہا، تاریخ سندھ، اور بہت سے تاریخی و اخلاقی ناول آپ کی تالیفات سے ہین، تحقیقات مذہبی مین انصاف پسند اور زمرہ اہل حدیث مین داخل ہین، فی الحال حیدرآباد دکن سے آپ کو تعلق ہے اور دوسال سے لندن میں مقیم ہین، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ.

۲۱۱۔ مولوی حافظ عبداللہ☆ صاحب غازی پوری

ابن شیخ عبدالرحیم صاحب، ولادت آپ کی بمقام مؤ ضلع اعظم گڑھ تقریباً ۱۲۶۸ ہجری مین ہوئی، بعد حفظ قرآن مجید کتب مختصر اپنے والد ماجد اور مولوی عبدالقادر غازی پوری اور حکیم صفدر علی جائسی اور مولوی محمد فاروق چریاکوٹی اور مولوی رحمتہ اللہ لکھنوی نزیل غازی پور سے اور کتب مطولہ درسیہ مولانا مفتی محمد

☆ آپ کے شاگرد اکثر اضلاع شرقی مین ہین، خصوصا اضلاع اعظم گڑھ و غازی پور و آرہ وغیرہ کے اکثر طلبا آپ سے شرف تلمذ رکھتے ہیں، آپ ہی کے تلامذہ سے یہ نحیف بھی ہے، متع اللہ المسلمین بطول حیاتہ، سلیم اللہ اعظم گڑھی۔

یوسف لکھنوی اور مولانا نعمت اللہ صاحب لکھنوی قدست اسرارہم سے تحصیل فرما کر فراغ پایا اور کتب حدیث مولانا سید نذیر حسین صاحب دہلوی سے پڑھ کر اجازت علم حدیث وتفسیر وفقہ وغیرہ حاصل کی ۱۲۹۷ بارہ سوستانوے ہجری مین حج کوتشریف لے گئے اور سید معمر عباس بن عبدالرحمٰن بن محمد بن الحسین بن القاسم الیمنی الشہاری تلمیذ قاضی شوکانی سے ملاقات کر کے سند حاصل کی، پچیس برس سے مختلف علوم صرف ونحو ومعانی ومنطق وکلام وفلسفہ وریاضی وتاریخ وعروض وہیئت وہندسہ وحساب وادب وفقہ وحدیث وفرائض اصول فقہ واصول حدیث وتفسیر وطب کا مقام غازی پور روڈیانوان، ضلع عظیم آباد مین درس دیتے رہے اب مقام آرہ مین مدرس اول مدرسۂ احمدیہ ہین، دورسالہ صرف اور ایک رسالہ نحو اور ایک رسالہ منطق مین اور تسہیل الفرائض آپ کی تالیفات سے ہین، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ.

۲۱۲۔ مولوی مفتی عبداللہ صاحب ٹونکی

آپ کا وطن ٹونک ہے، مگر فی الحال بوجہ شغل تدریس قیام آپ کا لاہور مین ہے اور اورینٹل کالج، لاہور مین پروفیسر عربی ہین اور رسالہ الکلام الرشیق وحاشیہ حمد اللہ وغیرہ آپ کے تازہ افاضات سے ہین، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ.

۲۱۳۔ مولوی عبداللہ صاحب انصاری

ابن مولوی انصار علی صاحب صدیقی، آپ کا قیام علی گڑھ مین ہے، اور مدرسۃ العلوم، علی گڑھ کے دینیات کے منتظم ہین، خدا آپ کے انتظام کو مقبول ومنصور اور سعی کو مشکور فرماوے اور علی گڑھ کالج کے متعلق مذہبی بدنامیون کو رفع کرے، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ.

۲۱۴۔ مولوی عبداللہ صاحب

آپ مدرسہ محمدیہ کلکتہ مین خدمت مدرسی کی رکھتے ہین اور شغل تدریس کا ہے، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ.

۲۱۵۔ مولوی عبداللہ صاحب تلونڈی

آپ کا وطن ملک پنجاب، ضلع ہوشیار پور، مقام تلونڈہ ہے، سلمہ اللہ تعالیٰ.

۲۱۶۔ مولوی عبداللہ صاحب

آپ ٹپٹ تعلقہ سیون، ضلع کراچی، ملک سندھ کے رہنے والے ہین، ترجمہ آپ کا نہین ملا۔

۲۱۷۔ مولوی عبداللہ صاحب

ساکن کھڈہ، کراچی، بندر سندھ، آپ کا بھی ترجمہ حاصل کرنے مین کامیابی نہ ہوسکی۔

۲۱۸۔ مولوی عبداللہ صاحب کرنالی

ابن رحیم بخش ولادت آپ کی قصبہ جلال آباد، ضلع مظفرنگر مین تقریباً ۱۲۶۸ بارہ سواڑسٹھ ہجری مین ہوئی، کتب ابتدائیہ ہدایۃ النحو تک مولوی فتح محمد صاحب سلمہ تھانوی سے پڑھین اور انہین کی خدمت مین رہتے تھے ۱۲۸۳ بارہ سوتراسی ہجری مین مدرسہ دیوبند مین داخل ہوکر ملا مراد صاحب و مولوی محمد یعقوب صاحب مرحوم و مولوی سید احمد صاحب مرحوم سے اکثر کتب درسیہ تمام کیے، پھر دہلی مین جاکر مولوی ولی محمد صاحب فاضل جالندھری و مولوی محمد ابراہیم صاحب کرانوی سے زاہدین وغیرہ پڑھ کر مراد آباد مین مولوی قطب عالم صاحب سے صدرا و شمس بازغہ وغیرہ پڑھا اور صحاح ستہ مولانا احمد علی صاحب مرحوم محدث سہارنپوری سے پڑھی اور کتب طبیہ مع مطب مولوی حکیم حسام الدین صاحب عرف حکیم منجھلے صاحب دہلوی سے حاصل فرمائے، اب خود طبابت کرتے ہین اور مولوی شاہ عبدالرحیم صاحب سہارنپوری کے مرید ہین، قیام آپ کا ضلع کرنال مین ہے، سلمہ اللہ تعالیٰ.

۲۱۹۔ مولوی عبداللہ صاحب لدھیانوی

خطہ پنجاب کا مشہور شہر لدھیانہ آپ کا وطن ہے، سلمہ اللہ تعالیٰ.

۲۲۰۔ مولوی عبداللہ صاحب رامپوری

آپ ممالک مغربی وشمالی کی اسلامی ریاست رامپور افاغنہ (روہیل کھنڈ) کے رہنے والے ہین، سلمہ اللہ تعالیٰ.

۲۲۱۔ مولوی عبداللہ صاحب بلگرامی

اودھ کا نامی قصبہ بلگرام، ضلع ہردوئی، جو علم وفضل کے واسطے کسی زمانہ مین مشارٌ الیہ تھا، آپ کا وطن ہے، مگر فی الحال آپ کا قیام بھوپال مین ہے، سلمہ اللہ تعالیٰ.

۲۲۲۔ مولوی عبداللہ صاحب

وطن آپ کا چاند پارہ، ضلع اعظم گڑھ ہے، افسوس ہے کہ آپ کا حال نہ مل سکا۔

۲۲۳۔ مولوی عبداللہ خان صاحب

آپ قدیم رہنے والے گوالیار کے ہین، اب عرصہ سے دیوبند، ضلع سہارن پور مین وطن اختیار کیا ہے، میرٹھ کے مدرسہ اسلامیہ مین دوم مدرس ہین، سلمہ اللہ تعالیٰ.

۲۲۴۔ مولوی عبداللطیف صاحب

آپ سنبھل، مراد آباد کے رہنے والے ہیں، بالفعل مدرس مدرسہ اسلامیہ دلموٗ، ضلع رائے بریلی ہین اور تدریس کا شغل ہے، سلمہ اللہ تعالیٰ.

۲۲۵۔ مولوی حافظ عبداللطیف صاحب خلیفہ

آپ کا وطن بالا تو ضلع حیدر آباد، سندھ ہے، سلمہ اللہ تعالیٰ.

۲۲۶۔ مولوی عبدالماجد صاحب بھاگلپوری

آپ بھاگلپور کے مشہور ذی علم ہین اور مولانا محمد عبدالحی صاحب لکھنوی سے

تلمذ ہے، واعظ خوش بیان اور شغل تدریس مین مصروف ہین ۔

۲۲۷۔ مولوی عبدالمالک صاحب

ابن مولانا محمد عالم مرحوم، آپ کھوڑی من مضافات گجرات، پنجاب کے رہنے والے ہین، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ.

۲۲۸۔ مولوی حکیم عبدالمجید خان صاحب دہلوی

ابن حکیم محمود خان صاحب مرحوم، آپ شغل طبابت و تدریس کا رکھتے ہین، آپ نے بڑی عالی ہمتی سے ایک طبیہ مدرسہ دہلی مین قائم کیا ہے اور بڑی سرگرمی سے اس کی ترقی مین ساعی ہین، جس مین انگریزی تشریح کی بھی طلبا کو تعلیم دی جاتی ہے، دور دور تک آپ کا نام ہے، بڑے بڑے مجرب علاج آپ کے معلومات مین ہین، اکثر طلبا آپ کے یہاں سے فارغ التحصیل ہو چکے ہین، خدا آپ کی کوشش مین کامیابی فرمائے، آمین ثم آمین ۔

۲۲۹۔ مولوی حکیم عبدالمجید صاحب ابوالفرید وفا

ابن محمد قطب الدین صاحب، ولادت آپ کی بمقام قصبہ مونات بھنجن، ضلع اعظم گڑھ ۱۲۷۹ بارہ سوناسی ہجری مین ہوئی، نو سال مین مولوی عبداللہ صاحب ساکن موَ و مولوی امام الدین صاحب پنجابی و مولوی عبدالاحد صاحب مرحوم الہ آبادی و مولوی حکیم عبدالعزیز صاحب دریا آبادی و حکیم باقر حسین شیعی لکھنوی و مولوی محمد مہدی صاحب لکھنوی سے علوم مختلفہ مع طب وادب کے حاصل کیے، مزاج میں انصاف ہے، گورنمنٹ سکول مرزاپور مین مدرس ہین طبابت سے بھی وجہ معاش حاصل کر لیتے ہین، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ.

۲۳۰۔ مولوی عبدالمجید☆ صاحب

فی الحال آپ جامع مسجد قصبہ مؤ، ضلع اعظم گڑھ مین خدمت امامت کی رکھتے ہین اور نفع رسانی خلق مین مصروف ہین، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ۔

۲۳۱۔ مولوی حافظ عبدالمجید صاحب لکھنوی

ابن ابوالحیاء مولوی عبدالحلیم صاحب مرحوم، فرنگی محل، لکھنؤ آپ کا وطن ہے، ابو الغناء کنیت ہے، فی الحال کینگ کالج، قیصر باغ، لکھنؤ مین تدریس کی خدمت انجام دیتے ہین، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ۔

۲۳۲۔ مولوی حافظ عبدالمنان صاحب وزیرآبادی

ضلع گوجرانوالہ، ملک پنجاب، ولادت آپ کی تقریباً ۱۲۵۹ ہجری مین بمقام موضع قرولی، ملک پنجاب ہوئی، آپ کے والد ماجد کا نام شرف الدین ہے، ایام طفولیت ہی مین آپ کی بصارت آنکھون کی جاتی رہی، جب بن شعور کو پہونچے مولوی برہان الدین صاحب مرحوم ہتاری و مولوی قل احمد صاحب چکوی و مولانا محمد مظہر صاحب نانوتوی سے جملہ علوم عقلیہ ونقلیہ پڑھے اور ترجمہ قرآن مجید و ابن ماجہ مولوی عبدالجبار صاحب ناگ پوری سے اور ترمذی و ابوداؤد ونسائی و دارمی مولوی حکیم محمد احسن صاحب سے بھوپال مین پڑھی پھر مولانا سید محمد نذیر حسین صاحب دہلوی محدث سے صحاح و ہدایہ وتفسیر جلالین تحصیل فرما کر سند حاصل کی اور مولوی عبدالحق صاحب بنارسی تلمیذ امام شوکانی سے اجازت حاصل ہے۔

☆ یہ تاریخ ولادت حسب تحریر مولوی ابوالطیب شمس الحق ڈیانوی لکھی گئی اور مولوی فقیر اللہ مدرس مدرسہ نصرۃ الاسلام معسکر بنگلور نے حسب تحریک صاحب ترجمہ تاریخ ولادت بارہ سو سرسٹھ ۱۲۶۷ ہجری لکھی ہے اور یہی زیادہ صحیح معلوم ہوتی ہے اس لیے کہ مولوی فقیر اللہ صاحب کی تحریر صاحب ترجمہ کی تحریر کی نقل ہوگی، کما ھو یظھر من کتاب المولوی عبدالمنان الذی ارسلہ باسمی (مولف)

دو سال امرتسر مین مولانا عبداللہ صاحب غزنوی مرحوم کی خدمت مین رہ کر مستفیض ہوئے ۱۲۹۲ بارہ سو بانوے ہجری مین شہر وزیرآباد مین قدم رنجہ فرمایا اور تدریس وترویج سنت مین سرگرم ہین، اس وقت تک تینتیس مرتبہ کامل صحاح ستہ کا درس دے چکے ہین، شروح حدیث وکتب تفسیر وغیرہا طلبا آپ کے حضور مین پڑھتے ہین اور آپ اس کے مطالب ومضامین ذہن نشین کرتے جاتے ہین۔ آپ کی ذات آیۃ من آیات اللہ ہے، ضریرالبصر ہوکر اس قدر ملکہ علمیہ حاصل ہونا اور افاضہ خلائق قدرت عجیبہ کا نمونہ ہے، آپ کے تلامذہ کی کثرت اس درجہ ہے کہ مولوی ابوالطیب شمس الحق صاحب ڈیانوی فرماتے ہین: لا اعلم فی تلامذۃ السید نذیر حسین المحدث اکثر تلامذہ منہ قدملا الپنجاب من تلامذتہ کانہ ھو حافظ الصحاح فی ھذا العصر و ھو عابد زاھد منکسر النفس، بارک اللّٰہ فی عمرہ.

۲۳۳۔ مولوی عبدالمؤمن صاحب دیوبندی

آپ قصبہ دیوبند ضلع سہارنپور کے رہنے والے ہین، فی الحال مدرسہ قومی، میرٹھ کے اول مدرس ہین، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ.

۲۳۴۔ مولوی حاجی قاضی عبدالواحد صاحب

آپ کا وطن مٹاری، ضلع حیدرآباد سندھ مین ہے، فی الحال مفتی ملک لسہ بیلہ ہین، خدا قوم کی خدمت میں آپ کی مدد فرمائے، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ.

۲۳۵۔ مولوی حافظ حاجی شاہ عبدالوہاب صاحب لکھنوی

ابن مولوی شاہ محمد عبدالرزاق صاحب لکھنوی، ولادت آپ کی ۱۲۶۲ بارہ سو باسٹھ ہجری مین بمقام لکھنؤ ہوئی، جملہ علوم رسمیہ وفنون باطنیہ اپنے والد ماجد صاحب سے حاصل کیے اور اکیس سال کی عمر مین فراغ ہوا، آپ کو بیعت جناب مولانا عبدالوالی صاحب مرحوم فرنگی محلی سے ہے اور اجازت جملہ سلاسل قادریہ و چشتیہ صابریہ ونظامیہ وکتب درسیہ وحدیث کی آپ کے والد ماجد نے عطا فرمائی، پھر آپ

کواور آپ کے دونوں فرزندون مولوی عبدالرؤف و مولوی عبدالباری کو سید محمد علی ظاہر و سید محمد امین رضوان و محمد بن علی بن ملک باشلی الحریری المدنی نے سند عطا فرمائی ہے، اصل اسانید مہری و دستخطی حضرات مذکورین کے فقیر نے اپنی آنکھون سے دیکھے ہین، فی الحال آپ فرنگی محل لکھنؤ میں اپنے والد بزرگوار کی جانشینی کی عزت حاصل کرر ہے ہین ابقاء اللّٰہ تعالیٰ۔

۲۳۶۔ مولوی عبدالوہاب صاحب بہاری

بن شیخ احسان علی صاحب ساکن سرینده، متصل بہار، کنیت آپ کی ابوالخیر ہے، آپ کو تلمذ حضرت مولانا عبدالحی صاحب مرحوم لکھنوی سے ہے، آپ کو معقولات مین زیادہ تبحر ہے، مدت تک مدرسہ دارالعلوم کانپور مین مدرس رہے، مثنوی مولانا روم کا خوب بیان کرتے ہیں۔

۲۳۷۔ مولوی عبدالوہاب صاحب

آرہ ضلع شاہ آباد مین مدرس مدرسہ حنفیہ ہین۔

۲۳۸۔ مولوی عبیدالحق صاحب شاہجہان پوری

روہیل کھنڈ کا نامی گرامی شہر شاہجہان پور آپ کے وطن ہونے کا فخر رکھتا ہے، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ۔

۲۳۹۔ مولوی عبیداللہ صاحب

بالفعل آپ مدرسہ محمدیہ بمبئی کے اول مدرس ہین اور طلبا آپ سے مستفید ہوتے ہین، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ۔

۲۴۰۔ مولوی حاجی حافظ عزیز الرحمٰن صاحب صوفی

آج کل آپ مدرسہ دیوبند مین خدمت افتا کی رکھتے ہین، جلالین کا ترجمہ منجملہ آپ کے تصانیف کے ہے، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ۔

۲۴۱۔ مولوی حاجی عشاق علی صاحب بدایونی

ابن مولوی قاسم علی صاحب، ولادت آپ کی ۱۲۷۴ بارہ سو چوہتر ہجری مین ہوئی، شاگرد و مرید و خلیفہ اپنے بھائی مولوی عاشق علی صاحب سابق الذکر کے ہین، ریاست حیدر آباد، دکن مین ملازم ہین، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ.

۲۴۲۔ مولوی عصمت اللہ صاحب:

بن شیخ غلام حسین مرحوم، بمقام موضع بختاور گنج، ضلع اعظم گڑھ ۱۲۸۸ بارہ سو اٹھاسی ہجری مین پیدا ہوئے اور اپنے چچا مولوی محمد منیر صاحب و برادر عم زاد مولوی محمد ظہیر صاحب و مولوی ابوالحسن یار محمد صاحب گھوسوی و حافظ عبدالقادر صاحب مؤی و مولوی محمد اسحٰق صاحب بجنوری و مولوی یار علی صاحب علی گنجی و مولوی عبدالاحد صاحب مرحوم الہ آبادی مدرس گورنمنٹ اسکول مرزا پور و مولوی کریم الدین احمد صاحب مدرس اسکول مذکور و مولوی عبدالحی صاحب مدرس اول مدرسہ چشمہ رحمت غازی پور سے اکتساب بعض علوم کر کے مدرسہ فیض عام کانپور مین داخل ہو کر مولوی احمد حسن صاحب سے پڑھ کر ۱۳۱۲ تیرہ سو بارہ ہجری مین سند تکمیل حاصل کی اور مولانا فضل رحمٰن صاحب مراد آبادی کے حضور مین حاضر ہو کر سند حدیث مسلسل بالاولیۃ والمصافحہ کی حاصل کی اور تھوڑی صحیح بخاری پڑھی اور سنن نسائی سنی، مولانا صاحب نے آپ کو صحاح ستہ و حصن حصین و دلائل الخیرات کی اجازت عطا فرمائی، فی الحال آپ مدرسہ احمدیہ آرہ مین مدرس ہین، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ.

۲۴۳۔ مولوی حکیم عظمت حسین صاحب

آپ مدرسہ اسلامیہ مراد آباد، ضلع اُناؤ کے مہتمم اور مولانا شاہ فضل رحمٰن صاحب کے مرید ہین، بہت دنوں تک دیار عرب مین رہے اور قسطنطنیہ مین قیام کیا، حدیث و فقہ مین مہارت ہے اور آپ کی مستعدی سے یہ کام رفاہ قوم کا سرانجام پا رہا ہے، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ.

۲۴۴۔ مولوی علاءالدین صاحب

آپ کا وطن بھابھڑ، ضلع شاہ پور ہے، ترجمہ آپ کا نہ ملا۔

۲۴۵۔ مولوی حافظ حکیم قاضی شاہ علی احمد صاحب بدایونی

ولادت آپ کی ۱۲۷۱ ہجری مین ہوئی، ''نیر اعظم'' تاریخ ہے، بیس سال کی مدت مین مولوی نور احمد صاحب، مولوی سلطان حسین صاحب، مولانا شاہ آل رسول صاحب مولوی محمد عادل صاحب، مولانا شاہ عبدالرزاق صاحب، مولانا حاجی حکیم ممتاز الدین صاحب، مولوی حکیم حافظ مجاہد الدین صاحب سے علوم مروجہ کی تحصیل فرمائی، حضرت مولانا سید شاہ محمد دلدار علی صاحب کے مرید و خلیفہ مجاز ہین، سرکار انگلشیہ مین آپ کی عزت و وقعت بہت ہے، آپ کو ندوہ سے خاص دلچسپی ہے، فصاحت لسانی قابل مدح ہے، تصانیف آپ کے یہ ہین:

تفسیر ربع پارۂ اول، اصغر فی الحدیث، تواریخ بدایونی، تاریخ بدایونی، معارف الشہود، فی وحدۃ الوجود، شرح مائۃ عامل، حاشیہ میر زاہد، حاشیہ صدرا، قرابا دین مذاقی، رسالہ نبض، رسالہ اصول حدیث، رسالہ استغاثہ، ملفوظات مذاقیہ، دیوان عربی، تذکرہ عربی، منتخب قصائد، قصائد عربیہ، رباعیات، بیاض تثلیث القصیدۃ الغوثیہ، اربعین فی الحدیث القدسی، رسالہ صرف، رسالہ نحو، رسالہ منطق، رسالہ موسیقی، دیوان مذاقی عربی، دوام الطرب فی لوارات العرب، تاریخ ارشدی، مکتوبات، تاریخ المجید، رسالہ صنائع بدائع، رسالہ عروض وقافیہ، صلوٰۃ قادریہ، اشجار البرکات، تحقیق السماع، مجموعہ فتاویٰ، حاشیہ شرح وقایہ، تواریخ الندوہ، موجز التواریخ، مجموعہ تواریخ، عربی مثنوی فراقی، تاریخ الاولیاء، تاریخ علمائے بدایون، تاریخ شعرائے بدایون، تاریخ اطبائے بدایون، حالات اثمار قدیمہ، برہان القاضی، تحقیق القول، المجید فی جواز اللعن علی یزید، شرح مثنوی مولانائے روم، فیض عرفان، الہامات الارغام مثنوی عشق، اختصار، گلشن فیض حل

کافیہ، حل بعض اشعار مذاقیہ، شرح بعض اشعار مذاقیہ وغیرہ۔

آپ کے تلامذہ مین سے مولوی ظہیر احمد شاہ صاحب سہسوانی، ومولوی امتیاز علی شاہ صاحب بدایونی ومولوی فتح محمد صاحب سہسوانی ومولوی رفاقت اللہ صاحب بدایونی ومولوی انوار حسین صاحب بدایونی وغیرہم ہین، سلمہ اللہ تعالیٰ.

۲۴۶۔ مولوی حکیم علی احمد صاحب جائسی

آپ جائیس، ضلع رائے بریلی کے رہنے والے ہین، طب مین مہارت کامل ہے اور بڑے بڑے معرکون کے علاج کیے ہین، اکثر شغل مطب کا رہتا ہے، سلمہ اللہ تعالیٰ.

۲۴۷۔ مولوی حافظ شاہ علی انور صاحب کاکوروی

بن مولوی شاہ علی اکبر قلندر، قصبہ کاکوری، ضلع لکھنؤ کو جہان فراغت ظاہری کا اعزاز ہے، وہان آپ جیسے محقق وذی علم کے مسکن ہونے کا بھی فخر حاصل ہے۔

اکثر کتب مختلف علوم مین تصنیف وتالیف فرمائے ہین، جن سے لوگ مستفید ہوتے ہین، منجملہ ان کے معرکہ کربلا کے حالات مین نہایت تحقیق اور شرح وبسط کے ساتھ شہادت نامہ لکھا ہے اور وہ چھپ بھی چکا ہے اور سوائے شغل آبائی ارشاد وہدایت کے اکثر طلبا کو کتب درسیہ بھی پڑھاتے ہین، فی الحال اپنے والد کے انتقال کے بعد خلیفہ اور سجادہ نشین ہین، قیام گاہ آپ کا خاص کاکوری مین تکیہ کاظمیہ ہے، سلمہ اللہ تعالیٰ.

۲۴۸۔ مولوی شاہ علی حسن صاحب جائسی

آپ قصبہ جائس ضلع رائے بریلی مین رہتے ہین، فقر کی طرف رغبت ہے، اور پند ووعظ کا شغل ہے، سلمہ اللہ تعالیٰ.

۲۴۹۔ مولوی حکیم علی حیدر خان صاحب خالص پوری

خالص پور، تحصیل ملیح آباد، ضلع لکھنؤ آپ کا وطن اصلی ہے اکثر کتب درسیہ مولانا

محمد عبدالحی صاحب فرنگی محلی سے پڑھین اور طبابت کرتے ہین، تصوف کی طرف رغبت زائد ہے، ایک حالت کیف کی طاری رہتی ہے، فی الحال آپ عظیم آباد (پٹنہ) واقع بہار مین، مقیم ہین بظاہر فرقہ ملامتیہ مین آپ کوشمار کرنا چاہیے، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ.

۲۵۰۔ مولوی علی محمد صاحب مٹاروی

آپ متعلوی عرف مٹاری ضلع حیدرآباد، سندھ کے رہنے والے ہین، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ.

۲۵۱۔ مولوی قاضی حاجی علی محمد صاحب

بالفعل آپ ہالانوضلع حیدرآباد، سندھ میں مقیم و نفع رسانی خلق میں مشغول ہیں، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ.

۲۵۲۔ مولوی سید عنایت احمد صاحب بدایونی

نقوی، قبائی، آپ ۱۲۷۵ بارہ سو پچہتر ہجری مین پیدا ہوئے، دس سال مین مولانا مجیدالدین صاحب محدث سنبھلی سے پڑھ کر فراغ حاصل کیا، گوالیار مین ملازم ہین، ذکی وذہین وخلیق وشاعر ہین، میرزاہد وغیرہ پرآپ کے حواشی ہین، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ.

۲۵۳۔ مولوی حاجی عنایت اللہ صاحب

ابن محمود، ولادت آپ کی بمقام متعلوی عرف مٹاری، ضلع حیدرآباد، سندھ شب برأت ۱۲۷۶ بارہ سو چہتر ہجری مین ہوئی، اولاً قرآن مجید حافظ جعفر صاحب سے پڑھا، پھر اپنے ماموں قاضی محمد اسمٰعیل صاحب و قاصی عبدالحمید و قاضی حاجی لطف اللہ و مولوی محمد مقیم صاحب سے علم فارسی مین دستگاہ کامل حاصل کی اور کتب عربیہ مولوی حاجی عبدالولی المتوفی ۱۳۱۲ھ و شیخ پیر محمد و قاضی عبدالحمید موصوف و

مولوی قاضی حاجی عبدالواحد مفتی دیارلس بیلہ سلمہ اللّٰہ ومولوی حافظ لعل محمد صاحب سلمہ مدرس ٹنڈہ میر غلام علی و مولوی محمد حسن المتوفی ۱۳۰۹ مدرس مدرسہ اسلامیہ، حیدر آباد، سندھ ومولوی حاجی قاری احمد وسید عبداللہ مدرس مدرسہ ہندیہ ملکہ معظمہ المتوفی ۱۳۱۱ھ سے تمام وکمال تحصیل فرمائے اور دو مرتبہ حج کو تشریف لے جا چکے ہین اور مولانا شیخ محمد مراد قزانی حنفی مجددی مظہری مکی وشیخ الدلائل سید محمد امین رضوان وسید محمد بن سید طاہر الوتری سے اجازت علم حدیث و دلائل الخیرات وغیرہا کی حاصل فرمائی اور حضرت مولانا شیخ ولی محمد بن شیخ محمد اسحٰق ساکن ملا کا تیار مدظلہ اور مولانا شیخ خلیل حمدی پاشا مکی سے بیعت واجازت عطا ہوئی۔

جملہ اسانید واجازات کی نقل بخط صاحب ترجمہ مولف نے دیکھی ہے، فی الواقع اسانید عالیہ واجازات مستندہ مسطور ہین، آپ کے تصانیف مین سے اکثر کتب درسیہ پر تعلیقات ہین، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ.

۲۵۴۔ مولوی حکیم حافظ عنایت اللہ صاحب علی گڑھی

ابن جناب مولانا محمد لطف اللہ صاحب دام ظلہ، آپ کو خود اپنے والد سے تلمذ ہے اور علاوہ اس بزرگی کے کہ اتنے بڑے استاد عصر کے صاحبزادہ ہین خود بھی صاحب فضل وکمال ہین، منکسر المزاج وخلیق اور شغل درس وتدریس وغیرہ مین مصروف رہتے ہیں، سلمہ اللہ تعالیٰ.

۲۵۵۔ مولوی عنایت الٰہی صاحب سہارنپوری

آپ کا وطن سہارنپور ہے، ترجمہ آپ کا میسر نہیں ہوا۔

۲۵۶۔ مولوی عنایت رسول صاحب چڑیاکوٹی

ابن قاضی علی اکبر بن قاضی عطا رسول، ولادت آپ کی قصبہ چڑیاکوٹ، یوسف آباد، ضلع اعظم گڑھ ۱۲۴۴ھ بارہ سو چوالیس ہجری مین ہوئی، کتب درسیہ مولوی احمد علی صاحب مرحوم چڑیاکوٹی سے حاصل کر کے مولوی حیدر علی مرحوم رامپوری کی

خدمت مین ٹونک گئے اور علم حدیث وغیرہ ان سے حاصل فرما کے وطن واپس آئے، کلکتہ مین علمائے یہود سے عبری زبان سیکھ کر توراۃ وزبور سے بشارات نسبت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ثابت فرمائے، جزاه اللّٰه خيرا و ابقاه اللّٰه تعالیٰ۔

۲۵۶۔ مولوی عنایت العلی صاحب دہلوی

ابن حاجی مولوی☆ محمد کرامت العلی مرحوم، ولادت آپ کی ۱۲۴۲ بارہ سو بیالیس ہجری مین بمقام دہلی ہوئی، آپ کے والد ماجد بوجہ تعلق خدمات حیدرآباد، دکن مین تشریف رکھتے تھے چنانچہ جذب التفات پدری نے ہوش سنبھالنے سے پہلے آپ کو بھی وہان پہونچادیا۔

علوم متعارفہ ہیئت و ہندسہ، ریاضی، منطق، جبر و مقابلہ وغیرہ وفقہ واصول فقہ و اصول حدیث وصحاح ستہ وتفسیر کلام اللہ سب اپنے والد سے حاصل کیا، بعدہ خدمت فوجداری بلدہ وتصحیح فتاویٰ ملک محروسہ نظام پر ممتاز ہوئے، باوجود عدم فرصت اکثر کتب مثل رسالہ درتراویح، رسالہ درتحقیق رویت ہلال، رسالہ در عقائد، رسالہ در سماع موتی و نذور و ذبیحہ و استغاثہ و شفاعت و تبرکات وغیرہ رسالہ در تقبیل ابہامین، آپ کے تصنیف سے ہین، زیادہ تر وقت آپ کا تحریر فتاویٰ مین صرف ہوتا تھا، بوجہ خدمات متعلقہ درس دینے کا موقع نہیں ملا۔

چند سال سے بوجہ عوارض لاحقہ جسمانی ترک خدمت کر دی ہے، ڈھائی سو روپیہ ماہوار بطور منصب سرکار نظام سے مقرر ہے اس سے بسر ہوتی ہے، صاحبزادگان بھی تحصیل علوم مین سرگرم ہین اور بعض فارغ التحصیل ہو چکے ہین۔

۲۵۸۔ مولوی عین القضاۃ صاحب حیدرآبادی

ابن حافظ محمد وزیر صاحب، ابتدائے شعور سے شوق تحصیل علوم ہوا، جملہ کتب درسیہ شیخنا ومولانا محمد عبدالحی صاحب مرحوم لکھنوی سے پڑھے اور اپنے استاذ ہی کی حیات مین تدریس کا شغل اختیار کیا، میبذی پر حاشیہ نہایت عمدہ لکھا ہے، اب بھی طلبہ

کو درس دینا اور توکل پر گزر ہونا کام ہے، درویش صاحب نسبت ہین، لکھنو متصل فرنگی محل فی الحال آپ کا مقام ہے، آپ کے تلامذہ مین سے مولوی افہام اللہ صاحب فرنگی محلی وغیرہ ہین اور صدہا آپ کے شاگرد ہین، سلمہ اللہ تعالیٰ.

حرف الغین المعجمة

۲۵۹۔ مولوی غلام احمد صاحب

ابن شیخ احمد صاحب، ولادت آپ کی بمقام کوٹ اسحٰق ضلع گوجرانوالہ ۱۲۷۳ بارہ سوتہتر ہجری مین ہوئی، مولوی علاء الدین ساکن بھا بھڑہ ضلع ہوشیار پور و مولوی شاہ دین و مولوی محمد الدین ساکن احمد انگر ضلع گوجرانوالہ و مولوی ابو احمد مراد علی صاحب ساکن موضع بیگوا وال، علاقہ کپورتھلہ و مولوی محمد عمر مرحوم ساکن رام پور منہاران، ضلع سہارنپور و مولوی عبداللہ ساکن تلونڈی، ضلع ہوشیار پور و مولوی شاہ دین ساکن لدھیانہ و مولوی غلام قادر ساکن بہرہ، ضلع شاہ پور و مولوی محمود حسن دیوبندی و مولوی محمد یعقوب و مولانا سید نذیر حسین صاحب دہلوی سے جملہ علوم معقول و منقول تفسیر و حدیث وغیرہ حاصل کر کے سند فراغت کی لی، انصاف و اتباع آثار سلف نصب العین رکھتے ہین، فی الحال مدرسہ نعمانیہ، لاہور مین مدرس ہین، سلمہ اللہ تعالیٰ.

۲۶۰۔ مولوی غلام دستگیر صاحب قصوری

آپ کا ترجمہ دستیاب نہیں ہوا۔

۲۶۱۔ مولوی غلام قادر صاحب

آپ بھرہ، ضلع شاہ پور کے رہنے والے ہین، سلمہ اللہ تعالیٰ.

---

[۱] آپ کا ترجمہ آثار الصنادید مین درج ہے، وحشی۔

۲۶۲۔ مولوی حافظ غلام محمد صاحب

ساکن راندیر، ضلع سورت، ابن حافظ محمد صادق صاحب، آپ کا ترجمہ بھی نہیں ملا۔

۲۶۳۔ مولوی غلام محمد صاحب

آپ جامع مسجد لاہور کے امام ہین اور خلق کو پند و وعظ فرماتے ہیں، سلمہ اللہ تعالیٰ۔

۲۶۴۔ مولوی غلام محمد صاحب فاضل ہوشیار پوری

ابن حافظ محمد رمضان عرف حافظ قاضی صاحب، ولادت آپ کی بمقام ہوشیار پور، ملک پنجاب تقریباً ۱۲۶۵ بارہ سو پینسٹھ ہجری مین ہوئی، مولوی شہاب الدین صاحب نور محلی و مولوی غلام حسین صاحب مرحوم فاضل ہوشیار پوری و مولوی محمد مظہر صاحب نانوتوی مدرس مدرسہ سہارنپور و مولوی احمد حسن صاحب سابق مدرس سہارنپور و مولوی محمد علی صاحب مرحوم چاند پوری مدرس مدرسہ دار العلم دہلی و مولوی محمد شاہ صاحب محدث تلمیذ قاری عبد الرحمٰن صاحب پانی پتی و جناب قاری عبد الرحمٰن صاحب پانی پتی سے تیرہ سال کے عرصہ مین تحصیل علوم معقول و منقول سے فراغت پائی۔

چودہ سال تک مدرسہ کرنال مین علوم مختلفہ عربی کا درس دیتے رہے، اب بھی تدریس طلبہ کا شغل ہے، حضرت مولانا قاضی عبد الرحمٰن صاحب پانی پتی و مولوی محمد شاہ صاحب نے اجازت عامہ و تامہ آپ کو عطا فرمائی ہے، نقل اسانید مولف کی نگاہ سے گزرے ہین، سلمہ اللہ تعالیٰ۔

۲۶۵۔ مولوی غلام مصطفیٰ صاحب

ابن شیخ امین الدین صاحب مرحوم، تعلقدار موائمہ ضلع الہ آباد، ولادت آپ

کی ۱۲۸۵ بارہ سو پچاس ہجری مین ہوئی، مولوی عبدالقدوس صاحب سابق الذکر و مولوی حاجی سید محمد اسحٰق صاحب مرحوم تیرگانوین (تلمیذ مؤلف و والد مؤلف) سے علوم رسمیہ حاصل کر کے فراغت پائی، تحقیق الملة علی ان الاسلام لیس دون الفطرة، آپ کی تصنیف ہے، سلمه اللّٰه تعالیٰ.

۲۶۶۔ مولوی حکیم غلام مصطفیٰ صاحب

بالفعل آپ میڈیکل کالج لاہور مین پروفیسر عربی ہین، اور شغل تدریس کا ہے، سلمه اللّٰه تعالیٰ.

حرف الفاء

۲۶۷۔ مولوی فتح محمد صاحب تہانوی

آپ قصبہ تھانہ بھون، ضلع مظفرنگر کے رہنے والے ہین، اکثر شغل تدریس رہتا ہے اور طلبہ مستفید ہوتے ہین، سلمه اللّٰه تعالیٰ.

۲۶۸۔ مولوی حکیم فتح محمد صاحب سہوانی

ولادت آپ کی ۱۲۴۰ بارہ سو چالیس ہجری مین ہوئی، بیس سال مین سید امیر حسن صاحب مرحوم و مولوی محمد بشیر صاحب و قاضی مولوی علی احمد صاحب بدایونی سے علوم متعارفہ پڑھ کر مرتبہ تکمیل کو پہونچے، مجربات شیرازی وغیرہ آپ کے تصانیف سے ہے، مطب کا شغل ہے، سلمه اللّٰه تعالیٰ.

۲۶۹۔ مولوی فتح محمد صاحب تائب لکھنوی

آپ کو مولانا محمد عبدالحی صاحب مرحوم لکھنوی سے تلمذ ہے، ہمدردی و فلاح قوم مین دل و جان سے ساعی ہین، تصانیف وغیرہ سے خدمت اسلام کرتے ہین، مدرسہ رفاہ المسلمین لکھنؤ کے مہتمم اور جماعت اسلام کے منتظم ہین، خلاصۃ التفسیر، فتوحات

اسلام، ضروریات دین اور دیگر کتب دینیہ آپ کے تصانیف سے ہین، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ.

۲۷۰۔ مولوی حکیم سید فخر الحسن صاحب گنگوہی

آپ قصبہ گنگوہ ضلع سہارنپور مین پیدا ہوئے اور مولانا محمد قاسم صاحب کے ارشد تلامذہ سے ہین، فی الحال کانپور مین مطب فرماتے ہین ابن ماجہ اور ابو داؤد کو آپ نے محشی کیا، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ.

۲۷۱۔ مولوی فخر الدین صاحب ایرانوی

آپ کا وطن ایرانوان، ضلع فتح پور ہے، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ.

۲۷۲۔ مولوی سید فدا حسین صاحب محی الدین نگری

مولد آپ کا برونی ضلع مونگیر ہے اور وطن موضع محی الدین نگر ضلع دربھنگہ ہے، اکثر معقولات کے کتب اور نیز دینیات کے مولانا محمد لطف اللہ صاحب علی گڑھی سے اور صحاح ستہ بتمامہا مولانا احمد علی صاحب مرحوم محدث سہارنپوری سے اور بعض کتب معقول و حساب وغیرہ مولوی نعمت اللہ صاحب مرحوم فرنگی محلی لکھنوی سے اور بعض کتب اصول فقہ و جلد رابع ہدایہ و شرح چغمنی وغیرہ جناب شیخنا و مولانا مولوی محمد عبدالحی صاحب مرحوم لکھنوی سے اور توضیح وتلویح و ترمذی شریف وبعض مقامات کتاب ہدایہ مولوی محمد قاسم صاحب مرحوم نانوتوی سے حاصل فرمائے، طریقت مین بیعت آپ کو حضرت مولانا حاجی امداد اللہ صاحب مدظلہ سے ہے اور مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی کی تربیت سے فیض ملا اور خاندان نقشبندیہ و قادریہ مین حضرت مولانا فضل رحمٰن صاحب مراد آبادی سے آپ کو ارشاد حاصل ہے، چندسال اکبر آباد و آرہ و پٹنہ مین مدرس رہے، اب فی الحال مدرسہ امدادیہ نستا رسولپور مین حسب الحکم اپنے پیر و مرشد کے طلبہ کو درس دیتے ہین، مولوی محمد یٰسین صاحب آروی آپ کے تلامذہ مین سے ہین، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ.

۲۷۳۔ مولوی حافظ فضل حق صاحب

آپ کا وطن اصلی پنجاب ہے، فی الحال رامپور افغانان، روہیل کھنڈ مین مدرس مدرسہ عالیہ ہین، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ.

۲۷۴۔ مولوی فضل الرحمٰن صاحب

مدرسہ دیوبند، ضلع سہارنپور کا اہتمام آپ کے ذمہ ہے اور اس کار خیر مین آپ کا وقت عزیز صرف ہوتا ہے، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ.

۲۷۵۔ مولوی فضل الرحمٰن صاحب کرنالی

ابن حافظ احمد حسن صاحب مرحوم، مولد و مسکن آپ کا پانی پت، ضلع کرنال، محلہ مخدوم زادگان ہے، ۲۰ رجب ۱۲۸۳ بارہ سو تراسی ہجری مین پیدا ہوئے، پانچ سال مولوی راغب اللہ صاحب پانی پتی سے اور تین سال مولوی محمد سعید ساکن ریاست پونچھ سے علم حاصل کر کے فراغت پائی، اب مدرسہ اسلامیہ کرنال مین مدرس ہین، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ.

۲۷۶۔ مولوی فقیر اللہ صاحب

ابن شیخ فتح الدین صاحب، ولادت آپ کی بمقام کٹھہ ضلع شاہ پور، ملک پنجاب تقریباً ۱۲۸۰ بارہ سو اسّی ہجری مین ہوئی، آپ کی والدہ ماجدہ حافظہ قرآن مجید ہین، ان سے قرآن پڑھا، پھر اپنے بڑے بھائی مولوی محمد صاحب مرحوم سے ملا حسن تک پڑھا اور مولوی محمد صاحب سبرالی سے شافیہ و حاشیہ شرح جامی لعبدالغفور و خیالی و حاشیہ عبدالحکیم تحصیل کیا اور مولوی خلیل الرحمٰن صاحب بھرتہ والے سے شرح وقایہ، مولوی عبدالمنان صاحب وزیرآبادی سے مشکوٰۃ، قدرے بلوغ المرام، صحاح ستہ، ترجمہ قرآن مجید، مولانا عبدالجبار صاحب امرتسری سے صحیح مسلم، مکرراً موطا امام مالک شرح نخبۃ الفکر و مولوی محمد طاہر صاحب سلہٹی بنگالی سے اصول شاشی، نور

الانوار، قدوری مولوی یلیین صاحب مرحوم رحیم آبادی سے، مختصر معانی، سبعہ معلقہ مولانا سید محمد نذیر حسین صاحب محدث دہلوی سے، صحاح ستہ مکرراً، سنن دارمی، شمائل ترمذی، شرح نخبۃ الفکر، موطا، جلالین، قدرے ہدایہ، مولوی قادر علی صاحب مرحوم سے ہدایہ کامل، مولوی محمد اسحٰق صاحب رام پوری سے علم معقول حاصل فرما کر مرتبہ تکمیل کو پہونچے، مولانا شیخ حسین صاحب عرب سے اجازت اطراف صحاح اور مولانا محمد بشیر صاحب سہوانی سے اجازت تامہ حاصل ہے۔

بالفعل مدرسہ نصرۃ الاسلام معسکر، بنگلور مین بمشاہرہ۔

مدرس ہین طلبہ کو حدیث وفقہ ومعقول کا درس دیتے ہین، آپ کے تصانیف مین سے، القول المصدوق التبری من افترار المفتری، الموعظۃ الحسنہ فی الحظبۃ بکل لسان من الا لسنہ، غربت الاسلام، اثبات الخسران والطغیان فی میزان اہل الکادیان، اثبات السورۃ والفاتحۃ سر و جھراً، رفع البھتان العظیم عن القرآن الحکیم مؤلف سے رابطہ اتحاد بہت رکھتے ہین اور اکثر علمائے وقت کے تراجم آپ نے ارسال فرمائے، جزاء اللہ خیر الجزاء.

۲۷۷۔ مولوی فقیر محمد صاحب مٹاروی

آپ متعلوی عرف مٹاری ضلع حیدرآباد، سندھ کے رہنے والے ہین، فی الحال جام شورہ متصل حیدرآباد، سندھ مین مقیم ہین، سلمہ اللہ تعالیٰ

۲۷۸۔ مولوی فقیر محمد صاحب جہلمی

ابن حافظ محمد سفارش صاحب، ولادت آپ کی بمقام چتن متصل شہر جہلم ۱۲۶۰ بارہ سو ساٹھ ہجری مین ہوئی، مولوی قطب الدین ساکن ٹالیانوالا ومیان غلام محمد صاحب ساکن جاوہ ومولوی نور احمد صاحب ساکن موضع کھائی کوٹلی وغیرہم سے علوم رسمیہ حاصل کر کے فاتحہ فراغ مولوی صدر الدین صاحب مرحوم دہلوی سے پڑھا، اب فی الحال وطن مالوف مین مقیم ہین اور مطبع سراج المطابع کے مربی ہین، آپ کے

تصانیف مین سے، ترجمہ تصدیق المسیح و حاشیہ صیانۃ الانسان عن وسوسۃ الشیطان، و حدائق الحنفیہ و زبدۃ الاقاویل فی ترجیح القرآن علی الاناجیل و رسالہ آفتاب محمدی ہے، سلمه الله تعالیٰ.

حرف القاف

۲۷۹۔ مولوی قادر پادشاہ صاحب مدراسی

محلہ فرنگی کنڈہ واقع شہر مدراس مین آپ کا مکان ہے، سلمه اللّٰه تعالیٰ.

۲۸۰۔ مولوی حاجی حکیم قادر بخش صاحب سہسرامی

ابن مولوی حکیم حسن علی صاحب، آپ بمقام سہسرام ضلع شاہ آباد ۱۲۷۳ بارہ سو تہتر ہجری مین پیدا ہوئے، آپ نے اپنے والد واجد صاحب سے و مولوی شاہ احمد حسین صاحب مرحوم سہسرامی و مولوی قاضی حکیم نور الحسین صاحب صدر اعلیٰ ساکن گھاٹی ضلع گیا و حضرت مولانا حافظ حاجی قاری عبدالرحمٰن صاحب پانی پتی و مولوی سید معین الدین صاحب مرحوم کڑوی مدرس مدرسہ مرزا پور و حضرت مولانا مولوی حافظ محمد عبدالحی صاحب لکھنوی مرحوم و مولانا محمد نعیم صاحب لکھنوی دام ظلہ و حضرت مولانا شاہ فضل رحمٰن صاحب مراد آبادی و مولانا سید احمد دحلان مکی و حضرت حاجی امداد اللہ صاحب تھانوی مہاجر و مولوی حبیب الرحمٰن صاحب ردولوی ثم المدنی سے علوم عربیہ و فارسیہ و طبیہ و فقہ و حدیث و حکمت و منطق بتمامہا حاصل فرمائے اور مرتبہ تکمیل و فضیلت کو پہونچے۔

فی الحال آپ بہ شغل تدریس و تذکیر و مطب و امامت جامع مسجد و عیدین ریاست کھگڑہ ضلع پورنیہ ڈاکخانہ کشن گنج مین قیام پذیر ہین، آپ کے تصانیف مین سے، التقریر المعقول فی فضل الصحابۃ واھلبیت الرسول، و اربعین فی اشاعۃ مراسم الدین، و ضرب قادر بر گردن واعظ فاجر، و رفع الارتیاب عن

المفترین بشرف الانساب وغایة المقال فی رؤیة الهلال و تحفة الاتقیاء فی فضائل آل عبا وجور الاشقیاء علی ریحانة سید الانبیاء ہین، مولف کے مطالعہ میں رسالہ تقریر معقول گزرا ہے، فی الوقت بہت محقق و مدلل ہے، سلمہ اللہ تعالیٰ۔

۲۸۱۔ مولوی نواب قاسم علی خان صاحب

ولادت آپ کی ۱۲۵۵ بارہ سو پچپن ہجری مین ہوئی، گیارہ سال مین مختلف اساتذہ سے علوم متعارفہ حاصل فرمائے، فی الحال ریاست پاٹودی کے وزیر ہین، نہایت متین و ذہین و اقبال مند و مردم شناس ہین، حضرت مولانا سید شاہ دلدار علی صاحب مرحوم کے خلیفہ ہین، سلمہ اللہ تعالیٰ۔

۲۸۲۔ مولوی حکیم حافظ قاسم یار صاحب کڑوی

ابن مولوی محمد جعفر یار صاحب، پیدائش آپ کی بمقام کڑا، ضلع الہ آباد ۱۲۷۸ بارہ سو اٹھتر ہجری مین ہوئی، کتب ابتدائیہ مولوی سید حسن صاحب کڑوی سے پڑھے اور کتب مطولہ حضرت مولانا محمد عبدالحی صاحب مرحوم لکھنوی سے، آخر کی چند کتابیں مولانا محمد نعیم صاحب سے پڑھ کر تکمیل کی اور علم حدیث مولانا رشید صاحب گنگوہی سے پڑھا اور کتب طبیہ یونانیہ حکیم عبدالعزیز صاحب لکھنوی سے اور علم ادب مولوی سید محمد مہدی لکھنوی سے تحصیل کیا اور اسی درمیان مین باوجود کثرت اشغال پندرہ مہینے کی مدت مین قرآن پاک حفظ کرلیا۔

عربی، فارسی، بلخی، کاشانی، اصفہانی، مازندرانی خراسانی، تورانی، ہیر بدی، رستا و زندی، پہلوی مزدیشت، ہندی عبرانی، سریانی، ترکی زبانین خوب جانتے ہین، علم رمل و نجوم و جفر و تکسیر مغربی و مشرقی و طلسم و قیافہ و انفاس یونانی و ہندی و طالع دنال، حیوانات و اسماء حرکات و صنعت کیمیا و سیمیا (مسمریزم) و ڈاکٹری کمسٹری و [illegible]یالوجی و اناٹمی و میڈیسن پرنسپلز و پراکٹس و پتھالوجی سے بخوبی واقف

ہین، وطن مالوف مین مطب کرتے ہین، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ.

۲۸۳۔ مولوی حافظ حکیم سید قسیم الدین صاحب عظیم آبادی

ابن سید محب الحسین صاحب رضوی حنفی قادری ابو العلائی، ولادت آپ کی بمقام گھوڈھٹ، ضلع گیا، ۸ محرم ۱۲۷۴ بارہ سو چوہتر ہجری مین ہوئی، مولوی سید شاہ حمید الدین صاحب و مولوی ارشاد حسین صاحب مرحوم رامپوری سے جملہ کتب درسیہ پڑھ کر سند فراغت حاصل کی اور طب حکیم ابراہیم خان مرحوم سے پڑھی وسند و اجازت علم حدیث مولانا آل احمد صاحب مرحوم پھلواروی ثم المدنی والسید عبد الجلیل المدنی و حضرت مولانا فضل رحمٰن صاحب مراد آبادی و سید احمد دحلان مکی سے حاصل ہوئی، دو مرتبہ حج کو تشریف لے گئے، وہان درس دینے کا بھی اتفاق ہوا ہے، بوجہ تاہل فی الحال موضع بھپورہ، ضلع عظیم آباد مین قیام و مسکن ہے، پٹنہ مین طبابت کرتے ہین، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ، اور چھ ماہ مین قرآن مجید حفظ کرلیا ہے، ذلك فضل اللّٰه.

۲۸۴۔ مولوی قمر الدین صاحب

مہتمم مدرسہ چشتیہ اجمیر، آپ نے اکثر کتابین پنجاب مین مختلف طور سے، پھر علی گڑھ آکر منطق کی کچھ کتابین مولانا محمد لطف اللہ صاحب علی گڈھی مدظلہ سے پڑھین، علم ادب سے زیادہ دلچسپی ہے، آپ کے تصانیف مین سے، المیزان المحاورۃ، ہدایۃ الادب وغیرہ نوعمر بچون کی تعلیم کے لیے مفید ہین، فی الحال مدرس سوم گورنمنٹ کالج اجمیر ہین، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ.

حرف الکاف

۲۸۵۔ مولوی کرامت علی صاحب انبالوی

آپ انبالہ واقع پنجاب مین رہتے ہین، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ.

۲۸۶۔ مولوی کریم الدین صاحب

تدریس کا شغل ہے، اور ضلع سکول مرزا پور اور ممالک مغربی وشمالی مین فارسی مدرس ہین، سلمه الله تعالیٰ.

حرف اللّام

۲۸۷۔ مولوی لطف الرحمٰن صاحب عظیم آبادی

آپ کا وطن عظیم آباد ہے، حضرت مولانا فضل رحمٰن صاحب مراد آبادی کے خرمن فیض کے خوشہ چین ہین، سلمه الله تعالیٰ.

۲۸۸۔ مولانا مولوی مفتی محمد لطف اللہ صاحب پلکھنوی علی گڑھی:

آپ کی ذات ستودہ صفات عجب جامعیت و بابرکت ہے، درویش ذی معرفت وفقیر صاحب نسبت ہین، باوجود تبحر تام وافاضہ انام عجز وانکسار زیادہ از حد ہے، آپ اس زمانہ کے استاد الہند ہین، آپ کے تلامذہ وتلامذہ کے تلامذہ ممالک دور ودراز مین پہونچے اور علوم اسلامیہ کو جاری فرمایا۔

ہندوستان کے اکثر علمائے حال آپ سے تلمذ کا فخر رکھتے ہین، مثل مولانا ابو محمد عبدالحق صاحب مولف تفسیر حقانی ومفتی شاہ دین صاحب لدھیانوی ومولوی حافظ حاجی احمد حسن صاحب بٹالوی مدرس مدرسہ فیض عام کانپور، مولوی محمد الدین صاحب احمد انگری، ضلع گوجرانوالہ ومولوی حکیم سید ظہور الاسلام صاحب فتح پوری ومولوی سکندر علی خان صاحب خالص پوری، مدرس مدرسہ اسلامیہ مرین لین بمبئی ومولوی وصی احمد صاحب سورتی ومولوی عبدالغنی صاحب قائم گنجی ومولوی راغب اللہ صاحب پانی پتی ومولوی ابو محمد ابراہیم صاحب آروی ومولوی عبدالقدوس صاحب ساکن موضلع الہ آباد ومولانا مولوی سید محمد علی صاحب ناظم ندوۃ العلما کانپوری ومولوی وحید الزمان صاحب کانپوری نواب وقار نواز جنگ بہادر، حیدر آباد، دکن ومولوی

نور محمد صاحب پنجابی، مدرس مدرسہ اسلامیہ، فتح پور و مولوی سید فدا حسین صاحب محی الدین نگری و مولوی حافظ محمد صاحب ٹونکی و مولوی سید محمد علی صاحب دوکوہی و مولوی قمر الدین صاحب مہتمم مدرسہ چشتیہ اجمیر شریف کے، آپ مولانا مفتی عنایت احمد صاحب کاکوروی کے ارشد تلامذہ سے ہین، بالفعل آپ سرکار نظام حیدر آباد دکن مین مفتی ہین، ابقاہ اللّٰہ تعالیٰ و متع اللّٰہ المسلمین بطول بقائہ.

۲۸۹۔ مولوی لطف اللہ صاحب رامپوری

ابن مولانا محمد سعد اللہ صاحب، مفتی عدالت رامپور، آپ بھی عرصہ تک رامپور مین مفتی عدالت رہے، اب پنشن پاتے ہین اور دربارۂ سحور رمضان ایک رسالہ تصنیف فرمایا ہے۔

۲۹۰۔ مولوی حافظ حاجی لعل محمد صاحب

ابن قاضی رحمتہ اللہ صاحب، ولادت آپ کی بمقام متعلوی عرف مٹاری ضلع حیدر آباد، سندھ، ۲۹ شوال ۱۲۷۴ بارہ سو چوہتر ہجری مین ہوئی، جملہ کتب درسیہ سات برس کی مدت مین مولوی حاجی عبدالولی صاحب مٹاروی سے پڑھ کر فراغت حاصل کی اور سات مہینے مین قرآن مجید حفظ کرلیا ۱۳۰۰ تیرہ سو ہجری مین زیارت حرمین سے مشرف ہوئے اور ایک سال کامل وہان مقیم رہے، خاندان نقشبندیہ مین جناب مولانا حاجی شیخ عبدالرحمٰن صاحب فاروقی مجددی نقشبندی ساکن ٹکھر تعلقہ ٹنڈہ محمد خان ضلع حیدر آباد، سندھ سے بیعت کی، فی الحال ٹنڈہ میر غلام علی خان ٹالپر ضلع حیدر آباد، سندھ مین علوم عربیہ و فارسیہ کا درس دیتے ہین، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ.

۲۹۱۔ مولوی لمعان الحق صاحب لکھنوی

ابن مولانا محمد برہان الحق صاحب مرحوم، آپ لکھنؤ محلہ فرنگی محل مین پیدا ہوئے اور کتب درسیہ سے فراغت حاصل کر کے شاغل آبائی ہدایت وارشاد خلق مین مصروف ہوئے اور باوجود توغل طرف باطن کے فتویٰ نویسی بھی فرماتے ہین، اخلاق

ومحبت میں ہر شخص سے سرگرم ہین، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ.

حرف المیم

۲۹۲۔ مولوی مجید الدین صاحب بہادر سنبھلی

ولادت آپ کی مقام سنبھل مین ۱۲۷۳ بارہ سوتہتر ہجری مین ہوئی، مولانا محمد حسن صاحب مرحوم سنبھلی سے دس سال کی مدت مین تحصیل علم کی، مدت تک تدریس کا شغل رہا، اب گوالیار مین ملازم ہین، حضرت مولانا سید شاہ محمد دلدار علی صاحب مذاق کے مرید وخلیفہ ہین، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ.

۲۹۳۔ مولوی شیخ محمد صاحب عرب

ابن مولانا شیخ حسین عرب انصاری یمانی، فی الحال آپ بھی اپنے والد ماجد کے ہمراہ بھوپال مین مقیم ہین اور طلبہ کو حدیث شریف اور کتب ادب کا درس دیتے ہین اور دیوان حماسہ کی بہت بڑی شرح لکھی ہی، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ.

۲۹۴۔ مولوی محمد صاحب لدھیانوی

ابن مولوی عبدالقادر صاحب آپ نے جملہ کتب درسیہ اپنے والد ماجد صاحب سے پڑھ کر فراغت حاصل کی، اب افتا و تدریس کا شغل اور توکل پر معاملہ ہے، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ.

۲۹۵۔ مولوی محمد صاحب بردوانی

بردوان، واقع صوبہ بنگالہ، آپ کا وطن ہے، آپ کی ذات بھی غنیمت ہے، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ.

۲۹۶۔ مولوی حاجی محمد صاحب

ابن اسمٰعیل بن دین محمد ساکن ہالاکہنہ، ضلع حیدرآباد، سندھ، پیدائش آپ کی

۲۷ رمضان ۱۲۷۶ بارہ سو چھتر ہجری مین ہوئی، ابتدائے شباب سے تحصیل علم کا شوق ہوا، کتب صرف ونحو مولوی خلیفہ عبداللطیف صاحب ساکن ہالا نوضلع، حیدر آباد، سندھ سے پڑھ کر حیدر آباد، سندھ تشریف لے گئے اور مولوی محمد حسن صاحب کبندی والا سے جملہ کتب درسیہ پڑھے، بعدہ حسب اجازت اپنے استاد کے دو تین سال تک حیدر آباد ہی مین درس دیتے رہے، پھر اپنے وطن مین آ کر درس دیتے رہے، مولوی عبدالرحمٰن سموی ساکن نصر پور و حافظ جان محمد بختیار پوری نے آپ ہی سے تمام وکمال علم حاصل کر کے سند فراغت لی، ربیع الاول ۱۳۰۹ تیرہ سو نو ہجری مین حج کو گئے اور مولانا عبدالحق صاحب الٰہ آبادی بن شیخ شاہ محمد بن یار محمد مہاجر سے اولیات احادیث پڑھ کر جملہ علوم وکتب احادیث وفقہ واصول کی اجازت لی، آپ کے تصانیف مین سے خلاصۃ الاصول ومجموعہ فتاویٰ محمدیہ ہے، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ.

۲۹۷۔ مولوی حافظ محمد صاحب ٹونکی

ابن شیخ احمد مرحوم، کنیت ابوالرضا، ولادت آپ کی بمقام شہر ٹونک تخمیناً ۱۲۷۳ بارہ سو تہتر ہجری مین ہوئی، مولانا محمد لطف اللہ صاحب علی گڑھی سے جملہ کتب رسمیہ پڑھین اور علم ادب مولوی فیض الحسن صاحب مرحوم سے پڑھا، مولانا نذیر حسین صاحب سے تفسیر و حدیث پڑھی، جماعت اہل حدیث مین سے ہین، آپ کے تالیفات یہ ہین، منہی شرح دیوان متنبّی، مختصر شرح دیوان حماسہ، افادات الاریب ترجمہ دراسات اللبیب، الدراستہ الوافیہ فی العروض والقافیہ، حاشیہ لامیۃ العرب للشنفری رسالہ تزکیۃ الاصحاب، رسالہ در تحقیق غنیۃ الطالبین، فتاویٰ مسائل متفرقہ، فی الحال بھوپال مین آپ کا قیام ہے اور بوجہ مرض پا کے چلنے پھرنے سے معذور ہین، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ.

۲۹۸۔ مولوی محمد صاحب

آپ کی کنیت ابو عبدالرحمٰن ہے، فی الحال مطبع انصاری دہلی مین مصحح ہین، سلمہ

اللہ تعالیٰ.

۲۹۹۔ مولوی محمد ابراہیم صاحب

بن ستابہ ساکن متعلوی عرف مٹاری، ضلع حیدرآباد، سندھ ولادت آپ کی ۱۶ رجب ۱۲۶۲ بارہ سو باسٹھ ہجری مین ہوئی، کتب فارسیہ مولوی قاضی محمد اسمٰعیل سے اورکتب درسیہ عربی مولوی حاجی عبدالغفور بن ابراہیم المتوفی ۱۲۸۶ سے حاصل کیے، سلمہ اللہ تعالیٰ.

۳۰۰۔ مولوی حافظ حاجی محمد ابراہیم صاحبؒ

ابن قاضی عبدالرحیم بن حافظ عبدالغفور ساکن مٹاری، ضلع حیدرآباد، سندھ آپ ۱۲۷۹ بارہ سو اُناسی ہجری مین پیدا ہوئے اور اپنے چچا مولوی حافظ عبدالولی سے جملہ کتب درسیہ پڑھے، ۱۳۰۶ تیرہ سو چھ ہجری مین زیارت حرمین سے مشرف ہوئے ،سلمہ اللہ تعالیٰ.

۳۰۱۔ مولوی محمد ابراہیم صاحب

ساکن مکان ٹالہی ، ضلع عمرکوٹ ،آپ کا ترجمہ نہین ملا۔

۳۰۲۔ مولوی حاجی حافظ محمد ابراہیم صاحب لکھنوی

ابن مولوی علی محمد صاحب مرحوم، آپ کا اصلی مکان فرنگی محل لکھنؤ مین ہے، مگر چندسال سے آپ مکہ معظّمہ مین رہتے ہین، عزیزی حاجی محمد احسن سلمہ خواہرزادہ فقیر بیان کرتے ہین کہ رباط واقع جبل صفا پر آپ مقیم ہین، اکثر احادیث وقرآن مجید وغیرہ کی مشہور مشائخ حرمین سے اجازت حاصل کی ہے، آپ کو ریاست حیدرآباد سے کچھ ماہوار ملتا ہے، سلمہ اللہ تعالیٰ.

۳۰۳۔ مولوی حاجی محمد ابراہیم صاحب کرنالی

ابن منشی محمد صاحب، آپ بمقام کرنال ۲۹ رجب ۱۲۶۹ بارہ سو انہتر ہجری مین

پیدا ہوئے، دس سال مین مولوی سید کرامت علی سید پوری ثم الکرنالی ثم البوفالی، مولوی حافظ رحیم بخش صاحب مرحوم کرنالی، مولوی فتح محمد صاحب تھانوی سلمہ اللہ تعالیٰ، مولوی شیخ محمد صاحب مرحوم محدث تھانوی، مولوی عبداللہ صاحب جلال آبادی ثم الکرنالی، مولوی محمد اسمٰعیل صاحب مرحوم پنجابی ثم الدہلوی، حضرت مولانا قاری عبدالرحمٰن صاحب پانی پتی سے جملہ علوم حاصل کر کے سند فراغت پائی، تو کلا علی اللہ اپنی اوقات بسر کرتے ہین۔

۳۰۴۔ مولوی سید محمد احسن صاحب بہاری

آپ بہار کے رہنے والے ہین، عرصہ سے کانپور مین قیام ہے، رسالہ تحفہ محمدیہ کانپور کے منتظم ہین اور اس حیلہ سے خدمت ملت وقوم مین مصروف ہین، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ.

۳۰۵۔ مولوی حافظ حکیم محمد اسحٰق صاحب

بالفعل آپ جامع مسجد پٹیالہ کے امام ہین، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ.

۳۰۶۔ مولوی محمد اسحٰق صاحب کیتھنی:

ابن منشی لطف الہدیٰ صاحب، ولادت آپ کی بمقام کیتھن از مضافات بردوان، ملک بنگالہ ۱۲۸۳ بارہ سو تراسی ہجری مین ہوئی، کتب فارسیہ مولوی ممتاز حسین صاحب بردوانی سے اور کتب درسیہ عربی مولوی ممیّز الحق صاحب بردوانی ومولوی محمد صاحب بردوانی ومولوی محمد حنیف صاحب مرحوم آروی ومولوی عبدالغفار صاحب مرحوم لکھنوی ومولوی حاجی اشرف علی صاحب تھانوی سابق الذکر سے تحصیل فرما کر دس سال مین فراغ حاصل کیا، فی الحال مدرسہ جامع العلوم کانپور مین مدرس دوم ہین، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ.

۳۰۷۔ مولوی محمد اسحٰق صاحب رامپوری

آپ بڑے معقولی و عالم ہین، مولوی امیر احمد صاحب سہوانی و مولوی

امیر حسن صاحب سہوانی سے تلمذ رکھتے ہیں اور مولانا سید نذیر حسین صاحب محدث دہلوی سے حدیث پڑھی، فی الحال آپ دہلوی محلّہ کوچہ چیلان مین نواب شرف الدین خان صاحب کے مکان پر مقیم ہین اور درس دیتے ہین صوفی روش و آزادطبع ہین، مولوی فقیراللہ صاحب مدرس نصرۃ الاسلام معسکر بنگلور آپ کے تلامذہ مین سے ہین۔

۳۰۸۔ مولوی محمد اشرف صاحب عظیم آبادی

ابن شیخ امیر علی صاحب، ولادت آپ کی ۳ ربیع آخری ۱۲۷۵ بارہ سو پچہتر ہجری مین ہوئی، آپ نے جملہ کتب درسیہ ہمراہ اپنے بڑے بھائی مولوی شمس الحق صاحب سابق الذکر کے انہین اساتذہ کرام سے حاصل کیے جن سے مولوی شمس الحق صاحب نے تحصیل فرمائے، آپ کے تالیفات مین سے خلاصۃ المرام فی تحقیق القرأۃ خلف الامام ہے، قیام آپ کا ڈیانوان، ضلع عظیم آباد مین ہے، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ۔

۳۰۹۔ مولوی محمد اعظم صاحب چریاکوٹی

ابن مولوی نجم الدین صاحب ولادت آپ کی ۱۲۶۶ بارہ سو چھیاسٹھ ہجری مین ہوئی، اکثر کتب درسیہ اپنے عم بزرگوار مولانا محمد فاروق صاحب و مولوی علی عباس صاحب وغیرہما سے حاصل کر کے فراغ حاصل فرمایا، فی الحال حیدرآباد، دکن مین نوکر ہین، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ۔

۳۱۰۔ مولوی حافظ حاجی سید محمد امین صاحب نصیرآبادی

آپ قصبہ نصیرآباد ضلع رائے بریلی کے رہنے والے ہین، مولانا عبدالحی صاحب لکھنوی کے یہان حلقہ درس مین شامل ہونے کا فخر حاصل ہے، متوکل و مصروف پند و وعظ ہین، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ۔

۳۱۱۔ مولانا حکیم مولوی حافظ قاضی محمد ایوب صاحب

ابن مولوی حکیم محمد قمر الدین صاحب بن مولوی حکیم محمد انور صاحب صدیقی حنفی، مولد قصبہ پھلت☆ ضلع مظفر نگر ہے، آپ کے اجداد کی سکونت اصلی قصبہ سدھور ضلع بارہ بنکی (اودھ) تھی ۱۲۴۱ بارہ سو اکتالیس اور ۱۲۴۴ بارہ سو چوالیس ہجری کے درمیان مین آپ پیدا ہوئے۔

مظفر نگر مین مولوی حکیم محمد نصر اللہ خان صاحب خورجوی صاحب تصانیف کثیرہ سے اور دہلی مین مولوی مملوک العلی صاحب اور حضرت شاہ عبد الغنی صاحب مجددی اور حضرت شاہ احمد سعید صاحب مجددی اور برادر خالہ زاد خود مولوی عبد القیوم صاحب مرحوم ابن مولانا محمد عبد الحی صاحب قدس سرہ سے دہلی و بھوپال مین اور مولانا محمد عمر صاحب صوفی ابن مولانا محمد اسمٰعیل صاحب دہلوی سے پڑھتے رہے، اور مولانا محمد اسحٰق صاحب کے مجالس وعظ مین اکثر حاضر رہے، اور بعض کتب صرف کا فاتحہ تبرکاً ان سے پڑھا اور مولوی حکیم ملا نواب صاحب مرحوم سے طب وغیرہ اور مولوی نصیر الدین لکھنوی شاگرد مولانا عبد الحی دہلوی سے اور مولوی سدید الدین خان دہلوی سے اور مولوی سید محمد صاحب دہلوی شاگرد مولوی رشید الدین خان صاحب سے اور مولوی محمد علی اکبر و مولوی محمد علی اصغر ساکنان سونی پت وغیرہ ہم سے پڑھا دو مرتبہ سفر حرمین شریفین مین حضرت مولانا شریف محمد بن ناصر بن الحسین الحازمی العسیری کے پاس گئے اور اوائل کتب کا ان کو سنا کر اجازت عامہ حاصل فرمائی، بیعت طریقت آپ کو مولانا محمد یعقوب صاحب برادر مولانا محمد اسحٰق صاحب سے ہے، غالباً ۱۲۶۶ بارہ سو چھیاسٹھ ہجری سے آپ کا مسکن بھوپال ہے، اور وہان کے آپ قاضی ہین اور طلبہ کر درس دیتے ہین، ادامہ اللہ تعالیٰ.

۳۱۲۔ مولوی محمد ایوب صاحب

تدریس کا شغل زیادہ پسند ہے، فی الحال مدرسۂ اسلامیہ پشاور مین مدرس اعلیٰ

☆ میرٹھ سے اتر سولہ کوس ہے۔

ہین، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ.

۳۱۳۔ مولوی محمد ایوب صاحب

ابن مولوی محمد اسمٰعیل صاحب ساکن کول ضلع علی گڑھ ۱۲۹۰ بارہ سونوے ہجری مین پیدا ہوئے اور کتب درسیہ صدرا تک اپنے والد سے پڑھا، پھر بھوپال مین مولانا شیخ حسین عرب صاحب سے کتب حدیث پڑھے اور مسلم الثبوت و بیضاوی مولوی محمد بشیر صاحب سہوانی سے اور شمس بازغہ وغیرہ مولوی مفتی عبدالحق صاحب کابلی مفتی بھوپالی سے اور کتب ہیئت مولوی سید احمد صاحب مرحوم دہلوی سے پڑھے، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ.

۳۱۴۔ مولانا محمد بشیر صاحب سہوانی

ولادت آپ کی بمقام سہوان ۱۲۴۰ بارہ سو چالیس ہجری مین ہوئی، علم حدیث وغیرہ مین ید طولیٰ رکھتے ہیں، سیدنا و مولانا عبدالحی صاحب لکھنوی سے اکثر آپ سے تحریری مناظرات رہے، فی الحال بھوپال مین قیام ہے، مدارس بھوپال کے حاکم ہین، ابقاہ اللّٰہ تعالیٰ.

۳۱۵۔ مولوی حکیم محمد حسن صاحب داناپوری:

محلّہ چودھرانہ، شہر داناپور مین رہتے ہین، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ.

۳۱۶۔ مولوی حکیم محمد حسن صاحب دیوبندی:

مدرسہ دیوبند مین آپ مدرس ہین، کتب طبیہ کا درس بہت اچھا دیتے ہین، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ.

۳۱۷۔ مولوی حکیم سید محمد حسن صاحب محقق امروہوی:

مقیم اجمیر، ولادت آپ کی تقریباً ۱۲۵۰ بارہ سو پچاس ہجری مین ہوئی، علم معقول جناب مولانا فضل حق صاحب مرحوم خیرآبادی سے اور منقول و کلام و معانی

وغیرہ مفتی صدرالدین صاحب مرحوم سے پڑھا اور طب مولوی حکیم امام الدین خان صاحب مرحوم دہلوی سے پڑھ کر مطب کیا، پہلے اجمیر کالج کے مدرس اول تھے، پھر ۱۸۸۷ء مین پنشن لے کر حیدرآباد اور راجپوتانہ کی ریاستون میں معزز طبابت پر ممتاز رہ کر اب تمام تعلقات ملازمت سے سبکدوشی حاصل فرمائی ذاتی جائیداد کی آمدنی پر جو کہ معقول سرمایہ رکھتی ہی اور نیز پنشن پر اکتفا کی تصوف سے خاص دلچسپی ہے۔

رامپور مین مقبول بارگاہ آلہ جناب سید حضرت شاہ صاحب سے بیعت ہو کر خلافت حاصل کی تصانیف بہت ہین منجملہ ان کے:

تفسیر معاملات الاسرار فی مکاشفات الاخیار، تفسیر غایة البرهان فی تاویل القرآن، تاویل المحکم فی شرح فصوص الحکم، کواکب دریه حاشیه مشکوٰة، آفتاب عالمتاب، تاویلات الراسخ، حقانیت الاسلام، رساله قسمیه، رساله روح، ثلثین مسائل، کاشف الاسرار، هشت کونسل، شوکت الاسلام، جواهر قواعد فارسی، معراج الرسول، شرح کتاب دانیال، الدر الفرید فی التوحید، وغیره، ابقاه اللّٰه تعالیٰ.

۳۱۸۔ مولوی محمد حسن خان صاحب گوپاموی

آپ کا وطن گوپامؤ، ضلع ہردوئی، اودھ ہے، سلمه اللّٰه تعالیٰ.

۳۱۹۔ مولوی حافظ حاجی محمد حسن صاحب

مجددی نقشبندی ابن حاجی شیخ عبدالرحمٰن صاحب مدظلہ، ولادت آپ کی شوال ۱۲۷۸ بارہ سو اٹھہتر ہجری مین ہوئی، مولد آپ کا قندھار ہے، کچھ تحصیل علم قندھار ہی مین کی، پھر ۱۲۹۷ھ مین ہمراہی والد ماجد خود حرمین شریف گئے اور تقریباً پانچ سال وہان قیام کر کے مدرسہ مولوی رحمتہ اللہ مرحوم دہلوی مین تحصیل علم فرمایا اور وہان سے ملک سندھ میں تشریف لائے اور مولوی حافظ لعل محمد صاحب مسبوق الذکر سے

بھی پڑھا، اب دس سال سے مع جملہ متعلقین اپنے والد کے ہمراہ ملک سندھ تعلقہ ٹنڈہ محمد خان، ضلع حیدرآباد، سندھ مین سکونت پذیر ہین۔

۳۲۰۔ مولوی محمد حسین صاحب آزاد

شمس العلما خطاب اور آزاد تخلص ہے، تدریس کا شغل ہے، بالفعل اورینٹل کالج لاہور مین پروفیسر ہین۔

۳۲۱۔ مولوی محمد حسین صاحب دہلوی متخلص بہ فقیر

ابن منشی محمد اسمٰعیل صاحب، ولادت آپ کی بمقام قصبہ بنت، ضلع مظفرنگر ۱۲۴۳ بارہ سو تینتالیس ہجری مین ہوئی، مولوی محمد صاحب پنجابی و مولانا محبوب علی صاحب دہلوی و مولانا احمد علی صاحب محدث سہارنپوری سے جملہ علوم فقہ و اصول و حدیث و تفسیر پڑھا اور مولوی مظفر حسین صاحب متوطن کاندھلہ ضلع، مظفرنگر خلیفہ مولانا محمد اسحٰق صاحب سے فیوض باطنیہ حاصل فرمائے:

۱۲۹۴ بارہ سو چورانوے ہجری مین استنبول تشریف لے گئے اور حضرت سید محمد ظافر صاحب مدنی شاذلی مدظلہ پیر و مرشد حضرت سلطان عبدالحمید خان صاحب خلد اللہ ملکہ سے بیعت کی اور دو سال تک استفاضہ کرتے رہے، پھر خلافت طلب کی تو سید صاحب نے ایک پوستین ایک عمامہ، ایک قبا ملبوسہ خود مع شجرۂ خاندان شاذلیہ و دیگر وظائف حزب البحر وغیرہ مع اجازت نامہ و خلافت نامہ ۱۲۹۶ بارہ سو چھیانوے ہجری مین مرحمت فرمایا:

آپ کے تصانیف مین سے، دیوان نعتیہ فقیر، تیغ فقیر، راحت ارواح المؤمنین فی مآثر الخلفاء الراشدین تعلیم الحیا لجماعۃ النساء ہے، اب آپ دہلی محلہ ٹوکری والان مین رونق بخش ہین، ابقاہ اللہ تعالیٰ

۳۲۲۔ مولوی حافظ محمد حسین صاحب بٹالوی

بن عبدالرحیم آپ بٹالہ، ضلع گورداسپور، ملک پنجاب میں سترہوین محرم ۱۲۵۶

بارہ سو چھپن ہجری مین پیدا ہوئے، ابتدائی تحصیل اپنے وطن مین فرما کر دہلی مین مولانا سید محمد نذیر حسین صاحب سے کتب حدیث اور مولوی صدر الدین صاحب مرحوم سے معقول واصول فقہ اور بقیہ کتب درسیہ مولوی نور الحسن صاحب سے پڑھے اور شیخ عبداللہ مرحوم غزنوی کے مرید ہوئے، آپ کے تصانیف مین سے البرهان الساطع، المشروع فی ذکر الاقتداء بالمخالفین فی الفروع، و منهج الباری فی ترجیح صحیح البخاری وغیرہما ہین، فی الحال لاہور مین مہتمم پرچہ اشاعت السنۃ ہین، سلمه الله تعالیٰ.

۳۲۳۔ مولوی حافظ حاجی حکیم شاہ محمد حسین صاحب الہ آبادی

آپ شاگردان مولانا عبدالحی صاحب مرحوم لکھنوی مین سے ممتاز و سر بلند ہین، علوم ظاہرہ و باطنہ مین کامل و مکمل، حضرت حاجی شاہ امداداللہ صاحب مہاجر کے مرید ہین، الہ آباد دائرہ شاہ حجۃ اللہ کو آپ کی سکونت کا فخر حاصل ہے، عجز وانکسار اس درجہ ہے، کہ اپنے حالات وتراجم کے اظہار مین ان کو تامل ہوا، آپ کا خط جو میرے عریضہ کے جواب میں آیا ہے، بجنسہ منقول ہے اسی سے موازنہ کمال کر لینا چاہیے۔

بمنہ سبحانہ حق حق حق

عزلت گزین گوشہ گمنامی، سرگشتہ دشت ناکامی کہ ظاہر بنیان بنام نہادۂ خویش محمد حسینش میخوانند و اداشناسان حقیقت بین وجود اعتباری بین العدمین میدانند از سرگزشت خود چہ برسراید واز ماجراہای کہ بروے گزشتہ چہ وانماید در جولانگاہ ہستی بمنازل بالا وپستی ہنگام صعود وہبوط آنچہ دیدہ ومی بیند شطرے ازان ازشور وغوغائے عالم امکان بہ غارتگری فراموشی ونسیان رفت آنچہ بیاداست نہ سزاوار گفتن نہ لائق شنفتن، آرے روزے بخلوتکدۂ واحدیث باشاہد نہاخانہ یکتائی از ساغر کان الله ولم یکن معه بشی گرم بادیہ پیائی بود چون غمزہ وتفریشش بکرشمہ فاحببت ان اعرف عشوہ فروش آمد حجاب از کثرت اعتباری برروئے شاہد وحدت افتادگامی در

انجمن اعیان ثابتہ نہاد، درانجا نیز حاصل ونقش ہیچ نبود کہ الاعیان ماشمت رائحة من الوجود، الحال بعدطی مراحل آنچہ ازین سیروسلوک اندوختہ غفلت وسرمستی ست ازمنازل سہ گانہ عمرومنزل برچنین طی شدا ماہیچ ہویدانگشت کہ طفلی کی آمدو جوانی کی شد سیاہی ازمورفت اماازدل دورنگشت وبامطلوبیکہ راست یادروغ شیفتہ آنست یکدمک مسرورنگشت جوانی مظنہ ریاضت ومجاہدہ بود بہرزہ سریہا گزشت پیری راچہ توان گفت کہ الشیب کله عیب من لم یزرع وقت الحرث ندم عند حصاده رب انسان یزرع ولا یحصد فکیف یحصد من لم یذرع ازمبلغ علم من چہ می پرسید معمولاً نظری برکتب معمولہ داشتم اما غوروفکری چنانچہ بایدازمن درتحصیل کتب درسی نرفت وانچہ حاصل وقت بود ازکشاکش بیہودہ سریہا ہمہ ازسینہ رفت، نخستین درسیکہ ازمعلم اول بمدرسہ ازل خواندہ ام حرف الست بربکم بودہ است آنہم نہ یادست، دیگر چیز ہا راچہ توانگفت کہ ہمہ برباد ست، تصنیف وتالیف راسرمایہ استعدادی درکارست واین ناچیز ازان تہیدست افتادہ است وحق انیست کہ ای ہرزہ سرارا گاہے سرے باین سودا نبودہ است ونہ الحال ہست، اگر گاہے بتحریک دیگران حرفے ازکلک وزبانم بہ صفحہ وجود نقش بست آن حرکت بشرمی بودہ، فقط انیست سرگزشت ازبی پادست، انتہی۔

۳۲۴۔ مولوی محمد حسین صاحب

انجمن اسلامیہ لشکر گوالیار کے آپ صدر انجمن ہین، وعظ گوئی وہدایت خلق اللہ کا شغل ہے، سلمہ اللہ تعالیٰ۔

۳۲۵۔ مولوی محمد حسین صاحب عظیم آبادی

ابن شیخ الٰہی بخش صاحب، ولادت آپ کی بمقام ہزاری باغ تخمیناً ۱۲۸۲ بارہ سو بیاسی ہجری مین ہوئی، کتب ابتدائیہ اپنے ماموں مولوی محمد معتبر حسین صاحب شاگرد مولوی ارشاد حسین مرحوم رامپوری سے پڑھیں، ایک سال تک رامپور مین رہ

کر علی گڑھ مین رہے وہان سے کانپور آ کر مولوی حافظ حاجی اشرف علی صاحب مدرس اول جامع العلوم کانپور و مولوی حافظ حاجی احمد حسن صاحب سابق مدرس دارالعلوم کانپور سے پڑھ کر سند فراغ حاصل کی، پانچ سال تک بریلی روہیل کھنڈ کے مدرسہ مصباح التہذیب مین درس دیتے رہے اور ایام سفر حج مولوی حاجی اشرف علی صاحب مین جامع العلوم کے مدرس رہے ہین، فی الحال لکھنو مین تجارت کرتے ہین، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ.

۳۲۶۔ مولوی محمد حسین صاحب مانکپوری

اصلی وطن آپ کا مانکپور رہے مگر بالفعل محلہ شاہ آباد ضلع الہ آباد مین مقیم ہین، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ.

۳۲۷۔ مولوی محمد حسین صاحب

ابن غلام سید و خان، آپ بمقام کوٹ ضلع فتح پور تقریباً ۱۲۷۴ بارہ سو چوہتر ہجری مین پیدا ہوئے اور مولوی عبداللہ صاحب ٹونکی نزیل لاہور سے کتب رسمیہ پڑھ کر فراغت حاصل کی، اب اپنے ہی وطن مین قیام ہے، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ.

۳۲۸۔ مولوی محمد حسین صاحب بدایونی

ابن مولوی منصف امانت حسین صاحب ولادت آپ کی ۱۲۶۸ بارہ سو اڑسٹھ ہجری مین ہوئی ۵ سال کے عرصہ مین اپنے والد سے علوم متعارفہ حاصل کیے، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ.

۳۲۹۔ مولوی محمد الدین صاحب احمد انگری

آپ کا وطن احمد انگرہ ضلع گوجرانوالہ، ملک پنجاب ہے، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ.

۳۳۰۔ مولوی محمد رشید صاحب

ابن مولوی عبدالغفار صاحب مرحوم لکھنوی، آپ لکھنؤ سے اپنے والد ماجد کے

ساتھ کانپور چلے آئے تھے اور اب بھی کانپور ہی مین قیام ہے، سلمہ اللہ تعالیٰ.

۳۳۱۔ مولوی محمد رفیق صاحب

ابن مولوی خلیل الرحمٰن صاحب بھرتہ والے، مسبوق الذکر، آپ نے جملہ علوم رسمیہ اپنے والد ماجد صاحب سے تحصیل فرمایا اور حدیث مولانا سید نذیر حسین صاحب محدث دہلوی سے پڑھ کر سند حاصل کی اور صدرا مولوی محمد اسحٰق صاحب رامپوری سے پڑھا آپ ماہر کتب وفطین وذکی ہین، سلمہ اللہ تعالیٰ.

۳۳۲۔ مولوی شاہ محمد سعید صاحب

نقشبندی مجددی صاحب سجادہ مکان لواری، تعلقہ بدین ضلع حیدر آباد، سندھ، تصوف سے زیادہ رغبت ہے اور ہدایت وارشاد مین مصروف ہین، سلمہ اللہ تعالیٰ.

۳۳۳۔ مولوی محمد سعید صاحب

آپ کئی سال سے مکہ معظمہ کو ہجرت فرما گئے اور وہان مدرسہ صولتیہ کے مہتمم ہین، سلمہ اللہ تعالیٰ.

۳۳۴۔ مولوی شاہ محمد سلیمان صاحب پھلواروی

آپ صوفی متبع شریعت وعالم فصیح البیان ہین، رشد وہدایت مین مصروف ہین اور تصوف کی طرف زیادہ رغبت ہے، قصبہ پھلواری ہے ضلع عظیم آباد کو آپ کی سکونت کا فخر حاصل ہے مولانا عبدالحی صاحب مرحوم لکھنوی ومولانا نذیر حسین صاحب محدث دہلوی سے تلمذ ہے، سلمہ اللہ تعالیٰ.

۳۳۵۔ مولوی سید محمد شاہ صاحب محدث رامپوری

سرزمین رامپور کو یہ فخر حاصل ہے کہ آپ جیسا عالم ومحدث ومحقق وہان ساکن ہے، تقریر شستہ وخیالات پاکیزہ ہیں، ہمدردی قوم کا بڑا خیال ہے، اور ندوہ کے ساتھ خاص تعلق ہے، سلمہ اللہ تعالیٰ.

۳۳۶۔ مولوی محمد شبلی صاحب نعمانی

ابن جناب مولوی حبیب اللہ صاحب، ولادت آپ کی بمقام بندول خانقاہ ضلع اعظم گڑھ ماہ مئی ۱۸۵۷ء مطابق ذیقعدہ ۱۲۷۴ بارہ سو چوہتر ہجری مین ہوئی، عنفوان شباب سے اکتساب علوم کا شوق ہوا، مولانا علی عباس صاحب چریا کوٹی مرحوم، مولوی محمد فاروق صاحب مدظلہ، مولوی ارشاد حسین صاحب مرحوم رامپوری، مولانا احمد علی صاحب محدث سہارنپوری، مولوی فیض الحسن صاحب سہارنپوری سے چودہ سال مین تمام وکمال علوم فقہ وحدیث وادب وتفسیر وفلسفہ وغیرہا حاصل فرما کر تاج فراغ سر پر رکھا، آپ کے تصانیف مین سے، اسکات المعتدی فی انصات المقتدی، حل النعمام، المامون، الفاروق، سیرۃ النعمان، الجزیہ، گزشتہ تعلیم، صبح امید، قصائد وغزلیات، عربی وفارسی وغیرہا ہے، آپ کی جودت وفطانت مشہور ہے، تاریخ دانی وادب مین حظ وافر رکھتے ہیں، مولف آپ کی ملاقات سے مستفید ہو چکا ہے اور اکثر توجہات غائبانہ مبذول فرمایا کرتے ہین، لازال فرحاً مسرورا۔

۳۳۷۔ مولوی حاجی محمد شبلی صاحب جونپوری

ابن مولوی سخاوت علی صاحب مرحوم ولادت آپ کی ۲۵ شعبان ۱۲۶۳ بارہ سو ترسٹھ ہجری مین ہوئی آپ نے فاتحہ فراغ کتب درسیہ کا مولانا مفتی محمد یوسف صاحب لکھنوی کے حضور مین پڑھا اور مفتی صاحب نے سند عطا فرمائی، اب فی الحال سجادہ نشین اپنے والد بزرگوار کے ہین اور مقام جونپور میں رونق افروز ہین، سلمہ اللہ تعالیٰ۔

۳۳۸۔ مولوی محمد شبلی☆ صاحب

ابن مولوی ولی اللہ صاحب تلمیذ حافظ عبداللہ صاحب غازی پوری۔

☆ آپ مئو، ضلع اعظم گڑھ کے رہنے والے ہیں، عمر تقریباً ۳۰ سال، مرد صالح منکسر المزاج ہیں، ۱۸۸۵ء میں سند تکمیل حسب ضابطہ سرکاری حاصل کی، بالفعل لکھنؤ میں آپ کا قیام ہے۔

۳۳۹۔ مولوی محمد شفیع صاحب

ابن خواجہ طفیل علی صاحب، مولد و مسکن آپ کا رامپور منہاران، ضلع سہارنپور ہے، ۱۷ صفر ۱۲۷۶ بارہ سو چھتر ہجری مین پیدا ہوئے، آپ کے اساتذہ مین سے مولوی عبداللہ صاحب ٹونکی و مولوی مشتاق احمد صاحب انبٹھوی ہین، لمعہ برق جلال، التنقیح الادق، موج کوثر وغیرہا آپ کے تصانیف مین سے ہین۔

۳۴۰۔ مولوی محمد صالح صاحب دربھنگوی

آپ دربھنگا کے رہنے والے ہین، ترجمہ آپ کا میسر نہین ہوا۔

۳۴۱۔ مولوی محمد صدیق صاحب

بالفعل آپ بمبئی مین ہاشم سیٹھ کے مدرسہ اسلامیہ کے مہتمم ہین، سلمہ اللہ تعالیٰ.

۳۴۲۔ مولوی محمد صدیق صاحب چتاروی

ابن مولوی محمد اشرف علی صاحب مرحوم، ولادت آپ کی بمقام چتارہ، ضلع اعظم گڑھ ۱۲۹۰ بارہ سو نوے ہجری مین ہوئی درسیات فارسیہ اپنے والد ماجد سے پڑھین پھر اپنے بھائی مولوی ابو النعمان محمد عثمان صاحب سے عربی شروع کیا، بعدہ مدرسہ عالیہ رامپور مین کل کتب درسیہ پڑھ کر فراغت حاصل کی، اب وطن مین قیام ہے، سلمہ اللہ تعالیٰ.

۳۴۳۔ مولوی محمد طیب صاحب عرب

آپ بہت بڑے ادیب ہین، فی الحال ریاست رامپور مین ملازم ہین اور افاضہ درس مین مشغول ہیں، سلمہ اللہ تعالیٰ.

۳۴۴۔ مولوی شاہ محمد عادل صاحب کانپوری

ابن شیخ محی الدین بخش صاحب، ولادت آپ کی بمقام قصبہ احمد آباد عرف نارہ گیارہوین ماہ ربیع الآخر ۱۲۴۱ بارہ سو اکتالیس ہجری مین ہوئی، نام تاریخی غلام

نعیم ہے، ابتدائی کتب درسیہ مولوی شوکت علی صاحب جہان آبادی سے پھر مولوی سید الطاف حسین صاحب موہانی و مولوی غلام محمد خان صاحب متوطن کوٹ ضلع فتح پوری و مولوی عبداللہ صاحب کانپوری سے پڑھی اور فاتحہ فراغ مولوی شاہ سلامت اللہ صاحب بدایونی کانپوری مرحوم سے پڑھا اوران سے سند و اجازت بھی عطا ہوئی اور حکم ہوا کہ بعد میرے تم میرا مقام جو کانپور مین ہے آباد رکھنا چنانچہ زمانہ تینتیس ۳۳ سال کا گزرتا ہے کہ آپ انہیں کے سجادہ نشین ہیں ۱۲۸۲ بارہ سو بیاسی ہجری میں، حسب خواہش آپ کے مفتی سید احمد دحلان مکی نے اجازت جملہ علوم عقلیہ و نقلیہ کی تحریر فرما کر بھیج دی، دلائل الخیرات کی اجازت مولوی سید حسین علی صاحب فتح پوری و میر حسن علی صاحب فتح پوری سے ہے اور بعض امور باطنیہ کی اجازت مولوی سید شاہ ابوالحسین صاحب احمد نوری الملقب بہ میان صاحب قادری مارہروی سے ہے، بیعت ارادت سلسلہ عالیہ قادریہ مین جناب مولانا آخوند حافظ عبدالعزیز صاحب الملقب بہ شاہ مقبول احمد دہلوی رحمتہ اللہ علیہ سے کی اور خرقہ خلافت و اجازت جملہ سلاسل خمسہ کی عطا ہوئی، تصانیف آپ کے یہ ہین، تنزیۃ الفواد عن سوء الاعتقاد، تحقیق الکلام فی التداوی بالشی الحرام، اکتساب الثواب ببیان حکم ابدان المشرکین والمواکلۃ مع اھل الکتاب، تفصیل آپ کے ترجمہ کی رسالہ عمدۃ الصحائف مین مذکور ہے، ادامہ اللّٰہ تعالیٰ.

۳۴۵۔ مولوی محمد عارف صاحب:

آپ مدرس اول مدرسہ اسلامیہ ڈھاکہ کے اسی تعلق سے ڈھاکہ کا قیام وشغل تدریس ہے، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ.

۳۴۶۔ مولوی حکیم ابوالنعمان محمد عثمان صاحب چناروی

بن مولوی محمد اشرف علی صاحب مرحوم، ولادت آپ کی بمقام چنارہ ☆ ضلع اعظم گڑھ تقریباً ۱۲۸۳ بارہ سو تراسی ہجری مین ہوئی، اوائل کتب فارسیہ اپنے والد

ماجد سے پڑھ کر علم عربی شروع کیا اور نہایت مستعدی وخلوص سے اس کام کی ابتدا کی، چند دن کے بعد مولوی محمد سلیم صاحب سمروی، الحال وکیل سے کچھ پڑھا، پھر تھوڑا مولوی محمد راحت علی خان صاحب جونپوری مرحوم سے حاصل کر کے لکھنؤ مین آئے اور حضرت شیخنا ومولانا ابوالحسنات محمد عبدالحی صاحب صاحب مرحوم کے حضور مین اکتساب علوم کرتے رہے اور انہین کی خدمت مین فاتحہ فراغ پڑھا، علم طب مولوی حکیم عبدالعزیز صاحب دریابادی وحکیم سید محمد موہانی سے حاصل کیا، آپ کے تصانیف یہ ہین مثنوی شیونکدہ، تخریج الجواهر العبقریه من الذخیرة الاسکندریة، ترجمه کتاب ارسطا طالیس، الصواعق المشتعله علی تنبیه الجهله، جاموس النوامیس بحکم الاسطماخیس، آپ کے تلانذہ مین سے مولوی عبدالاول صاحب جونپوری و مولوی محمد یٰسین صاحب چتاروی[1] و مولوی محمد صدیق صاحب آپ کے برادر خرد ہین، فی الحال[2] آپ مدرس مدرسہ کاکوری، ضلع لکھنؤ ہین، سلمہ اللہ تعالیٰ۔

۳۴۷۔ مولوی سید محمد عرفان صاحب ٹونکی

آپ کا وطن اسلامی ریاست ٹونک ہے، آپ کے ترجمہ کے حصول مین کامیابی نہ ہوئی۔

۳۴۸۔ ناظم ندوۃ العلماء مولوی سید شاہ محمد علی صاحب کانپوری

ابن مولوی سید عبدالعلی صاحب حسنی الحسینی الحنفی النقشبندی، مولد ومسکن آپ کا شہر کانپور ہے، شروع زمانہ مین جناب مولوی مفتی عنایت احمد صاحب مرحوم کاکوروی سے میزان الصرف ودیگر رسائل صرف ونحو ومنطق پڑھے، پھر مولوی سید حسین شاہ صاحب بخاری سے پڑھا، باقی جملہ کتب درسیہ کی تکمیل جناب مولانا محمد لطف اللہ صاحب علی گڑھی مدظلہ سے ہوئی۔

---

[1] چتارہ یہ موضع جونپور سے سات میل جانب مشرق وشمال واقع ہے۔
[2] بالفعل اخبار آئینہ آپ کے اہتمام بمقام لکھنؤ ہفتہ وار جاری ہے، وحشی نگرامی۔

بعد فراغ قریب تین سال کے مدرسہ فیض عام کانپور مین آپ مدرس مقرر رہے، پھر مولانا احمد علی صاحب محدث سہارنپوری کی خدمت مین ایک سال مقیم رہ کر صحاح ستہ وموطا امام مالک وموطا امام محمد پڑھ کر سند حاصل فرمائی اور مولانا آل احمد صاحب پھلواروی مہاجر مدینہ منورہ رحمتہ اللہ علیہ نے بلا طلب سند حدیث عطا فرمائی اور زیادہ اسانید کا جمع کرنا آپ نے اپنے ہضم نفس کے خلاف پایا ۱۲۹۳ بارہ سو ترانوے ہجری مین حضرت مولانا شاہ فضل رحمٰن صاحب مرادآبادی سے اخذ بیعت کی، اجازت عطا ہوئی عالم رویا مین اشارہ نبوی آپ کو ہوا کہ جہاد کرو اسی وقت سے ردنصاریٰ مین سعی موفور فرمانے لگے، آپ کے تصانیف بھی اکثر اسی باب مین ہین، حاشیہ نزہتہ النظر، پیغام محمدی حصہ اول، دفع التلبیسات حصہ اول، مرآۃ الیقین لاغلاط ہدایۃ المسلمین، ترانہ حجازی جواب نغمہ طنبوری، غایۃ التنقیح فی اثبات التراویح، احکام التراویح، ارشاد رحمانی، فیوض رحمانی، البرہان فی حفاظۃ القرآن، یہ سب آپ کی تالیف ہین، آپ کو حق تعالیٰ نے عجب قسم کے خصائل حمیدہ وفضائل پسندیدہ سے متصف فرمایا ہے، ظاہر وباطن مین کامل ومکمل بنایا ہے، ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ پر مدار ہے، رفاہ قوم واصلاح جماعت مدنظر ہے اسی بناء پر جلسہ ندوۃ العلماء قرار دیا، تراجم علمائے حال کے لکھنے کی جرأت آپ ہی نے دی، اللّٰھم بارك فی عمرہ و فیضہ.

۳۴۹۔ مولوی محمد☆ علی صاحب

بن مولوی محمد فیض اللہ صاحب☆☆ مرحوم آپ کا وطن قصبہ مؤ ضلع اعظم گڑھ ہے، کنیت آپ کی ابوالمکارم ہے، سلمہ اللہ تعالیٰ.

☆ آپ کی عمر تقریباً ۳۸ سال ہے، کتب درسیہ حافظ عبداللہ صاحب غازی پوری سے، کتب تفسیر وحدیث جناب مولانا نذیر حسین صاحب سے، کتب طب حکیم عبدالعزیز صاحب لکھنوی سے پڑھے، آپ کے تصانیف سے اکثر کتابین طبع ہو چکی ہین، مصحح (حشی)

☆☆ شاگرد رشید مولانا سخاوت علی صاحب جونپوری (ایضاً)

۳۵۰۔ مولوی قاضی حاجی محمد علی صاحب

آپ متعلوی عرف مٹاری، ضلع حیدرآباد، سندھ کے رہنے والے ہیں، بالفعل لواری تعلقہ بدین، ضلع حیدرآباد، سندھ مین مفتی ہین، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ.

۳۵۱۔ مولوی سید محمد علی صاحب دوکوہی

عرف امام علی بن سید غلام محی الدین ساکن دوکوہہ، ضلع جالندھر، آپ نے مولانا محمد لطف اللہ صاحب علی گڑھی و مولوی حافظ شوکت علی صاحب سندیلوی و مولوی محمد کمال صاحب عظیم آبادی و مولوی احمد حسن صاحب مدرس کانپور و مولوی عبدالحمید صاحب عظیم آبادی سے علوم متعارفہ تحصیل فرما کر شغل طب اختیار کیا ہے، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ.

۳۵۲۔ مولوی محمد عمر صاحب دہلوی

ابن مولوی کریم اللہ صاحب، ولادت آپ کی ۱۲۶۸ بارہ سواڑسٹھ ہجری مین ہوئی، اپنے والد ماجد سے جملہ علوم رسمیہ پڑھ کر فراغت پائی، افادہ طلبہ مین مصروف ہین، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ.

۳۵۳۔ مولوی حافظ محمد عمر صاحب دہلوی

ابن مولوی حافظ فرید الدین صاحب، ولادت آپ کی انیسوین ماہ شعبان ۱۲۷۱ بارہ سوا کہتر ہجری مین ہوئی، ابتدائی کتب مولوی کریم اللہ صاحب و حافظ غلام رسول صاحب متخلص بہ ویران و مولوی قدرت اللہ صاحب ولایتی و مولوی عبدالصمد صاحب بنگالی و مولوی سید بخش اللہ صاحب گورکھپوری سے اور میبذی وغیرہ مولوی علم اللہ خان صاحب سے اور کنز الدقائق وغیرہ مولوی محمد یعقوب سے اور ہدایہ و موطا امام مالک ورشیدیہ مولوی عبدالحق صاحب سے پڑھ کر ۱۲۹۵ بارہ سو پچانوے ہجری مین جملہ کتب رسمیہ سے فراغت لے کر سند حدیث کی، مولوی عبدالصمد صاحب

مبارکپوری تلمیذ حضرت شیخنا و مولانا فضل رحمٰن صاحب مرادآبادی سے لی، بیعت و خلافت مولوی حافظ آخوند عبدالعزیز صاحب دہلوی سے ہے، فی الحال آپ اپنے مرشد کے جانشین ہین اور ارشاد و ہدایت مین مصروف ہین، زیادہ تذکرہ آپ کا عمدۃ الصحائف مین مرقوم ہے، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ.

۳۵۴۔ مولوی محمد عمر صاحب

آپ مدرسہ انجمن اسلامیہ مونگیر کے مدرس ہین اور اس حیلہ سے خدمت اسلام وتدریس مین مصروف ہین، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ.

۳۵۵۔ مولانا قاضی محمد فاروق صاحب چریاکوٹی

ابن قاضی علی اکبر، آپ مشہور بین الجمہور ہین، آپ کی لیاقت علمیہ و متانت طبعیہ کا ذکر کرنا تحصیل حاصل ہے، پہلے اپنے برادر بزرگ مولوی عنایت رسول سے کچھ پڑھا، پھر مولوی رحمت اللہ صاحب لکھنوی و مولوی مفتی محمد یوسف صاحب لکھنوی و مولوی ابوالحسن صاحب منطقی وغیرہم سے تکمیل فرمائی، بعدہ افادہ و افاضہ طلبہ مین مشغول ہوئے، فن ادب مین کمال حاصل کیا، کشف القناع عن وجوہ الاوضاع اور مسدس فاروقی یعنی نظم معرکہ عظیم گاؤکشی واقع اعظم گڑھ و رسالہ اعلام حکام الحقوق اسلام و خطبات منظومہ جمعہ وغیرہ آپ کے تصانیف سے ہے، آپ کے مراتب کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ مولوی محمد شبلی نعمانی سا شخص آپ کے شاگردوں مین سے ہے، مسلمہ اللّٰہ تعالیٰ و ادامہ وابقاہ.

۳۵۶۔ مولوی محمد فاروق صاحب غازی پوری

آپ کا وطن غازی پور ہے، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ.

۳۵۷۔ مولوی محمد قاسم صاحب آروی

آپ آرہ ضلع شاہ آباد کے رہنے والے ہین، فی الحال مدرسہ عالیہ کلکتہ مین

مدرس اول اینگلو پرشین ڈیپارٹمنٹ ہین، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ.

۳۵۸۔ مولوی شاہ محمد کامل صاحب اعظم گڑھی

آپ ضلع اعظم گڑھ کے رہنے والے ہین، تصوف کی طرف زیادہ رغبت ہے، ارشاد و ہدایت خلق مین مصروف ہین، غازی پور مین قیام ہے، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ.

۳۵۹۔ مولوی محمد کمال صاحب عظیم آبادی

ابن شیخ کریم الدین صاحب، ولادت آپ کی ۱۲۴۹ بارہ سو انچاس ہجری مین ہوئی اور مفتی صدر الدین خان دہلوی و مولوی واجد علی لکھنوی، و مولوی مراد اللہ بن مولوی نعمت اللہ لکھنوی و مولوی دادار بخش پنجابی تلمیذ مولانا فضل حق خیر آبادی و مولوی محمد معین الدین صاحب کڑوی مدرس مرزا پور و مولوی عبد الوحید لکھنوی و ملا اخوند سید محمد ولایتی نزیل رامپور و مفتی سعد اللہ صاحب مراد آبادی و مولوی عالم علی صاحب مراد آبادی و مولانا عبد الغنی صاحب مجددی دہلوی سے جملہ علوم عقلیہ و نقلیہ تحصیل فرما کر مرتبہ کمال کو پہونچے، فی الحال عظیم آباد مین مدرس ہین، تلامذہ بکثرت ہین، مثل مولوی لطیف حسین عظیم آبادی و مولوی عبد الغفور دانا پوری و مولوی لطف الرحمٰن بنگالی وغیرہم اور شرح جامی و حاشیہ غلام یحییٰ پر آپ کے حواشی و تعلیقات بہت عمدہ ہیں، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ.

۳۶۰۔ مولوی محمد محمود صاحب

قصبہ مؤ ضلع اعظم گڑھ کے رہنے والے ہین، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ.

۳۶۱۔ مولوی محمد محمود صاحب

آپ پھلت ضلع مظفر گڑھ کے باشندے ہین، نہایت خوش بیان واعظ و خوش الحان قرآن خوان ہین، وطن ہی مین مقیم ہین۔

۳۶۲۔ مولوی سید محمد مصطفیٰ صاحب ٹونکی

افسوس ہے کہ آپ کا ترجمہ حاصل نہین ہو سکا۔

۳۶۳۔ مولوی محمد مکی صاحب جونپوری

ابن مولانا سخاوت علی صاحب مرحوم، ولادت آپ کی ۲۹ جمادی الآخری ۱۲۷۴ بارہ سو چوہتر ہجری مین بمقام مکہ معظمہ ہوئی اور کتب درسیہ مولوی شبلی برادر خود و مولوی عبداللہ صاحب ساکن موضع کوپا ضلع چھپرا و مولوی سعادت حسین صاحب عظیم آبادی و مولوی علی اکرم صاحب آروی، وشیخنا و مولانا محمد عبدالحی صاحب لکھنوی فرنگی محلی سے پڑھ کر فراغت حاصل فرمائی، اب تذکیر و تدریس کا شغل ہے اور جونپور مین قیام پذیر ہین، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ.

۳۶۴۔ مولوی حافظ حکیم محمد نبی صاحب پنجابی

فی الحال صدر شفا خانہ یونانی ریاست رامپور مین ملازم ہین، درس کا شغل ہے ومولوی عبدالحق صاحب خیرآبادی سے تلمذ ہے، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ.

۳۶۵۔ مولوی محمد نظیر صاحب زین العابدین

ابن ناظر ذکی الدین احمد صاحب، بالفعل چوک مسجد آرہ مین قیام ہے، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ.

۳۶۶۔ مولانا حاجی حافظ ابوالاحیاء محمد نعیم صاحب لکھنوی

ابن جناب مولانا عبدالحکیم صاحب، حق تعالیٰ نے آپ کی ذات کو مجمع صفات بنایا ہے، اس گئے گزرے وقت مین ہمارے مٹے ہوئے پرانے دارالعلم فرنگی محل کا نام آپ کی بدولت روشن ہے، مزاج مین احتیاط وتقویٰ بہت ہے، اکثر علمائے عصر کو آپ سے تلمذ کا فخر حاصل ہے، متوکل علی اللہ ہین، وعظ و پند و تدریس وافتاد کا شغل ہے، تنقید الکلام المنسوب الی غوث الانام وغیرہ آپ کے تصانیف سے

ہے، متع اللہ المسلمین بطول بقائہ.

۳۶۷۔ مولوی محمد ہارون صاحب نصیر آبادی

آپ نصیر آباد، ضلع رائے بریلی مین رہتے ہیں، سلمہ اللہ تعالیٰ.

۳۶۸۔ مولوی محمد یحییٰ صاحب نگرامی

ابن مولوی حافظ محمد عبد العلی صاحب مرحوم آپ مولف کے بڑے بھائی ہین، ۱۲۷۲ بارہ سو بہتر ہجری مین بمقام قصبہ نگرام پیدا ہوئے، والد ماجد سے اخذ علوم کیا، مولانا محمد نعیم صاحب لکھنوی و مولوی فضل اللہ صاحب مرحوم لکھنوی سے بھی سند و اجازت ہے، مختصر تذکرہ آپ کا رسالہ ساغر علوی مین نور چشم حاجی مولوی محمد احسن وحشی نگرامی سلمہٗ نے لکھا ہے، سلمہ اللہ تعالیٰ.

۳۶۹۔ مولوی حکیم محمد یٰسین صاحب آروی

ابن جناب مولانا حافظ حکیم حاجی ناصر علی صاحب مرحوم غیاث پوری آروی، ولادت آپ کی بمقام آرہ، ضلع شاہ آباد بارہویں شوال روز دوشنبہ وقت صبح ۱۲۸۰ بارہ سو اسّی ہجری مین ہوئی، پہلے اپنے والد ماجد سے تحصیل علم فرمائی، پھر مدرسہ عین العلوم آرہ مین مولوی سخاوت حسین صاحب و مولوی فضل کریم صاحب و مولانا سعادت حسین صاحب سابق الذکر سے پڑھنا شروع کیا، جب عین العلوم کا انتظام مختل ہو گیا تو آپ کے والد ماجد نے مدرسہ فخر المدرسین قائم فرمایا، اسی مدرسہ کے مدرس اول مولوی وحید الحق صاحب استھانوی بہاری و مدرس دوم مولوی سید فدا حسین صاحب محی الدین نگری سابق الذکر سے پڑھتے رہے، جب اس مدرسہ کا بھی انتظام خلل پذیر ہوا تو ہمراہ والد ماجد خود کلکتہ تشریف لے گئے، وہان مدرسہ عالیہ مین چند روز تحصیل علم فرمائی، پھر وطن آ کر مولانا سعادت حسین صاحب سے تحصیل علم مین مشغول ہوئے اور مولوی ابو محمد ابراہیم صاحب آروی سے بھی ایک کتاب پڑھی۔

آخر الامر بغرض حصول فیوض خاندانی جناب مولانا وشیخنا محمد عبدالحی صاحب لکھنوی مرحوم کی خدمت مین حاضر ہوکر تین سال ۱۲۹۶ھ و ۹۷-۹۸ھ مین جملہ کتب درسیہ سے فراغت حاصل فرمائی اور حضرت مولانا نے سند واجازت بھی مرحمت کی، حافظ حکیم عبدالعلی صاحب بن حکیم محمد ابراہیم صاحب لکھنوی کے مطب مین شریک ہوکر طرز وطریقہ معالجہ حاصل کیا اور تکمیل علم طب اپنے والد ماجد سے کر کے بمقام عظیم آباد علم جدید ہومیو پیتھک حاصل کیا، آپ کے تصانیف مین سے معین المعالجین، رسالہ آئین، تنبیہ الشیاطین، فضائل امام اعظم ہین، مؤلف کے حال پر آپ کو خلوت ومحبت غائبانہ ہی، جزاہ اللہ وسلم.

۳۷۰۔ مولوی محمد یٰسین صاحب چناروی

ابن شیخ تہورعلی، آپ کا وطن چنارہ، ضلع اعظم گڑھ ہے، آپ کو تلمذ مولوی محمد مکی جونپوری ومولوی حکیم ابوالنعمان محمد عثمان صاحب چناروی ومولوی حافظ علی انور صاحب کاکوروی ومولوی محمود حسن صاحب مدرس اول مدرسہ دیوبند ومولوی خلیل احمد صاحب مدرس دوم مدرسہ دیوبند سے ہے، فی الحال مدرسہ قلعہ سنور پٹیالہ مین مدرس ہین، سلمہ اللہ تعالیٰ.

۳۷۱۔ مولوی محمد یعقوب صاحب

آپ کا وطن ہند کا نامی گرامی شہر دہلی ہے، سلمہ اللہ تعالیٰ.

۳۷۲۔ مولوی محمد یعقوب صاحب

الٰہ آباد ممالک مغربی وشمالی آپ کا وطن ہے اکثر قیام آپ کا اعظم گڑھ مین رہتا تھا، اب فی الحال ضلع رائے بریلی مین مطب کرتے ہین، سلمہ اللہ تعالیٰ.

۳۷۳۔ مولوی محمد یوسف صاحب تھانوی

آپ تھانہ بھون، ضلع مظفر نگر کے رہنے والے ہین، افادہ خلق مین خدا

کامیاب فرمائے، سلمہ اللہ تعالیٰ.

۳۷۴۔ مولوی حاجی محمد یونس خان صاحب

آپ وتاؤلی، ضلع علی گڑھ کے رئیس اور بہت فصیح اللسان ہین، ادب مین زیادہ دلچسپی ہے، مضامین عمدہ لکھتے ہین، معاملات ندوہ مین خاص انہاک ہے، اور رفاہ قوم کے دل وجان سے ساعی ہین، سلمہ اللہ تعالیٰ.

۳۷۵۔ مولوی محمود حسن صاحب دیوبندی

ابن مولوی ذوالفقار علی صاحب، مدرس اعلیٰ مدرسہ دیوبند، آپ مشہور عالم باعمل وفاضل اجل ہین، مولانا محمد قاسم صاحب مرحوم نانوتوی کے شاگرد ہین، آپ کے فہم وذکاوت وتیزی طبع کا یہ حال ہے کہ جملہ علوم معقول ومنقول ایسا پڑھاتے ہین کہ گویا خود اس کے موجد ہین، تقریر نہایت خوش بیانی کے ساتھ فرماتے ہین، فن مناظرہ مین بھی دستگاہ کامل رکھتے ہین، نہایت متواضع ومنکسر المزاج ہین، سلمہ اللہ تعالیٰ.

۳۷۶۔ مولوی محمود عالم صاحب سہسوانی

ولادت آپ کی ۱۲۷۸ بارہ سو اٹھہتر ہجری مین ہوئی، مولوی ارشاد حسین صاحب مرحوم سے جملہ علوم حاصل کر کے فراغ حاصل کیا، مطب کا شغل ہے، سلمہ اللہ تعالیٰ.

۳۷۷۔ مولوی محی الدین صاحب

آپ انجمن حمایت اسلام، لاہور کی طرف سے خدمت وعظ پر مقرر ہین اور پند وہدایت فرماتے ہین، سلمہ اللہ تعالیٰ.

۳۷۸۔ مولوی محی الدین صاحب

آپ میور کالج الٰہ آباد میں اسسٹنٹ پروفیسر ہین، تحقیقات علمیہ بہت اچھی ہے، مختلف انتخابات سے کئی مرتبہ گورنمنٹ سکولون کے واسطے فارسی کورس مرتب

فرمائے اور قواعد فارسی تالیف فرمائی، گلستان و بوستان کے انتخاب کی شرح بھی لکھی ہے، تدریس کا شغل اور یہی ذریعہ بسر اوقات ہے، سلمہ اللہ تعالیٰ۔

۳۷۹۔ مولوی مراد علی صاحب

ابن حاجی حکیم غلام قادر صاحب، معروف بہ منشی تراب علی، کنیت آپ کی ابو احمد ہے، ولادت بمقام قصبہ ٹانڈہ، ضلع ہوشیار پور، ملک پنجاب تقریباً ۲۲ ربیع آخر ۱۲۴۹ بارہ سو انچاس ہجری مین ہوئی، مسکن آپ کا موضع بیگووال علاقہ راج کپورتھلہ، ضلع جالندھر، ملک پنجاب ہے، اساتذہ ذیل:

مولوی محمد ابراہیم کلان، ساکن موضع بوٹ، متصل کپورتھلہ و سید حسین شاہ صاحب قادری، ساکن بٹالہ ضلع گورداسپور و مولوی شیخ غلام حسین صاحب قانونگو و مولوی عبداللہ صاحب تلونڈی والہ، ضلع ہوشیار پور و مولوی رحمت اللہ صاحب ساکن قصبہ کرانہ متصل پانی پت و مولوی عبدالحق صاحب خیر آبادی و مولوی اخوند ہزار میر صاحب رامپوری و مولوی عبدالعلی صاحب رامپوری سے جملہ علوم کی تکمیل فرمائی، فرہنگ منتخبات العربیہ و فرہنگ بوستان آپ کی تصنیف ہی فی الحال پنشن سرکار سے ملتی ہی، آپ کے تلامذہ مین سے مولوی غلام احمد صاحب مدرس مدرسہ نعمانیہ لاہور ہین، ابقاہ اللہ تعالیٰ۔

۳۸۰۔ مولوی حکیم سید مسیح الدین احمد صاحب

ابن مولوی حافظ حاجی سید فخر الدین صاحب معروف بہ حکم بادشاہ قادری نقشبندی الہ آبادی، ولادت آپ کی بمقام الہ آباد محلہ یحییٰ پور، دائرہ شاہ رفیع الزمان ماہ ذی الحجہ ۱۲۶۱ بارہ سو اکسٹھ ہجری مین ہوئی، جملہ علوم رسمیہ اپنے والد بزرگوار سے تحصیل فرمایا اور مدت دس سال مین فراغت حاصل ہوئی، ایک رسالہ مناظرہ مناسخہ مین اور رسالہ ہدایۃ الطالبین آپ کے تصانیف مین سے ہے، سلمہ اللہ تعالیٰ۔

۳۸۱۔ مولوی مسیح الزمان خان صاحب شاہ جہانپوری

شاہ جہانپور، واقع روہیل کھنڈ آپ کا وطن ہے اور آپ حضور نظام حیدر آباد، دکن کے استاد ہیں، سلمہ اللہ تعالیٰ

۳۸۲۔ مولوی حافظ مشتاق احمد صاحب انبٹھوی

ولد مخدوم بخش انصاری، آپ تقریباً ۱۲۷۳ بارہ سو تہتر ہجری مین پیدا ہوئے، مولد و مسکن آپ کا قصبہ انبٹھ، ضلع سہار نپور ہے آپ کے اساتذہ کے نام یہ ہیں: مولوی سعادت علی مرحوم سہار نپوری، مولوی سدید الدین خان مرحوم دہلوی، مولوی سید محمد علی چاند پوری دہلوی مرحوم، مولوی فیض الحسن مرحوم سہار نپوری، مولانا قاری عبد الرحمٰن صاحب پانی پتی، تصنیفات آپ کے چھوٹے بڑے قریب تیس رسالوں کے ہین، منجملہ ان کے بعض کے نام یہ ہین:

تحصیل المنال باصلاح حسن المقال، تسہید فی ثبوت ضرورۃ التقلید، قریۃ العینین بتحقیق رفع الیدین، احسن التوضیع فی مسئلہ التراویح، معراج جسمانی رد مرزائے قادیانی، نسخ التوراۃ والانجیل، تبشیر الاصفیاء باثبات حیات الانبیاء، ازالۃ الالتباس، ضابطہ در تحصیل رابطہ، رفیق الطریق، شرح اصول فقہ، فی الحال آپ گورنمنٹ سکول لدھیانہ کے مدرس عربی ہین، سلمہ اللہ تعالیٰ.

۳۸۳۔ مولوی حاجی حکیم سید مشتاق علی صاحب نگینوی

ابن سید وزیر علی صاحب، ولادت آپ کی ۱۸۵۶ مین ہوئی، وطن آپ کا نگینہ بجنور، قسمت روہیل کھنڈ ہے، مولانا مولوی محمد یعقوب صاحب نانوتوی، مدرس مدرسہ دیوبند و مولوی سید ابو الخیرات سید احمد صاحب دہلوی مدرس دوم مدرسہ دیوبند، مولوی ملا مراد صاحب دیوبندی، مولانا احمد علی صاحب محدث سہار نپوری سے تحصیل علوم کی، فی الحال مدرسہ اسلامیہ فیض آباد مین مدرس ہین، سلمہ اللہ تعالیٰ.

۳۸۴۔ مولوی شیخ مظہر الحق صاحب

ابن شیخ فتح اللہ صاحب، رئیس اعظم مؤ، ضلع الہ آباد، آپ کی ولادت ۱۲۸۴ بارہ سو چوراسی ہجری مین ہوئی، جملہ کتب درسیہ مولوی عبد القدوس مسبوق الذکر و مولوی محمد اسحٰق تیرگانوین مرحوم سے آٹھ سال کی مدت مین تحصیل کر کے فراغت پائی، آپ کے تصانیف مین سے، حقیقۃ الازواج فی اباحۃ الازواج ہے، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ.

۳۸۵۔ مولوی مظاہر الحق صاحب عظیم آبادی

آپ عظیم آباد (پٹنہ) واقع ملک بہار کے رہنے والے ہین، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ.

۳۸۶۔ مولوی حکیم مظہر الہادی صاحب امروہوی

ابن مولوی عبد الرحمٰن صاحب تحصیلدار، آپ نسباً عباسی وحسباً حسینی نقوی ہین، علم معقول وفقہ واصول وکلام وتفسیر وفلسفہ وطب ومعانی وبیان ومسلم وبخاری شریف بہمراہی جناب مولوی بقا حسنین خان صاحب فیروز آبادی اپنے مامون جناب مولانا محمد حسن صاحب امروہوی مسبوق الذکر سے حاصل فرمایا، بعدہ باقی کتب حدیث و مسلم الثبوت ومقامات حریری وسبعہ معلقہ ومتنبّی وفرائض، امروہہ (ضلع مرادآباد) مین مولوی سید احمد حسن صاحب ممدوح سے پڑھین، آپ کے تصانیف مین سے مظہر الاسلام، ماہواری رسالہ، مظہر الہدایۃ العلیہ، ترجمہ مواعظ قادریہ، جامع السلوکین تصوف مین ہے، مظہر الاسلام بنام مؤلف ماہوار آتا ہے یہ رسالہ ماہ جمادی ثانیہ ۱۳۱۳ھ سے شائع ہونے لگا ہے، مضامین اس کے نہایت دلچسپ اور مفید عوام بلکہ خواص ہین خدا اس کی اشاعت مین ترقی دے اور اس سے لوگون کو فیض یاب کرے، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ.

۳۸۷۔ مولوی مقیم الدین صاحب

بن سلطان محمد ڈبال پتی صوبہ خیل، مسکن آپ کا موضع کوٹ ممریز، علاقہ ٹانک

ہے، کتب ابتدائیہ تامیذی مولوی دین محمد ساکن ٹانک سے پڑھے، پھر مولانا محمد مظہر نانوتوی ومولوی عبدالحق صاحب خیرآبادی ومولوی حافظ احمد حسن پنجابی مدرس کانپوری سے تکمیل کتب درسیہ کی، بالفعل مدرسہ شوکت الاسلام سندیلہ، ضلع ہردوئی کے مدرس اعلیٰ ہین، مؤلف نے ندوۃ العلماء کے دوسرے سالانہ جلسہ مین آپ کو دیکھا ہے، نہایت مستعد وجفاکش ومنکسر المزاج ہین، سلمہ اللہ تعالیٰ.

۳۸۸۔ مولوی ممتاز حسین صاحب بردوانی

بردوان، صوبہ بنگال آپ کا وطن ہے، سلمہ اللہ تعالیٰ.

۳۸۹۔ مولوی منصور علی صاحب مرادآبادی

آپ مرادآباد (روہیل کھنڈ) کے رہنے والے ہین، فی الحال مدرسہ طبیہ حیدر آباد، دکن کے مدرس ہین، سلمہ اللہ تعالیٰ.

۳۸۰۔ مولوی منفعت علی صاحب دیوبندی

آپ مدرسہ دیوبند ضلع سہارنپوری مین مدرس ہین، نہایت تیز طبع، ذکی، فہم ریاضی دان، حکمت مین آپ کا خاص طور سے شہرہ ہے، فرائض اردو، علم شریعت آپ کے تصانیف مین سے ہین مولف نے فرائض اردو مطالعہ کیا ہے، مسائل ارث کو خوب صحت وتوضیح وتسہیل سے لکھا ہے، سلمہ اللہ تعالیٰ.

۳۹۱۔ مولوی منور علی صاحب پنجابی

بن حافظ مظہر حق، فی الحال ریاست رامپور مین مدرس مدرسہ عالیہ ہین، سلمہ اللہ تعالیٰ.

۳۹۲۔ مولوی میر محمد صاحب میرٹھی

آپ میرٹھ کے رہنے والے نہایت تیز طبع وذکی ہین، چند سال سے کلکتہ مین مدرس ہین، سلمہ اللہ تعالیٰ.

حرف النون

۳۹۳۔ مولوی سید ناصر الدین صاحب دہلوی

ابن سید محمد علی صاحب، ولادت آپ کی بمقام ناگپور ہوئی، جملہ علوم رسمیہ اپنے والد ماجد اور جد امجد سے تحصیل فرمایا اور توراۃ و انجیل با تفسیر عربی و یونانی علمائے اہل کتاب سے حاصل کی ہے، آپ کو اہل کتاب سے مناظرہ کرنے مین ایسا ملکہ ہو گیا ہے کہ نظیر آپ کا ظاہر نہین ہے، اسی امر مین رسائل و کتب قریب تیس کے تالیف فرمائے ہین، اب ایک تفسیر نہایت ضخیم بزبان فارسی تالیف فرما رہے ہین، اس سے بھی غرض اثبات و حقیقت مذہب اسلام و ابطال دیگر ادیان ہے، اللھم لا یبکی الزمان بفراقه.

۳۹۴۔ مولوی حاجی حافظ ناظر حسن صاحب دیوبندی

آپ کا وطن قصبہ دیوبند، ضلع سہارنپور ہے، فی الحال میرٹھ اندر کوٹ مدرسہ اسلامیہ مین مدرس اول ہین، سلمه اللّٰه تعالیٰ.

۳۹۵۔ مولوی نجف علی صاحب جھجھری

ابن محمد عظیم الدین صاحب وطن آپ کا قصبہ جھجھر، ضلع رُہتک ہے، طبع موزون و ذہن رسا رکھتے ہین، آپ کے تالیفات مین سے، کافل الاسعاد، سحر الکلام، شرح مقامات حریری بزبان عربی غیر منقوط، شرح دیوان متنبی، شرح دیوان حماسة، حاشیه مطول، نہایت مفید ہین، سلمه اللّٰه تعالیٰ.

۳۹۶۔ مولوی حافظ نذیر احمد خان صاحب دہلوی

شہر دہلی محلہ کھاری باؤلی مین آپ کا دولت خانہ ہے، علوم عربیہ و فارسیہ کے علاوہ جو دہلی کالج مین حاصل فرمائے تھے، ہنگام ملازمت عہدۂ ڈپٹی انسپکٹری مدارس

انگریزی مین مہارت کامل حاصل فرمائی، سرکار گورنمنٹ انگلشیہ مین ڈپٹی کلکٹر تک رہ چکنے کے بعد حیدرآباد، دکن کو بھیجے گئے اور وہان مدت تک خدمات حضور نظام انجام دیتے رہے، اب ایک عرصہ سے پنشن پاتے ہین، مکان پر مقیم ہین، تائید اسلام مین سرگرم ورفاہ قوم مین بدل ساعی ہین، آپ کے تصانیف مین سے مرآۃ العروس، توبۃ النصوح، محصنات، ابن الوقت، منتخب الحکایات، موعظہ حسنہ، چند پند، مایغنیک فے الصرف، صرف صغیر، نصاب خسرو، اتمام حجت، بنات النعش، ایامیٰ، رویائے صادقہ ہین، مجموعہ آپ کے لکچرون کا جن مین وقتاً فوقتاً آپ نے حقانیت اسلام بیان کی ہے، بجائے خود ایک ضخیم کتاب ہے، اور ایک تفسیر مبسوط کلام اللہ کی لکھی ہے، تعلیم قرآن و پابندی حدیث وسنت کے بارہ مین بڑا جوش ہے، سلمہ اللہ تعالیٰ.

۳۹۷۔ مولانا مولوی حاجی حافظ سید محمد نذیر حسین صاحب دہلوی

ابن سید جواد علی مرحوم، ولادت باسعادت آپ کی بمقام سورجگڈھ من مضافات بہار تقریباً ۱۲۲۵ بارہ سوپچیس ہجری مین ہوئی، آپ کے شیوخ کے یہ نام ہین: مولوی سید عبدالخالق، مولوی شیر محمد قندھاری، مولوی جلال الدین ہراتی، مولوی شیخ کرامت العلی اسرائیلی، مولوی محمد بخش عرف تربیت خان، مولوی عبدالقادر رامپوری، مولانا محمد اسحٰق صاحب دہلوی، سید عبدالرحمٰن بن سلیمان الاہدل، شیخ عبدالرحمٰن الکزبری الدمشقی، شیخ علامہ محمد عابد سندی مدنی، مؤلف حصر الشارد، شیخ عبداللطیف بیروتی، آپ کا فیض عام اقطار ارض مین شائع ہے، جس قدر کثرت تلامذہ ومستفیدین حضرت صاحب ترجمہ ہے، مین نے نہین دیکھا۔

اکثر اہل علم عالم آپ کے تلمذ سے اپنا فخر یقین کرتے ہین چند علماء جو آپ کے فیض سے سیراب ہوئے، ان کا نام بطور نمونہ ارقام ہوتا ہے:

مولانا عبداللہ مرحوم غزنوی، محمد بن عبداللہ غزنوی مرحوم، مولوی عبدالجبار غزنوی امرتسری سلمہ، عبدالواحد غزنوی، عبداللہ بن عبداللہ غزنوی، مولوی شریف حسین مرحوم، مولوی محمد بشیر سہسوانی سلمہ، مولوی امیر حسن مرحوم سہسوانی، مولوی امیر

احمد مرحوم سہسوانی، مولوی غلام رسول پنجابی، محمد بن بارک اللہ پنجابی، مولوی محمد حسین لاہوری، مولوی حافظ عبداللہ غازی پوری سلمہ، مولوی سعادت حسین بہاری سلمہ، مولوی علیم الدین حسین مرحوم نگرنہسوی، مولوی لطف العلی بہاری مرحوم، مولوی ابومحمد ابراہیم آروی سلمہ، مولوی عبدالمنان وزیرآبادی سلمہ، مولوی نوراحمد ڈیانوی سلمہ، مولوی شمس الحق ڈیانوی سلمہ، مولوی بدیع الزمان مرحوم لکھنوی، مولوی وصیت علی، مولوی اسدعلی چاٹگامی، مولوی غلام علی قصوری، مولوی احمد اللہ، مولوی میر حسن شاہ بٹالوی، مولوی عمر الدن ہوشیار پوری، مولوی برہان الدین، مولوی احمد حسن دہلوی، مولوی محمد بکنی گجراتی، مولوی عبداللہ چکڑاتی، مولوی خلیل الرحمٰن شاہ پوری سلمہ، مولوی عبدالغفار چھپروی، مولوی محمد اسحٰق صاحب گنجی، قاضی طلا محمد پشاوری مرحوم، قاضی محفوظ اللہ پانی پتی مرحوم، شیخ احمد دہلوی مرحوم، مولوی بخشش احمد، مولوی سلامت اللہ اعظم گڑھی سلمہ، مولوی ابوعبدالرحمٰن محمد پنجابی، مولوی عبدالغنی لعل پوری بہاری، مولوی الٰہی بخش براکری بہاری، مولوی امیر علی ملیح آبادی لکھنوی، مولوی نور محمد ملتانی، مولوی محمد احسن استھانوی بہاری، مولوی نظیر حسن آروی، مولوی عبدالعزیز رحیم آبادی ترہتی، مولوی محمد یٰسین رحیم آبادی ترہتی، مولوی عبداللہ پنجابی گیلانی، مولوی محمد طاہر سلہٹی، مولوی عبدالجبار عمرپوری سلمہ، مولوی محمد عرفان ٹونکی سلمہ، مولوی محمد حسین ہزاروی مولوی نعمت علی پھلواروی، مولوی محمد احسن بھوپالی، مولوی عبداللہ سندی مغربی، مولوی محمد ناصر نجدی، مولوی سعد بن حمد نجدی، مولوی عبدالحق صاحب دہلوی صاحب تفسیر حقانی سلمہ، مولوی محمد سلیمان پھلواروی سلمہ، مولوی علاء الدین محمد مولوی غلام احمد مدرس مدرسہ نعمانیہ لاہور سلمہ، مولوی عبدالقدوس ساکن موضع الہ آباد سلمہ، حکیم نصیرالحق ڈیانوی سلمہ، مولوی محمد اشرف ڈیانوی سلمہ، مولوی محمد رفیق شاہ پوری سلمہ، مولوی فقیر اللہ شاہ پوری سلمہ، مولوی محمد اسحٰق رامپوری سلمہ، مولوی عبدالرحمٰن شاہ پوری سلمہ مولوی سلیم اللہ اعظم گڑھی ☆۔

☆ (اضافہ از) مصحح کتاب یعنی وحشی نگرامی۔

الحاصل ذات مجمع الحسنات اس وقت مین فضل خدا اور اہلحدیث کے لیے امام و پیشوا ہے، یہ مختصر رسالہ بیان اوصاف و اخلاق سے قاصر ہے، اس لیے کہ اختصار مد نظر ہے، آپ کے حالات غایۃ المقصود شرح سنن ابی داؤد کے مقدمہ مین اور مکتوب لطیف اور تذکرۃ النبلاء فی تراجم العلماء مین مولوی ابو الطیب شمس الحق عظیم آبادی نے تفصیلاً تحریر فرمایا ہے، من شاء فلیطالعھا ادامہ اللہ و ابقاہ.

۳۹۸۔ مولانا حاجی نذیر علی صاحب فتح پوری

آپ کی ذات جامع علوم ظاہری و باطنی ہے، صدہا طالبین شریعت و طریقت آپ سے فیضیاب ہوتے ہین، متواضع و منکسر المزاج ہین، بالفعل وطن مالوف قصبہ فتح پور، ضلع بارہ بنکی مین رونق افروز ہین، متع اللہ المسلمین بطول بقائہ.

۳۹۹۔ مولوی نصرت علی خان صاحب دہلوی

ابن مولوی ناصر الدین محمد ابو المنصور مذکور، ولادت آپ کی سترہوین شوال ۱۲۶۴ بارہ سو چونسٹھ ہجری مین ہوئی، آپ کو علاوہ فضل و ہنر علم عربی کے زبان فارسی و ترکی و انگریزی و ہندی مین مہارت تامہ ہے، ایک مطبع کے آپ مالک ہین اس کا نام نصرت المطابع ہے، تالیفات آپ کے بھی تیس کے قریب ہین، سلمہ اللہ تعالیٰ.

۴۰۰۔ مولوی حکیم نصیر الحق صاحب عظیم آبادی

ابن شیخ محمد حسین صاحب، آپ نے کتب درسیہ کی تکمیل مولانا بشیر الدین صاحب مرحوم قنوجی و مولانا نذیر حسین صاحب دہلوی و مولوی حافظ عبداللہ صاحب غازی پور، و مولانا و شیخنا مولوی محمد عبدالحی صاحب مرحوم لکھنوی سے کی اور کتب طبیہ دہلی مین بعض احفاد حکیم شریف خان صاحب مرحوم سے پڑھین، آپ مولوی محمد احسن صاحب مرحوم ابن مولانا گوہر علی صاحب مرحوم ساکن ڈیانوان، ضلع عظیم آباد کے داماد ہیں، سلمہ اللہ تعالیٰ.

۴۰۱۔ مولوی حکیم نصیر الدین صاحب میرٹھی

آپ کا وطن میرٹھ ہے، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ۔

۴۰۲۔ مولوی شاہ نظام الدین صاحب بریلوی

ابن شاہ نیاز احمد صاحب مرحوم، بریلی، روہیل کھنڈ کو آپ کے آستانہ ہونے کا فخر حاصل ہے، صوفی روش، فقیر مشہور، درویش منکسر المزاج ہین، صدہا آدمی فیضیاب ہوتے ہیں، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ۔

۴۰۳۔ مولوی نظام الدین صاحب

احمد پور شرقی، واقع ریاست بہاولپور، آپ کا وطن ہے، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ۔

۴۰۴۔ مولوی حافظ حکیم نظام الدین صاحب لکھنوی

ابن مولوی حافظ فخر الدین صاحب مرحوم، آپ بھی پرانے دار العلم فرنگی محل کے یادگار ہین، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ۔

۴۰۵۔ مولوی حکیم حافظ نعمت اللہ صاحب

ابن حافظ سید رحمت اللہ صاحب مرحوم، آپ تقریباً ۱۲۸۵ بارہ سو پچاسی ہجری مین پیدا ہوئے، کتب درسیہ ابتدائیہ و کتب قرأت و حفظ کلام مجید اپنے والد سے پڑھا، پھر چند روز مدرسہ دیوبند مین پڑھتے رہے، بعد ازان کتب متوسطہ مولوی عین القضاۃ صاحب حیدر آبادی و مولوی افہام اللہ صاحب لکھنوی و جناب مولانا و شیخنا محمد عبدالحی صاحب مرحوم لکھنوی سے پڑھین پھر مولوی احمد حسن صاحب مدرس مدرسہ امروہہ و مولوی سید شیر علی صاحب جون پوری و جناب مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی سے بقیہ کتب وصحاح حدیث پڑھا، علم طب پہلے مولوی افہام اللہ صاحب سے، پھر حکیم عبدالعلی صاحب لکھنوی و حکیم عبدالولی صاحب سے پڑھ کر تکمیل کیا، وطن آپ کا موضع شاہ پور، ضلع فتح پور ہے، مؤلف سے رابطہ محبت رکھتے ہین، آدمی

نہایت تیز وذہین ہین، زبان انگریزی مین بھی کچھ مہارت ہے، سلمہ اللہ تعالیٰ.

۴۰۶۔ مولوی حاجی نور احمد صاحب پنجابی

آپ پسرور ضلع سیالکوٹ ملک پنجاب کے رہنے والے اور بہت ہی متواضع اور منکسر المزاج ہین، حضرت مولانا حاجی امداد اللہ صاحب سے بیعت ہے، طریقہ تعلیم آپ کا بہت اچھا ہے، بالفعل مدرسہ اسلامیہ سلون ضلع رائے بریلی مین مدرس اول ہین، سلمہ اللہ تعالیٰ.

۴۰۷۔ مولوی حاجی نور احمد صاحب ڈیانوی عظیم آبادی

ابن مولوی گوہر علی صاحب مرحوم، ولادت آپ کی نہم ذی الحج یوم پنجشنبہ ۱۲۶۵ بارہ سو پینسٹھ ہجری مین ہوئی، کتب ابتدائیہ مولوی ابو الحسن منطقی ساکن بھپورہ، ضلع عظیم آباد و مولوی عبد الحکیم صاحب ساکن شیخو پورہ سے پڑھے، پھر مولوی لطف العلی بہاری سے تکمیل کتب درسیہ کی کر کے فراغت حاصل فرمائی ۱۲۹۲ بارہ سو بانوے ہجری مین حج کو تشریف لے گئے، سید احمد دحلان سے سند و اجازت حاصل ہوئی، بعدہ ۱۲۹۵ ہجری مین مولوی عبد الحمید صاحب عظیم آبادی سے اکثر کتب طبیہ وریاضیہ پڑھے اور ۱۲۹۷ بارہ سو ستانوے ہجری مین مولانا نذیر حسین صاحب دہلوی سے سند حدیث حاصل فرمائی اور سال حال ۱۳۱۳ھ مین حضرت شیخ حسین عرب سے بھی سند عطا ہوئی ہے، سلمہ اللہ تعالیٰ.

۴۰۸۔ مولوی نور الدین صاحب

آپ نے بغرض خدمت دینی کتب مطبوعہ مصر کی تجارت کا کام اختیار فرمایا ہے، بالفعل کانپور محلّہ توپ خانہ بازار کہنہ مین مقیم ہین، سلمہ اللہ تعالیٰ.

۴۰۹۔ مولوی حافظ نور محمد صاحب پنجابی

ابن شیخ محمد صاحب، ولادت آپ کی تقریباً ۱۲۷۳ بارہ سو تہتر ہجری مین بمقام

شاہ پور، ملک پنجاب ہوئی، کتب ابتدائیہ ملتان مین حضرت مولوی عبدالرحمٰن صاحب سجادہ نشین و ابن حضرت مولانا عبید اللہ صاحب مرحوم سے پڑھ کر کتب مبسوط مولوی عبدالقدوس صاحب شاگرد مولانا محمد لطف اللہ صاحب علی گڑھی و مولوی عبداللہ ٹونکی سے پڑھی، فاتحہ فراغ بحضور جناب مولانا محمد لطف اللہ صاحب علی گڑھی دام فیضہ پڑھا، مولف سے انس و محبت قلبی رکھتے ہین، آپ کی فروتنی و کسر نفسی باوجود کمال ظاہری و باطنی قابل قدر ہے، ابتدأ مدرسہ فیض عام، کانپور مین چندروز مدرس رہے، اب ضلع فتح پور کے اسلامیہ مدرسہ مین افسر مدرس ہین، بارك الله فی عمره.

۴۱۰۔ مولوی نور محمد صاحب

بن حافظ علی محمد صاحب، آپ موضع مانگٹ، ضلع لدھیانہ مین پیدا ہوئے اور مولانا محمد مظہر صاحب نانوتوی مرحوم اور مولانا احمد علی صاحب محدث سہارنپوری مرحوم اور مولوی امیر باز خان صاحب سہارنپوری سے جملہ کتب درسیہ پڑھ کر فراغت لی، فی الحال مدرسہ اسلامیہ لدھیانہ مین مدرس ہین، سلمه الله تعالیٰ.

حرف الواو

۴۱۱۔ مولوی وحید الحق صاحب

آپ کو شغل تدریس پسند ہے، مدرسہ اسلامیہ بہار، ضلع پٹنہ مین مدرس ہین، سلمه الله تعالیٰ.

۴۱۲۔ مولوی وحید الزمان صاحب فاروقی

نواب وقار نواز جنگ بہادر، معتمد دفتر ملکی حیدرآباد، دکن، ابن مولوی مسیح الزمان صاحب مرحوم، ولادت آپ کی بمقام کانپور ۱۲۶۷ بارہ سو سرسٹھ ہجری مین ہوئی، جناب مفتی عنایت احمد صاحب مرحوم، مولوی سید حسین شاہ بخاری، مولانا مولوی لطف اللہ صاحب علی گڑھی، مولوی بشیر الدین صاحب مرحوم قنوجی، مولانا

عبدالحی صاحب مرحوم لکھنوی سے ۷ سال مین تحصیل علوم متعارفہ فرمائی:
فی الحال بعہدۂ فارن سکرٹری دولت نظام حیدر آباد، دکن بخطاب نواب وقار نواز جنگ بہادر منصب دو ہزاری دہ اسپہ و سہ اسپہ نوبت و نقارہ وعلم و پالکی وغیرہ بمشاہرۂ ایک ہزار پانچ سو روپیہ ملازم ہین، آپ کے تصانیف نافعہ وشائعہ مین سے: نور الہدایہ ترجمہ اردو شرح وقایہ، تخریج شرح عقائد نسفی، تخریج نور الانوار، علامات الحدیث، انتہائی مسئلۃ الاستواء، حاشیہ میر زاہد امور عامہ، شکف الغطا ترجمہ موطا ۴ جلد، ترجمہ سنن ابی داوٗد ۴ جلد، ترجمہ صحیح مسلم ۶، جلد، ترجمہ سنن نسائی ۴ جلد، ترجمہ سنن ابن ماجہ ۳ جلد، ترجمہ وشرح صحیح بخاری مسمیٰ بہ تسہیل القاری ۳۰ جلد وغیرہ ہین، سلمہ اللہ تعالیٰ.

۴۱۳۔ مولوی وصی احمد صاحب سورتی

آپ شہر سورت کے رہنے والے ہین، فی الحال شہر پیلی بھیت محلہ محمد واصل کے مدرسہ مین مدرس ہین، مثل نسائی شریف و مجموعہ شروح اربعہ ترمذی شریف کے اکثر کتابون کا تحشیہ کیا ہے اور فتوای جامع الشواہد انھین کا ہے، سلمہ اللہ تعالیٰ.

۴۱۴۔ مولانا حکیم وکیل احمد صاحب سکندر پوری فاروقی:

ولادت آپ کی نوین ذی حجہ ۱۲۵۸ بارہ سو اٹھاون ہجری مین بمقام موضع دلپت پور، ضلع سارن ہوئی، ابتدائی کتب اپنے بڑے بھائی مولوی ولی الحسنین صاحب سے، کفایۃ المنتہی کافیہ شرح ملا قطبی، میر رشیدیہ حضرت شاہ غلام معین الدین چشتی جونپوری سے، شرح تہذیب، بدیع المیزان مولوی حکیم عبدالعلیم صاحب سکندر پوری سے، بقیہ کتب درسیہ مولانا محمد عبدالحلیم صاحب مرحوم لکھنوی سے، شمس بازغہ مولانا مفتی محمد یوسف صاحب لکھنوی سے، توضیح تلویح مولوی معین الدین صاحب مرحوم کڑوی سے پڑھ کر کمال حاصل فرمایا، کتب طبیہ مولوی حکیم نور کریم صاحب مرحوم دریا آبادی سے اور قانون مولوی سید انور علی صاحب مرحوم سے پڑھ کر مطب

حکیم حاجی محمد یعقوب صاحب مرحوم لکھنوی کی خدمت مین کیا اور مولانا محمد عبدالحلیم صاحب مرحوم ومفتی محمد یوسف صاحب مرحوم ومولوی رحمت اللہ صاحب مرحوم و مولانا محمد نعیم صاحب لکھنوی مدظلہ ومولوی امام الدین لاہوری وغیرہم نے بالقاب فخیمہ اجازت تامہ لکھ دی:

آپ کے ذہن ثاقب وطبع رسا کی توصیف مین دفتر عظیم درکار ہے، مولف نے اکثر آپ کے تالیفات دیکھے، نہایت وسیع النظر ومحقق ہین، آپ عرصہ تیس سال سے ریاست حیدرآباد، دکن مین عہدہ ہائے جلیلہ پر مامور ہین، فی الحال ناظم عدالت گلبرگہ ومجسٹریٹ درجہ اول ہین، تصانیف رائقہ کے نام یہ ہین:

آئینہ چینی، ترجمہ تاریخ یمینی، ابطال الاباطیل برد التاویل العلیل، اخبار نحاۃ، اوحاضات شرح ایماضات، ارشاد العنودالی طریق ادب عمل المولود، ارشاد الرغاد الی مسلک حجۃ اخبار الآحاد، ازالۃ الحزن عن اکسیر البدن، ازوجار بجواب اشتہار اصباح الحق الصریح عن احکام المحدث والقبیح، اعتماد بخطاء اجتہاد، الکلام المنجی برد ایرادات البرنجی، الیاقوت الاحمر شرح الفقہ الاکبر، انوار احمدیہ، بصائر ترجمہ اشباہ و نظائر، تبصرہ تحقیق مزید در مسئلہ کفر ولعن یزید، تذکرۃ اللبیب فیما یتعلق بالطب والطبیب، تشئید المبانی بنکاح الثانی، تقریر دلپذیر در حرمت خمر وخنزیر، تقویم الاسلام، تنقیح البیان بجواز تعلیم کتابۃ النسوان، حد العرفان تصحیح فتاوی علماء زمان بجواز تعلیم کتابۃ النسوان، تنبیہ مخالفین بجواب تفضیح مخالفین، خوان یغما، واضح الوبا، دافع الشقاق عن اعجاز الانشقاق، دستور العمل بتدبیر المنزل، دیوان حنفی، رسالہ اذان، رفادہ علی جرح العبادہ، زبدۃ التحریر، صیانۃ الایمان عن قلب الاطمینان، فیصلہ عدالت شرعی، عمدۃ الکلام بجواز کلام الملوک ملوک الکلام، الکلام المقبول فی اثبات اسلام آباء الرسول لذوۃ الوصال، محدد بجہات المجدد، معیار الصرف، معین الطالبین، مقدمہ مہر انور، مکاتبہ مہر انور ترجمہ فقہ اکبر، مناجاۃ، نصرۃ المجتہدین برد ہفوات غیر المقلدین، نتیجہ ناصح مشفق، نقل مجلس، وسیلہ جلیلہ، نور العینین فی تفسیر ذی

القرنین، ہدایا ترجمہ وصایا، ہدیہ مجددیہ، یاقوتی، یاقوت رمانی، شرح مقامات ابی الفضل ہمدانی، مثنوی وہابی نامہ، وطن مالوف آپ کا سکندر پور ضلع بلیا ہے، ادام اللہ ابقاہ.

۴۱۵۔ مولوی ولی محمد صاحب فاضل جالندھری

شہر جالندھر واقع خطہ پنجاب کو آپ کی سکونت کا فخر حاصل ہے، مولوی عبداللہ کرنالی وغیرہ کو آپ سے تلمذ ہے، تدریس وارشاد کا شغل رہتا ہے، سلمہ اللہ تعالیٰ.

۴۱۶۔ مولوی ولی محمد صاحب

ابن شیخ محمد اسحٰق صاحب، آپ ملا کا تیار مین رہتے ہین، فقیر مزاج، متواضع ہین، تصوف کی طرف زیادہ رغبت ہے، مولوی حاجی عنایت اللہ صاحب متاروی کو آپ کے حضور سے بیعت واجازت ہے، ابقاہ اللہ تعالیٰ.

حرف الهاء

۴۱۷۔ مولوی ہادی یار خان صاحب رامپوری

آپ کا وطن رامپور ہے، آپ بھی منجملہ ان حضرات کے ہین جن کا ترجمہ میسر نہین آیا۔

۴۱۸۔ مولوی ہدایت اللہ خان صاحب

تدریس کا شغل پسند ہے، آج کل مدرسہ اسلامیہ جونپور کے مدرس ہین، سلمہ اللہ تعالیٰ.

۴۱۹۔ مولوی ہدایت اللہ صاحب

آپ بندر بمبئی نل بازار میں رہتے ہیں، سلمہ اللہ تعالیٰ

۴۲۰۔ مولوی ہدایت اللہ صاحب مٹاروی

ابن محمود، آپ کی ولادت ۱۴ رمضان ۱۲۸۱ بارہ سو اکاسی ہجری مین بمقام متعلوی عرف مٹاری، ضلع حیدر آباد، سندھ ہوئی، آپ کے بڑے بھائی مولوی عنایت اللہ صاحب مسبوق الذکر نے صرف ونحو پڑھائی اور انشا وبعض رسائل نحو یہ مولوی محمد علی مذکور سے پڑھا، پھر بعض کتب نحو وتفسیر حافظ حاجی عبدالولی مرحوم سے اور کچھ منطق وکتب فقہ ومشکوٰۃ وبعض صحیح بخاری مولوی حاجی ولی محمد صاحب سے پڑھی اور مکہ معظمہ مین مولانا نور مدرس اول مدرسہ ہندیہ سے نصف ثانی ہدایہ اور مولوی عبدالسبحان مدرس سے بعض کتب اصول پڑھے، دلائل الخیرات وقصیدۂ بردہ کی اجازت شیخنا شیخ الدلائل سید محمد سعید بن سید محمد بن سید عبدالرحمٰن مغربی تدلاوی مدنی ومولانا شیخ عبدالحق صاحب مہاجر الہ آبادی وسید محمد رضوان مدنی سے ہے اور سید محمد علی بن سید طاہر وتری سے اجازت عامہ وتامہ حاصل ہے اور نیز سید عبداللہ مکی نہاری شافعی وسید محمد بن سالم بن علوی سری جمل اللیل سے اجازت جملہ مرویات کی ہے اس وقت تک پانچ مرتبہ حج سے مشرف ہو چکے ہیں، تیرہ رسالہ زبان سندھ مین اور چار رسالہ زبان عربی مین تالیف کر چکے ہیں، سلمہ اللّٰہ تعالٰی.

۴۲۱۔ مولوی ہزار میر خان صاحب رامپوری

تدریس وتعلیم کا شغل ہے، رامپور مین رہتے ہین، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ.

حرف الیاء التحتیه

۴۲۲۔ مولوی سید یاد علی صاحب سهسوانی

ولادت آپ کی ۱۲۴۰ بارہ سو چالیس ہجری مین ہوئی، مولانا فضل حق صاحب مرحوم خیرآبادی ومولانا عالم علی صاحب مرادآبادی سے علوم حاصل فرمائے، تدریس کا شغل ہے، سلمہ اللّٰہ تعالی.

۴۲۳۔ مولوی یعقوب علی صاحب میرٹھی

آپ کا وطن میرٹھ مین ہی، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ.

۴۲۴۔ مولوی یوسف حسین صاحب

بن محمد حسین صاحب، دولت خانہ آپ کا خانپور مین ہے، مگر فی الحال شہر دہلی مین مقیم ہین، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ.

۴۲۵۔ مولوی نواب یوسف علی خان صاحب بہادر

عرف پیرجی و بانکے میان، ولادت آپ کی بمقام جاورہ ۱۲۵۰ بارہ سو پچاس ہجری مین ہوئی، ۷ سال مین علم حاصل کر کے حضرت مولانا سید شاہ دلدار علی صاحب مذاق کے مرید و خلیفہ ہوئے، آپ درویش، مرتاض و باکمال ظاہر خراب، باطن آراستہ ہین، پیراہن یوسفی شرح اردو مثنوی مولانا روم، شرح دیوان حافظ، شرح گنج اسرار، آپ کے تصانیف مین سے ہین، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ.

۴۲۶۔ مولوی یونس علی صاحب بدایونی

آپ نے مولانا ہدایت علی و مولانا عبدالحی و مولوی محمد حسن سنبھلی و مولانا سید نذیر حسین صاحب محدث دہلوی سے علوم عربیہ پڑھ کر کمال حاصل کیا، اب تدریس کا شغل ہے، سلمہ اللّٰہ تعالیٰ.

☆......☆......☆

خاتمة الكتاب

اس خاکسار، گنہگار، شرمسار، کا یہ منہ نہین ہے کہ اپنے کو صف نعال علما مین جگہ دے، نہ آنکہ ان میں اپنا عداد و شمار کراوے، صرف اس امید پر کہ علماء امت محمدیہ صلی اللہ علی صاحبہا جلیس جناب باری ہین اور لایشقی جلیسھم وعدہ الٰہی ہے، پس جس طرح سے کسی دعوت مین طفیلی جاتا ہے اسی طرح سے مین بھی چاہتا ہون کہ علماء کے زمرہ مین جگہ پاؤن، ہر چند کہ طفیلی مستحق اخراج ہے، مین بھی مستوجب نفرین وملامت ہون مگر امید بڑی چیز ہے، لہٰذا اس تذکرہ مین اگر مختصر ترجمہ اپنا عرض کرون تو محمول بر خیر فرمایئے:

فقیر محمد ادریس☆ عفا اللہ عنہ، ولادت اس نحیف کی بمقام نگرام ضلع لکھنؤ، ملک اودھ ۱۴۔ شوال روز دوشنبہ ۱۲۷۵ بارہ سو پچھتر مین ہوئی، کتب درسیہ تمامہا اپنے والد ماجد مولوی حافظ عبد العلی☆☆ صاحب مرحوم سے پڑھ کر تبرکاً مسلم الثبوت مولانا محمد عبد الحی صاحب لکھنوی مرحوم سے پڑھے، مولانا مرحوم نے اجازت تامہ عطا فرمائی اور سند علم حدیث وقرأت وغیرہما کی حضرت مولانا فضل رحمٰن صاحب مرادآبادی وحضرت مولانا قاری محمد عبد الرحمٰن صاحب پانی پتی ومولوی ابو محمد عبد الحق صاحب دہلوی نے عطا فرمائی۔

علم طریقت صرف برائے نام اپنے والد ماجد صاحب ومولانا شاہ فضل رحمٰن صاحب مرادآبادی ومولانا سید عبد السلام صاحب ساکن قصبہ ہسوہ ضلع فتح پوری و مولوی عبد الکریم صاحب غزنوی سے حاصل کیا اور بوساطت خواہر زادہ خود نور چشم حاجی مولوی محمد احسن نگرامی سلمہ دلائل الخیرات کی تحریری اجازت شیخ الدلائل مولانا

☆ آپ کا مختصر وضروری ترجمہ رسالہ دلدار مین راقم نے لکھا ہے، جو بلا قیمت عند الطلب ارسال ہوگا، احسن (وحشی)

☆☆ آپ کا ترجمہ رسالہ ساغر علوی مین راقم نے لکھا ہے، حشی نگرامی۔

سید محمد سعید بن سید محمد مغربی مدنی سے ملی۔

رسائل ذیل اس وقت تک معرض تالیف مین آئے ہین:

ابراز الکتمان عن تکمیل الایمان، حلل لاہل الجمل، اصحاء السیات باقامۃ الصلوات، القول المتین فی التامین، تحفۃ النبلاء فی آداب الخلاء، القول الموطا فی تحقیق الصلوٰۃ الوسطی، مواہب القدوس فی احکام الجلوس، التعلیق النقی علی رسالۃ الشیخ علی المتقی، تحفہ الحبیب فی تحقیق الصلوٰۃ والکلام بین یدی الخطیب، العون لمن نفی ایمان فرعون، التحقیق المبین فی مجددی المائین، الکلام المسدد فی رواۃ موطا محمد، الکلام النفیس فی ترجمۃ محمد ادریس، تحصیل المرام بتبویب مسند الامام، المفاتحہ فی المصافحہ، الاربعین من مرویات نعمان سید المجتہدین، طریق الفلاح الی الاضطجاع بعد رکعتی الصباح، الہام اللہ المتعال فی کراہۃ سور الاجنبیۃ للرجال، الاصول الثابتۃ للفروع انسابیہ، حصول المقاصد بترجمۃ الموارد، تصریح المعاقد بتشریح الموارد، نفحۃ الشمائم لاہل العمائم، تعلیق التمائم علی نفحۃ الشمائم، البرہان علی حکم تقبیل الابہامین عند الاذان، لدرۃ الزکیۃ فی تائید مذہب الحنیف المہدی للمقتدی، رفع الاحتمال عن رویۃ النبی بعد الارتحال، فضائل الکسب، اللّٰهم انی اسئلك ان تنور قلبی و تطلق لسانی و تجمع شملی وارزقنی حبك و حب من يحبك وحب علی يقرب الی حبك، أمين و صلی اللّٰه علی خير خلقه محمد واله و صحبه اجمعين، الحمد للہ کی یہ تالیف ربیع الاول ۱۳۱۲ھ مین پوری ہوئی، فقط۔

اعتذار

اس کتاب مین جس قدر علما کے تراجم مذکور ہین وہ نہایت مستند منقول عنہ سے نقل کیے ہیں، جس کو کچھ شک ہو مؤلف کے پاس درخواست بھیج کر منقول عنہ کی نقل اصل کر سکتا ہے۔

تقریظ کتاب نتیجہ طبع گہربار عالم اجل فاضل اکمل مولوی محمد احسن صاحب نگرامی سلمہٗ

سبحان اللہ کیا شان کبریائی ہے، انه هو مقتدر دیان، ہر روز اُس کی ایک قدرت نرالی ہے، کل یوم هو فی شان، کبھی اسلام کا جھنڈا غرناطہ واندلس کی دیوارون پر لہراتا تھا والله یوتی ملکه و من یشاء، رستم وبہمن کا کلیجہ غازیان اسلام کے نام سے کانپتا تھا، محمد رسول اللّٰہ والذین معه اشداء. دفعتہً ہوا بدلی تو صفائی تھی نہ کہین شمشیر اسلام کی چمک باقی رہی، لم یبق من الاسلام الا اسمه. نہ نعرہ ورجز کی صدائین گونجتی سنائی دین، ولم یبق من القراٰن الارسمه، خصوصاً خطہ ہند مین تو عجیب ہی صورت ہوئی کہ زمین وآسمان بدل گیا، علم وعمل اٹھ گیا، نفاق کے جھونکون نے باغ اسلام کو پژمردہ کردیا مگر الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ پھر جناب رسالتمآب ﷺ روحی فداہ کی دعا وتوجہ سے قوم نے حالت بدلی، بھنور مین پڑی ہوئی کشتی کو قوم کے ناخداؤن نے ہمت کی ڈانڈ مار کر ساحل مراد پر پہنچانے کی کوشش کی، ندوۃ العلماء کا ظہور ہوا، جس کا ہر جلسہ نور علی نور ہوا، حضرت شیخی و استاذی مولانا المولوی الحافظ محمد ادریس صاحب عم فیضہ نگرامی نے ہمت عالی مصروف فرما کر یہ تذکرہ موسوم بہ تطییب الاخوان بذکر علماء الزمان ملقب بہ تذکرۂ علمائے حال تالیف فرمایا، اکابر وابرار کے باہمی ہیل میل کا راستہ نکالا اور رئیس ذی حوصلہ قدردان اہل علم وفن بابو پراگ نرائن صاحب خلف الرشید جناب منشی نولکشور صاحب سی۔آئی۔ای مرحوم ومغفور نے اس کا کار انطباع اپنے ذمت والا ہمت پر لیا اور مولوی ابو محمد سلیم اللہ صاحب مصحح مطبع کی محنت وعرق ریزی صحت سے بکمال حسن وجمال زیور طبع سے آراستہ ہوکر شائقین کے مطالعہ مین درآئی، مدت کے منتظرون کی مراد برآئی، خداوند کریم تمامی مسلمانان ہند کے دلون میں اس کا شوق مطالعہ وتوفیق عمل عطا فرمائے تاکہ اپنی حالت کو سنبھالین اور زمانہ کی رفتار کو دیکھ بھال کر کام کرین، والله المستعان و علیه التکلان وانا العبد الضعیف

الراجی عفو ربه ذی المنن خادم اخجاج محمد ن المدعو با حسن النجرامی تجاوز اللّٰه عن جرائم بلطفه الشامی.

قطعہ تاریخ طبع مین نتائج طبع عالی

منشی نادر حسین عزیز نگرامی سلمہ اللہ السامی

تذکرہ علمائے حال گشتہ از سر نو موضوع
گفتم سال طبع کہ شد تذکرہ علماء مطبوعہ

(۱۸۹۷ء)

ایضاً من نتائج طبع جناب مولوی محمد احسن صاحب نگرامی المتخلص بہ وحشی سلمہ

شد چو تیار این کتاب شریف قابل ورد مومن صالح
سال تاریخ طبع وحشی گفت ''ذکر ابرار'' ''بے سر طالح''

(۱۳۲۴ھ ۱۳۱۵ھ)

خاتمۃ الطبع از جانب کارپردازان مطبع

الحمد للہ علی احسانہ کہ کتاب فیض انتساب برکت نصاب موسوم بہ تذکرۂ علمائے حال از تصنیفات عالم المعی، فاضل لوذعی، الجر الاعظم والنحر یر المفخم صاحب طبع نفیس مولانا ومقتدانا المولوی الحافظ جناب محمد ادریس صاحب نگرامی الی یوم التنا وابقاہ وعن کل مکروہ وقاہ جس مین تمام علمائے ہند کے حالات مع اسامی ومختصر سوانح عمری ان حضرات کے مندرج ہین، مطبع نامی وگرامی مشہور نزدیک ودور منشی نولکشور واقع شہر لکھنؤ مین بعالی ہمتی جناب معلیٰ القاب منشی پراگ نرائن صاحب دام اقبالہ، مالک مطبع موصوف بماہ اگست ۱۸۹۷ء مطابق ماہ ربیع الاول ۱۳۱۵ ہجری حلیہ طبع سے آراستہ وپیراستہ ہوئی حق سبحانہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے اس کتاب کو مقبول عالم فرمائے بمنہ وکرمہ۔

تذکرہ علمائے حال

تعلیقات وتوضیحات

تالیف

محمد اقبال مجددی

آغاز کار ۲ر اپریل ۲۰۱۷ء
تکمیل یکم جولائی ۲۰۱۷ء

تعلیقات

آغاز کتاب

۱۔سید محمد علی کانپوری

رک کتاب حاضر، شمارہ مسلسل ۳۴۸

۲۔مدرسہ ندوۃ العلماء کا لکھنؤ میں قیام

کو عمل میں آیا اور اب تک فعال ہے اس مدرسہ کے مدرسین اور تاریخ کے لیے ملاحظہ ہو:

جلیس، محمد اسحاق ندوی و شمس تبریز خان: تاریخ ندوۃ العلماء، لکھنو، ندوۃ العلماء ۱۹۸۳ء

۳۔ حضرات علماء جنہوں نے اس تذکرہ کی تالیف پر مولف کو اپنی آراء سے آگاہ کیا ان کے حالات اسی تذکرہ میں حروف تہجی کے اعتبار سے ملاحظہ کریں۔

۴۔مولانا شیخ فضل رحمٰن مرادآبادی

۱۲۰۸۔۱۳۱۳ھ/۱۷۹۳۔۱۸۹۵ء

۵۔فضل رحمٰن

آپ کے سال ولادت کا تاریخی نام ہے......اس نام میں لفظ رحمٰن پر الف و م نہیں ہے کیوں کہ اس سے سنہ ولادت ۱۲۰۸ھ برآمد ہوتا ہے، یعنی:

فضل = ۹۱۰ + رحمٰن = ۲۹۸ = ۱۲۰۸ھ

۶۔شاہ فضل رحمٰن مرادآبادی کے اساتذہ:

مولانا محمد اسحٰق دہلوی (ف ۱۲۶۲ھ/ ۱۸۴۵ء) مرزا حسن علی محدث لکھنوی

(ف ۱۲۵۵ھ/۱۸۲۹ء) مولانا شاہ عبدالعزیز محدث (ف ۱۲۳۹ھ/۱۸۲۴ء)
رک مقالات طریقت، تعلیقات

۷۔ شاہ محمد آفاق

حضرت شاہ آفاق مجددی (۱۱۶۰۔۱۲۵۱ھ/ ۱۷۴۷۔۱۸۳۵ء) بن احسان اللہ بن نواب اظہر الدین خان بن شیخ محمد تقی بن شیخ عبدالاحد وحدت بن خواجہ محمد سعید بن حضرت مجدد الف ثانی (ہدیہ احمدیہ ۲۵)

۸۔ حضرت شاہ غلام علی دہلوی (ف ۱۲۴۰ھ/۱۸۲۴ء)

شاہ فضل رحمٰن گنج مرادآبادی کے حضرت شاہ غلام علی سے براہ راست بیعت و خلافت کا کوئی ثبوت نہیں ہے، یہاں مولف تذکرہ علمائے حال کو سہو ہوا ہے۔

۹۔ مریدین شاہ فضل رحمٰن گنج مرادآبادی......

ان میں سے بعض حضرات کے حالات اسی تذکرہ میں درج کیے گئے ہیں، شاہ فضل رحمٰن گنج مرادآبادی کے حالات کے لیے ملاحظہ ہو:

۱۔ فضلی، حسام الدین احمد: انوار العیون، جونپور، ۱۳۱۹ھ
۲۔ ابوالحسن علی ندوی: تذکرہ مولانا فضل رحمٰن گنج مرادآبادی، لکھنو، ۱۳۷۷ھ
۳۔ ملفوظات کے متعدد مجموعے، مطبوعہ

حرف الالف

۲۔ مولوی سید شاہ ابوالحسین مارہروی

ولادت ۱۲۵۵ھ/ ۱۸۳۹ء، والد کا نام شاہ ظہور حسن مارہروی (ف ۱۲۶۶ھ/۱۸۵۰ء) تھے، ان کی تربیت ان کے جد امجد شاہ آل رسول مارہروی (ف۱۲۹۲ھ/ ۱۸۷۵ء) نے کی، روحانی تعلیم شاہ آل رسول عرف اچھے میاں (ف ۱۲۹۶ھ/ ۱۸۷۸ء) سے حاصل کی، ان کا حلقہ روحانیت بہت وسیع تھا، شاہ ابو الحسین نوری کا ۲۱ رجب ۱۳۲۴ھ/ ۱۹۰۶ء کو وصال ہوا۔

غلام شبر قادری: تذکرۂ نوری (حالات شاہ ابوالحسین نوری مارہروی)
مرتبہ محمد ایوب قادری، فیصل آباد ۱۹۶۸ء
بدالحی حسنی: نزہۃ الخواطر ۸/ ۹

۳۔ مولوی شاہ ابوالخیر دہلوی

حضرت شاہ ابوالخیر مجددی (۲۷ ربیع الآخر ۱۲۷۲۔ ۶ جنوری ۱۸۵۶ء۔ ۲۹ جمادی الآخر ۱۳۴۱ھ/ ۱۶ فروری ۱۹۲۳ء) بن شاہ محمد عمر بن شاہ احمد سعید بن شاہ ابو سعید بن شاہ صفی القدر بن شاہ عزیز القدر بن شاہ محمد عیسیٰ بن خواجہ سیف الدین بن حضرت خواجہ محمد معصوم بن حضرت مجدد الف ثانی، ملاحظہ ہو:
زید، ابوالحسن فاروقی: مقامات خیر، دہلی ۱۳۹۲ھ۔

۴۔ مولوی سید ابوالقاسم ہسوی

ولادت ۵ ربیع الاول ۱۲۷۵ھ/ ۱۸۵۸ء وفات ۱۲ ربیع الاول ۱۳۲۹ھ/ ۱۹۱۱ء
(نزہۃ الخواطر ۸/ ۱۰۔۱۱)

مولانا سید عبدالسلام ہسوی (ف ۱۲۹۹ھ/ ۱۸۸۱ء) اکابر علماء وصوفیہ میں

سے تھے، شاہ احمد سعید مجددی دہلوی ثم مدنی (ف ۱۲۷۷ھ/ ۱۸٦۰ء) سے نقشبندی سلسلہ میں خلافت یاب تھے، (رک ذکر السعیدین، باب اولم مقالات طریقت، تعلیقات) مولانا قاری عبدالرحمٰن پانی پتی (ف ۱۳۱۴ھ/ ۱۸۹٦ء) رک تذکرہ علمائے حال باب عین مولوی امین الدین کیتھوی...... ان کے حالات مروجہ تذکروں میں نہیں مل سکے، ان کی علاقائی نسبت کیتھوی یہاں غلط اور شاید سہو کتابت ہے، نزہۃ الخواطر (۸/ ۱۰) میں ان کا نام شیخ الصالح امین الدین حکیم لکھنوی لکھا ہوا ہے، یہ نسبت غالباً کنتوری ہے، کنتور مضافات لکھنو میں ایک قصبہ ہے۔

حضرت شاہ علم اللہ رائے بریلوی (ف ۱۰۹٦ھ/ ۱٦۸۵ء) خلیفہ حضرت شیخ آدم بنوری خلیفہ حضرت مجدد الف ثانی

حضرت سید احمد...... رائے بریلوی (ف ۱۲۴٦ھ/ ۱۸۳۱ء)

مولوی شاہ فخر الدین رائے بریلوی (۱۲۵٦۔۱۳۲٦ھ/ ۱۸۴۰۔۱۹۰۸ء

مولانا عبدالحی حسنی مولف نزہۃ الخواطر کے والد گرامی تھے۔ (نزہۃ ۸/ ۳۵۴۔۳۵۸)

مولوی شاہ ضیاء النبی رائے بریلوی (۱۲۴۳۔۱۳۲٦ھ/ ۱۸۲۷۔۱۹۰۸ء)

ایضاً ۸/ ۱۹٦۔۱۹۸۔

مولانا ابو القاسم ہسوی کی تمام تالیفات اردو میں ہیں جن میں سے مندرجہ ذیل کا ذکر نزہۃ الخواطر میں ہے۔

(۱) نور علی نور ترجمہ سرور المحزون فی السیرۃ تالیف شاہ ولی اللہ محدث دہلوی

(۲) عرض مخلصان

(۳) شعلہ جان سوز

(۴) مجموعہ فتاویٰ

(۵) مآثر السلام یہ غالباً اپنے بزرگ شاہ عبدالسلام ہسوی کے مناقب پر ہے۔

(۶) برکات احمدیہ بھی غالباً سلسلہ نقشبندیہ کے مشائخ کے حالات پر ہے۔

(۷) مکتوب المعارف (مجموعہ مکاتیب شاہ ولی اللہ، یہ پہلے جداگانہ مجموعہ کے طور پر شائع ہوا تھا) یعنی مطبع مطلع الانوار، سہارنپور ۱۳۰۴ھ، پھر مولانا نسیم احمد فریدی امروہوی نے حضرت شاہ سید ابوسعید حسنی اور سلسلۂ ولی اللہی کا ایک گمنام درویش کے نام سے مکتبہ الفرقان، لکھنو سے ۱۹۸۹ء کو شائع کر دیا۔

۵۔ حاجی مولوی ابراہیم بن عبدالعلی آروی

ان کے ۱۱۹ اساتذہ میں سے بعض کے حالات نزہۃ الخواطر اور تذکرہ حاضر میں ملتے ہیں، موصوف آخر میں مولانا نذیر حسین دہلوی سے ایسے منسلک ہوئے کہ مکمل طور پر غیر مقلد ہو گئے، ان کے ایک معاصر حنفی عالم امانت اللہ غازی پوری (ف ۱۳۱۵ھ/ ۱۸۹۷ء) سے تقلید کے موضوع پر سخت اختلافی مناظرے ہوئے تھے، مولانا شاہ عبدالغنی مجددی اور مولانا لطف اللہ علی گڈھی کی صحبت اور تعلیم ان کے کسی کام نہیں آئی تھی، انہوں نے اپنے علاقہ آرہ میں ۱۲۹۸ھ/ کو مدرسہ احمدیہ کے نام سے ایک مدرسہ بھی تعمیر کروایا تھا، وہ ندوۃ العلماء لکھنو کے بھی رکن تھے، حج کے لیے گئے تو وہاں کے اکابر علماء کی خدمت میں بھی تحصیل کی تھی، مولوی ابراہیم آروی کا انتقال ۱۳۱۹ھ/ ۱۹۰۱ء کو مکہ مکرمہ میں ہوا۔ (نزہۃ الخواطر ۸/ ۵)

۶۔ مولوی ابن حسن سہسوانی

مروجہ علوم کی تحصیل مولوی سید امیر حسن سہسوانی (۱۲۴۳۔ ۱۲۹۱ھ/۔ ۱۸۷۴ء) کی خدمت میں کی جو مولانا صدر الدین آزردہ، شاہ عبدالغنی مجددی، مولانا عبدالحق بناری اور مولانا نذیر حسین دہلوی کے شاگرد تھے اور بانی مدرسہ اسلامیہ عربیہ میرٹھ تھے (حیات العلماء مولفہ عبدالباقی سہسوانی مرتبہ حنیف نقوی ۵۳۔۵۸)

۷۔ مولوی شیخ احمد مکی

مولانا شیخ احمد ابوالخیر بن عثمان بن علی جمال عطار مکی کی ولادت مکہ مکرمہ میں ۲ ذی قعدہ ۱۲۷۷ھ کو ہوئی (فہرس الفہارس ۲/۶۹۰) اور وفات بمبئی میں ۱۳۲۸ھ/۱۹۱۰ء کو ہوئی (نزہۃ الخواطر ۸/ ۲۹۔۳۰) مکہ شریف میں تحصیل کے بعد آپ (۱۲۹۶ھ/۱۸۷۸ء) کو ہندوستان آئے اور یہاں کے اساتذہ کی خدمت میں کتب حدیث و دیگر اسلامی علوم پڑھے، پھر روحانیت کی طرف راغب ہوئے اور مولانا شیخ فضل رحمٰن گنج مراد آبادی (ف۱۳۱۳ھ/۱۸۹۵ء) سے بیعت ہوکر خلافت یاب ہوئے، عربستان کے علاوہ ہندوستان کے بھی طویل سفر کیے، آپ کی تالیفات میں ہدیہ احمدیہ (انساب اولاد حضرت مجدد الف ثانی) فارسی میں ہے جو پہلے مطبع انتظامی، کانپور سے ۱۳۱۳ھ کو طبع ہوئی، پھر اس کی نظر ثانی شدہ اشاعت خانقاہ معصومی رام پور سے مع ضمیمہ مرتبہ عبدالمجید مجددی ۱۹۹۷ء کو عمل میں آئی، آپ کی باقی تالیفات عربی میں ہیں جن میں سے اتحاف الاخوان باسانید سیدنا و مولانا فضل الرحمن (مطبوعہ اجمیر) کے علاوہ اتحاف البشر فی اعیان القران الثالث عشر، النفح المسکی فی شیوخ احمد المکی (تلخیص مشمولہ فہرس الفہارس ۲/ ۶۹۰۔۶۹۵) آپ کی ایک اور معجم شیوخ کا قلمی نسخہ کتابخانہ آصفیہ حیدر آباد (دکن) میں ہے (نزہۃ الخواطر ۸/ ۳۰) آپ کی اسناد کا ایک نسخہ مجموعۃ الاجازات کے نام سے رضا لائبریری، رام پور میں ہے (فہرست مخطوطات عربی ۱/ ۵۹۸)

ان کی ایک اور کتاب دار السحابة فی صحة سماع الحسن البصری من جماعة من الصحابة، کا بھی ذکر ملتا ہے۔ (ایضاً فہرس الفہارس ۲/ ۶۹۱)

ڈاکٹر یوسف عبدالرحمٰن مرعشلی نے بغیر کسی حوالہ کے مولانا احمد ابوالخیر کا سال وفات ۱۳۴۵ھ/ ۱۹۲۶ء لکھا ہے اور مقام وفات مکہ مکرمہ (معجم المعاجم ۲/ ۳۸۴، نثر الجواہر والدرر ۱/ ۱۴۵۔۱۴۶) اسی طرح خیر الدین زرکلی نے ان کا سال ارتحال

۱۳۳۵ھ درج کیا ہے۔ (الاعلام ۱/ ۱۶۸)، لیکن ہم نے معاصر اور ان کے برادر روحانی مولانا عبدالحی حسنی کے نزہۃ الخواطر میں مذکور سنہ ۱۳۲۸ھ اور مقام وفات بمبئی کو دیگر مآخذ پر ترجیح دی ہے۔

تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو۔

(۱) عبدالحی حسنی: نزہۃ الخواطر ۸/ ۲۹۔۳۰

(۲) عبدالحی فاسی کتانی: فہرس الفہارس ۲/ ۶۹۰

(۳) عبدالحفیظ فاسی: ریاض الجنۃ ۱/ ۹۳۔۹۷

(۴) احمد ابوالخیر مکی: اتحاف الاخوان، اجمیر

(۵) مرعشلی، یوسف: معجم المعاجم والمشیخات ۲/ ۳۸۳۔۳۸۵

(۶) ایضاً: نثر الجواہر والدرر ۱/ ۱۴۵۔۱۴۶

۵۔ فن رجال میں آپ (احمد ابوالخیر) کو کامل دخل تھا، گویا آپ اپنے زمانہ کے حافظ الانساب ہیں......

شیخ احمد ابوالخیر کو واقعی علم انساب پر کامل دسترس حاصل تھی جو ان کی تالیفات ہدیہ احمدیہ، اتحاف الاخوان باسانید مولانا فضل الرحمٰن، الاسانید العلیۃ المتصلۃ بالاوائل السنبلیۃ، البرکۃ التامۃ فی شیوخ الاجازۃ العامہ، النفح المسکی اور معجم فی الاخذین عنہ سے عیاں ہے۔

۸۔ مولوی حاجی حافظ احمد حسن بٹالوی......(ثم کانپوری)

مولانا احمد حسن بٹالوی ثم کانپوری (ف ۱۳۲۲ھ/ ۱۹۰۴ء) اپنے عہد کے اکابر علماء میں سے تھے مولانا لطف اللہ علی گڈھی کے خاص شاگرد تھے، تحصیل کے بعد مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور میں درس و تدریس کا سلسلہ ۱۲۸۶ تا ۱۲۹۷ھ جاری رکھا، پھر مدرسہ فیض عام، کانپور سے وابستہ ہو گئے اور تاحیات یہ خدمت انجام دی، تین مرتبہ حج کی سعادت نصیب ہوئی، مکہ مکرمہ میں حاجی امداد اللہ مہاجر مکی سے بیعت ہوئے اور آپ ہی کے امر پر مثنوی مولانا روم پر حواشی لکھے جو چھ جلدوں میں

منشی رحمت اللہ رعد نے کانپور سے شائع کیے، کئی کتابوں کے مولف تھے، ملاحظہ ہو:

(۱) عبدالحی حسنی: نزہتہ الخواطر ۸/۴۳-۴۴

(۲) محمد شاہد سہارنپوری: علمائے مظاہر علوم سہارنپور اور ان کی علمی و تصنیفی خدمات ۱/۱۱۲-۱۱۵

(۳) محمود احمد قادری: تذکرہ علمائے اہل سنت، کانپور

۹۔ مولوی سید احمد حسن (امروہوی)

مولانا سید احمد حسن بن اکبر حسین کی ولادت امروہہ میں ۱۲۶۷ھ/۱۸۵۰ء کو ہوئی۔ ابتدائی تعلیم کے بعد دارالعلوم دیوبند جا کر مولانا محمد قاسم نانوتوی کی خدمت میں رہ کر تکمیل کی، ان کے علاوہ مولانا احمد علی محدث سہارنپوری، قاری عبدالرحمٰن پانی پتی اور مولانا عبدالقیوم بڈھانوی سے بھی تحصیل کی، حج کے لیے گئے تو مولانا شاہ عبدالغنی مجددی سے حدیث کی سند لی اور حاجی امداد اللہ مہاجر مکی سے بیعت ہوئے۔ تاحیات مختلف مدرسوں میں درس و تدریس کا سلسلہ جاری رکھا ۱۳۳۰ھ/ ۱۹۱۱ء کو فوت ہوئے۔ ملاحظہ ہو:

۱۔ محمود احمد عباسی: تذکرۃ الکرام (جلد دوم تاریخ امروہہ) ۳۱۷-۳۲۳

۲۔ عبدالحی حسنی: نزہتہ الخواطر ۸/۴۱-۴۲

۱۰۔ مولوی احمد حسن ندیودوگاچھوی

ان کے حالات مروجہ تذکروں میں نہیں مل سکے۔

۱۱۔ مولوی حافظ احمد حسن (دہلوی)

ان کی ولادت دہلی میں ہوئی، ابتدائی تعلیم کے بعد مولانا نذیر حسین دہلوی سے منسلک ہو کر تکمیل کی، حج کے بعد حیدرآباد (دکن) جا کر ۱۲۹۴ھ/۱۸۷۷ء کو میدک کی خدمت پر مامور ہوئے اور پھر دہلی آ گئے، جہاں مولوی عبدالرب کے مدرسہ میں تدریس کے فرائض انجام دینے لگے، احسن التفاسیر کے نام سے اردو میں

ان کی تفسیر کئی جلدوں میں ہے، بلوغ المرام پر حاشیہ اور مشکوٰۃ و مسند امام احمد بن حنبل کی تخریج کا کام بھی کیا ۱۳۲۸ھ/ ۱۹۱۰ء کو انتقال ہوا۔ (نزہۃ الخواطر ۸/۴۴)

مولانا عبدالرب دہلوی کا علماء کے گھرانہ سے تعلق تھا، ان کے والد مولانا عبدالخالق شاہ عبدالقادر کے شاگرد اور ساری زندگی اورنگ آبادی مسجد (دہلی) میں خدمت انجام دی، ان کے تلامذہ کا حلقہ بہت وسیع تھا، مولانا عبدالرب شاہ محمد اسحٰق کے شاگرد و مرید تھے، انہوں نے شاہ محمد اسحٰق کے ملفوظات یاد پیر کے نام سے جمع کیے تھے جو حیات شاہ محمد اسحٰق مرتبہ حکیم برکاتی کے ساتھ بطور ضمیمہ شامل کر دیئے گئے ہیں، مولانا عبدالرب کا ۱۳۰۵ھ/ ۱۸۸۸ء کو انتقال ہوا۔ (حیات شاہ محمد اسحٰق ۱۶۸)

۱۲۔ مولوی حافظ احمد حسن

ان کے حالات تذکروں میں نہیں مل سکے۔

۱۳۔ مولوی حافظ احمد نانوتوی

مولانا حافظ محمد احمد بن مولانا محمد قاسم نانوتوی، دارالعلوم دیوبند کے مہتمم تھے، چار سال تک دکن کی عدالت کے مفتی بھی رہے (سوانح قاسمی ا/ ۵۳۹) ان کا انتقال کو ہوا، ملاحظہ ہو:

تاریخ دارالعلوم دیوبند

۱۴۔ مولوی احمد خان......

ان کے حالات ہمیں دستیاب نہیں ہوئے۔

نواب صاحب رادھن پور

رادھن پور، پالن پور ایجنسی مضافات بمبئی کے نواب تھے،

یہاں زیادہ تر بابی خاندان ہی حاکم رہا ہے، ملاحظہ ہو

Imperial Gazetter of India, vol. XXI PP.22-24

غلام محمد، شیخ: تاریخ مرات مصطفیٰ آباد، بمبئی ۱۹۳۱ء

۱۷۔ مولوی حافظ حاجی احمد رضا خان بریلوی

☆ حضرت سید شاہ آل رسول ماہروی (ف ۱۷/ محرم ۱۲۹۶ھ/ ۱۸۷۸ء) بن شیخ آل برکات بن شیخ حمزہ حسینی بلگرامی ثم مارہروی، اپنے عہد کے اکابر علماء وصوفیہ میں سے تھے، سید آل رسول حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے شاگرد بھی تھے۔ (مقالات طریقت، تعلیقات)

☆ مولانا احمد رضا خان ۱۲۹۵ھ/ ۱۸۷۷ء کو جب حرمین الشریفین حاضر ہوئے تو وہاں کے اکابر علماء سے جو علمی اسناد حاصل کیں آپ نے انہیں کتابی صورت میں الاجازات المتینة لعلماء بمکة والمدینة جمع کیا تھا جو طبع ہو چکی ہے، نیز ملاحظہ ہو:

کتانی، عبدالحی: فہرس الفہارس ۱/ ۸۶، ۱۸۹، ۳۶۹، ۳۹۱، ۴۲۷، ۲/ ۷۵۲، ۸۷۵۔

آپ کی تالیفات پچاس سے زیادہ ہو چکے ہیں:

مولانا احمد رضا خان کثیر التصانیف بزرگ تھے آپ کی تالیفات کی فہرست المجمل المعدد لتالیفات المجدد کے نام سے آپ کے شاگرد خاص مولانا ظفر الدین بہاری نے بنائی تھی، جو مجلس رضا لاہور سے دوبارہ ۱۳۹۴ھ کو شائع کر دی گئی تھی،

اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا بریلوی کا وصال بریلی میں ۲۵/ صفر ۱۳۴۰ھ/ ۲۸ اکتوبر ۱۹۲۱ء کو ہوا، برعظیم پاکستان و ہند کے اکابر علماء میں شمار ہوتا ہے، آپ کی تعلیمات کو اتنا قبول عام حاصل ہوا کہ اہل سنت کا ایک باقاعدہ مکتبہ فکر (یعنی بریلوی) کے آپ ہی موسس ہیں، ملاحظہ ہو:

ظفر الدین بہاری: حیات اعلیٰ حضرت، لاہور ۲۰۰۳ء

۱۸۔ مولوی احمد علی......ساکن فتحپور

ان کے استاد مولانا عابد حسین فتح پوری (ف ۱۳۴۵ھ/ ۱۹۲۶ء)، مولانا

ضامن علی فتح پوری بھی اکبر مدرسین میں سے تھے اور مولانا محمد اشرف علی تھانوی کے حوزہ تلامذہ میں خاص مقام رکھتے تھے، مولانا تھانوی کی وفات ۱۶ رجب ۱۳۶۲ھ/ ۱۹۴۳ء سے پہلے ہی مولانا احمد علی فتح پوری کا انتقال ہو گیا تھا، مولانا تھانوی کی مشہور کتاب بہشتی زیور کے پہلے پانچ ابواب انہیں کے لکھے ہوئے ہیں۔ (نزہۃ الخواطر ۸/ ۴۶۔۴۷)

۱۹۔ مولوی حافظ حکیم سید اسد اللہ

موضع ٹکھڑ، حیدر آباد (سندھ) سے ٹنڈو محمد خان و ٹنڈو سائیں داد کی طرف جائیں تو راستہ میں یہ چھوٹا سا قصبہ ہے، یہیں ان سرہندی بزرگوں کے مزارات ہیں جو قندھار سے ہجرت کر کے سندھ آبسے تھے، ان کے بزرگ حضرت شاہ عبدالرحمٰن مجددی قندھاری کا مدفن بھی یہیں پر ہے، راقم ۲۰۱۵ء کو جب ڈاکٹر این اے بلوچ کی برسی کے موقع پر اس میں شرکت کے لیے حیدر آباد گیا تو اس متبرک مقام کی زیارت نصیب ہوئی۔

مولوی حکیم حافظ سید میراں محمد شاہ

متعلوی سادات میں سے تھے، ۱۲۸۷ھ/ ۱۸۷۰ء کو حرمین الشریفین کا سفر کیا، ۱۲۶۸ھ/ ۱۸۶۱ء کو علم طب کا ایک رسالہ لکھا، موصوف شاہ عبدالقیوم مجددی قندھاری (ف ۱۲۷۱ھ) سے بیعت تھے، آپ کے فرزند شاہ عبدالرحمٰن مجددی (ف ۱۳۱۵ھ سے بہت عقیدت تھی، انہیں کے اصرار پر شاہ صاحب نے حرمین سے واپس آکر سندھ میں قیام فرمایا تھا، میراں سید محمد شاہ نے ۱۳۰۹ھ/ کو وفات پائی (تذکرہ مشاہیر سندھ از وفائی ۱/ ۲۲۲۔۲۲۵)

مدرسۃ العلوم حیدر آباد (سندھ)

یہ مدرسہ پاٹ کے قاضی امام علی انصاری نے مولوی محمد حسن کے لیے حیدر آباد میں بنوایا تھا۔ (ایضاً ۱/ ۲۲۶)

مولوی محمد حسن حیدر آبادی

موصوف موضع کنڈی (مضافات دادو) کے رہنے والے تھے، مولانا نور محمد شہدادکوٹی اور ان کے والد مولانا گل محمد کی خدمت میں تحصیل کی، پھر مذکورہ مدرسہ میں درس و تدریس کا آغاز کیا، بعض اکابر علماء ان کے شاگرد تھے۔ (ایضاً ۱/ ۲۲۵۔ ۲۲۷) ان کا انتقال ۱۳۰۹ھ/ ۱۸۹۱ء کو ہوا۔ (ایضاً ۱/ ۲۲۷)

حکیم سید اسد اللہ شاہ ٹکھڑی کا انتقال کو ہوا، ملاحظہ ہو: تذکرہ شعرائے ٹکھڑ ان کی مذکورہ تصانیف زیادہ تر سندھی میں ہیں۔

مدرسہ دیوبند کے مدرسین مولانا سید احمد دہلوی، مولانا محمود اور مولانا محمود الحسن کے حالات تاریخ دار العلوم دیوبند میں ملاحظہ کریں۔

۲۰۔ مولوی حاجی حافظ قاری اشرف علی تھانوی

مولانا اشرف علی تھانوی (ف ۱۶/ رجب ۱۳۶۲ھ/ ۱۹۴۳ء)

آپ کی تصانیف کثیر تعداد میں ہیں جن کی مفصل فہرست تالیفات اشرفیہ کے نام سے ملتان سے شائع ہو چکی ہے، آپ کے احوال پر کئی کتب شائع ہو چکی ہیں، جن میں سے عزیز الحسن غوری اور مولوی عبدالحق کی کتاب اشرف السوانح (چار جلدیں) مطبوعہ دہلی ۱۳۵۷ھ، قابل توجہ ہے۔

۲۱۔ مولوی حکیم اشرف علی سلطانپوری

ہم ان کے سال وفات سے ناواقف ہیں، صاحب نزہۃ الخواطر (۸/ ۵۹۔۶۰) نے ان کے تمام تر حالات بغیر حوالہ کے تذکرہ علمائے حال سے نقل کیے ہیں لیکن سال وفات تک کا ذکر نہیں کیا، ان کے اساتذہ میں سے حکیم صادق علی اور مولوی رحمت اللہ زمان ریاست کپورتھلہ کے حالات نہیں ملتے، مولانا عبداللہ ٹونکی کے احوال تذکرہ حاضر میں حرف ع کے تحت ملاحظہ کریں۔

حکیم عبدالمجید خان دہلوی (ف ۱۳۱۹ھ) نزہۃ الخواطر ۸/ ۳۱۰

حکیم محمد جان بحرآبادی (ف ۱۳۳۸ھ ایضاً ۸/ ۴۱۶ـ۴۱۷)
مولانا احمد علی سہارنپوری محدث (ف ۱۲۹۷ھ ایضاً ۷/ ۴۳)
مولوی حافظ احمد حسن بٹالوی (رک تذکرۂ حاضر شمارہ ۸)
مولانا محمد مظہر نانوتوی (ف ۱۳۰۲ھ) نزہۃ الخواطر ۸/ ۴۵۵
مولانا رشید احمد گنگوہی (رک) تذکرہ حاضر شمارہ ۸۴
مولانا حکیم اشرف علی سلطانپوری کی اکثر تصانیف، طبع ہو چکی ہیں۔

۲۲۔ حکیم سید اشفاق حسین بریلوی

حکیم سید اشفاق حسین بن مولوی سید بشیر الدین ہاشمی سہسوانی کی ولادت حدود ۱۲۴۰ھ/ ۱۸۲۵ء) کو ہوئی، مولانا فضل رسول بدایونی اور مولوی رحیم اللہ بریلوی سے تحصیل کی، پھر حکیم احسن اللہ خان دہلوی سے علم طب کی تکمیل کی، ۱۸۵۷ء کے بعد انگریزوں کے ہاں ملازمت کا آغاز کیا اور بہت ترقی کی، ۱۳۱۸ یا ۱۳۱۹ھ/ ۱۹۰۱ـ۱۹۰۲ء کو انتقال ہوا۔ (حیات العلماء ص ۵۰)

۲۳۔ مولوی اعجاز احمد سہسوانی

آپ کے ہم وطن تذکرہ نویس سید عبدالباقی سہسوانی نے آپ کے متعلق جو تحریر کیا ہے دوسرے قدرے مختلف ہے، وہ لکھتے ہیں۔

مولانا سید محمد اعجاز احمد بن مولانا سید محمد عبدالباری محدث کا سال ولادت ۱۲۹۴ھ/ ۱۸۷۷ء اور ان کا تاریخی نام ''مختار احمد'' ہے، ابتدائی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی، ان کے انتقال کے بعد مولانا سید عبدالحسیب، حکیم سید محمود عالم، مولانا محمد بشیر محدث، مولانا عبدالحق کابلی، مولانا حسین عرب یمنی وغیرہ کی خدمت میں تحصیل کی، شاعری کا بھی ذوق تھا فن تاریخ گوئی میں کمال حاصل تھا، معجز تخلص کرتے تھے، ان کا انتقال ۱۱ر شعبان ۱۳۸۲ھ/ ۱۹۶۲ء کو ہوا، کثیر التصانیف عالم تھے، نزہۃ الخواطر ۸/ ۶۱ـ۶۳، حیات العلماء مع حواشی مرتب ۱۰۴ـ۱۰۹)

۲۴۔ مولوی اعجاز حسین رام پوری

ان کے حالات دستیاب نہیں ہو سکے، تذکرہ کاملان رام پور بھی ان کے احوال کے بارے میں خاموش ہے۔

۲۵۔ مولوی اعظم حسین خیر آبادی

مولانا اعظم حسین لطف حسین حنفی خیر آبادی، اکابر علماء میں سے تھے، علامہ عبدالحق خیر آبادی (رک تذکرہ حاضر شمارہ ۱۳۴) کے شاگرد تھے، پھر بھوپال جا کر مولانا عبدالقیوم بڈھانوی سے تکمیل کی اور ان سے سلوک کی تعلیم بھی حاصل کی، مدت تک بھوپال میں استقامت کے ساتھ درس دیا، حجاز مقدس کا سفر کیا وہاں دس سال تک مقیم رہے، مدینہ منورہ میں ۱۳۳۷ھ/ ۱۹۱۸ء کو انتقال ہوا (نزہۃ الخواطر ۸/۶۳)

۲۶۔ مولوی آغا علی سہسوانی

آپ مولوی محمود عالم سہسوانی (ف ۱۳۳۱ھ/۱۹۱۳ء) کے شاگرد تھے۔

حکیم سید آغا علی بن میر تقی علی قاسمی، مولانا سید محمد عبدالحبیب سے بھی تحصیل کی تھی، سہسوان میں ان کا مطلب مرجع خلائق تھا، اپنے علاقہ کی خلافت کمیٹی کے بھی صدر تھے، ۱۵ر رجب ۱۳۳۹ھ/ ۲۶ر مارچ ۱۹۲۱ء کو انتقال ہوا، (حیات العلماء تعلیقات مرتب ۱۷۴)

۲۷۔ مولوی حکیم افہام اللہ لکھنوی

آپ کا تعلق لکھنو کے مشہور دارالعلم فرنگی محل سے تھا اور درس نظامی کے بانی ملا نظام الدین محمد کا تعلق بھی اسی علاقہ سے تھا، یہ شہر لکھنو میں ایک بڑا محلہ ہے جو اب تک اسی نام سے مشہور ہے راقم احقر اپنے ۱۹۸۹ء کے سفر ہند کے دوران وہاں کئی بار مولانا محمد رضا انصاری مرحوم سے ملنے کے لیے جاتا رہا، اس وقت وہاں کی قدیم عمارات اور مدرسہ کھنڈرات بن چکے تھے۔

مولوی عین القضاۃ مولانا عین القضاۃ حیدر آبادی ثم لکھنوی (ف ۱۳۴۳ھ/۱۹۲۴ء) اپنے عہد کے اکابر علماء میں سے تھے، ان کے والد ماجد مولانا محمد وزیر بن محمد جعفر حسینی حنفی نے لکھنو میں مشہور مدرسہ فرقانیہ بنوایا تھا، جہاں سے بہت سے حضرات علماء بن کر دین کی خدمت میں مصروف ہوئے۔ (اعظمی، اشتیاق احمد: اودھ میں افتا کے مراکز اور ان کی خدمات ۲۲۴۔۲۳۶)

مولانا افہام اللہ، شیخ عبدالباسط لکھنوی اور علامہ عبدالحی فرنگی محلی کے شاگرد تھے، مدراس کے شہر ویلور کے مدرسہ میں بھی کچھ عرصہ درس دیا، پھر دکن کے مشہور علاقہ گلبرگہ میں درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا، کئی کتابوں کے مولف تھے ۱۳۱۶ھ/ ۱۸۹۸ء کو ۳۶ کی عمر میں انتقال ہوا۔ (نزہۃ الخواطر ۶۴/۸)

۲۸۔ مولوی سید اکبر حسن بریلوی نقوی قبائی

مولانا سید اکبر حسن بریلوی کے حالات مروجہ تذکروں میں نہیں مل سکے، البتہ ان کی نسبت قبائی قابل توجہ ہے، اس لفظ کی اصل قباء ہے جو وسطی ایشیاء میں ایک ناحیہ ہے، فرغانہ قریب شاش کے مضافات میں ہے، وہاں کے رہنے والوں کی نسبت قبائی ہوتی ہے ابو سعد ابا المکارم رزق اللہ القبائی وہاں کے مشاہیر میں تھے، وہاں ایک بڑے صوفی عالم ابراہیم بن علی القبائی مشہور تھے جن کا درس قرآن خوب شہرت رکھتا تھا، یاقوت حموی نے ان کا ذکر کیا ہے (معجم البلدان ۳۰۲/۴) بدایوں کے محلہ سید باڑہ میں سادات قبائی رہتے تھے جن میں سید ارجمند علی نقوی قبائی (ف ۱۲۷۵ھ) قابل ذکر ہیں (اکمل التاریخ ۳۰/۲۔۳۱)

۲۹۔ حضرت خواجہ شاہ اللہ بخش توسوی

مولف نے ان کی نسبت توسوی صحیح نہیں لکھی بلکہ یہ نسبت تونسوی ہے جو پنجاب کے مشہور روحانی خطہ تونسہ شریف سے ہے، جو ڈیرہ غازی خان سے چند میل کے فاصلہ پر ہے۔

خواجہ اللہ بخش، خواجہ محمد سلیمان تونسوی (ف ۱۲۶۷ھ/ ۱۸۵۱ء) کے پوتے اور جانشین تھے، ولادت ۱۲۸۱ھ/ ۱۸۶۵ء کو ہوئی اور ۱۳۱۹ھ/ ۱۹۰۱ء کو وصال ہوا، ان کے ملفوظات کے کئی مجموعے مرتب ہوئے تھے جن میں سے تین مجموعے ہمارے ذخیرہ (مخزونہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری، لاہور) میں محفوظ ہیں (فہرست مخطوطات و مصورات ذخیرہ مجددی شمارہ ہائے مصورات (R.260,261,262) قابل توجہ ہیں۔

۳۱۔ مولوی شاہ آل محمد سہسوانی بن حکیم نذیر احمد

ولادت ۱۲۸۴ھ/ ۱۸۶۷ء، وفات ۱۳۴۹ھ/ ۱۹۳۱ء کو ہوئی،

(حیات العلماء ص ۱۶۲)

۳۲۔ مولوی خواجہ الطاف حسین پانی پتی

دہلی کوچۂ پنڈت، اس کوچہ کا محل وقوع سیر المنازل میں اس طرح درج ہے۔

کوچہ پنڈت میں شاہ پسند خان اور سر بلند خان کی حویلی ہے...... کوچہ پنڈت کے مقابل یہاں جان صاحب مرحوم کی مسجد اور مکان ہے۔ (ص ۱۶۴)

خواجہ الطاف حسین حالی اردو کے معروف شاعر اور ادیب تھے کئی کتابوں کے مولف بھی، ان کا انتقال ۱۳/ صفر ۱۳۳۳ھ/ ۱۹۱۴ء کو ہوا۔

۳۳۔ مولوی امام الدین ٹونکی

مولوی مفتی صدر الدین خان صدر الصدور دہلوی (ف ۱۲۸۵ھ/ ۱۸۶۸ء)، کے شاگرد تھے جو اکابر علماء میں سے تھے، تفصیل کے لیے دیکھیے:

مقالات طریقت، تعلیقات

مولانا سید محمد حیدر علی رام پوری ثم ٹونکی (ف ۱۲۷۲ھ/ ۱۸۵۶ء) اپنے عہد کے چند جید علماء میں شمار تھا، علم کلام کے ماہر تھے، شاہ عبد العزیز محدث دہلوی سے تلمذ تھا (مقالات طریقت، مقدمہ و تعلیقات)

حضرت شاہ ابوسعید دہلوی قدس سرہ (ف ۱۲۵۰ھ/۱۸۳۴ء)
حضرت مجدد الف ثانی کی اولاد میں سے تھے، تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو:
ذکر السعیدین تالیف محمد معصوم رام پوری، گوجرانوالہ، ۲۰۱۷ء
مولوی محمد حسن خان بن محمد بیان خان، مفتی محکمہ شریعت ٹونک
انہیں مولانا امام الدین ٹونکی کے علاوہ مولانا سید حیدر علی رام پوری مذکور سے بھی تلمذ تھا، علوم عقلیہ ونقلیہ کے ماہر استاد تھے، ان کے خاص شاگردوں میں سے مولانا حیدر حسن بن احمد حسن، مولانا سید برکات احمد اور مولانا عبدالکریم قابل ذکر ہیں، مولانا محمد حسن ٹونکی کی وفات ۱۳۱۵ھ/ ۱۸۹۷ء کو ہوئی۔ (نزہۃ الخواطر ۸/ ۴۱۸)

مولانا امام الدین ٹونکی نے شاہ محمد اسحٰق محمد دہلوی کی خدمت میں بھی تحصیل کی تھی، ان کے تلامذہ کا حلقہ بہت وسیع تھا جن میں نواب محمد علی خان (والی ٹونک)، قاضی عبدالغفار، مولوی محمد حسن مذکور، شیخ احمد ابوالخیر مکی (مولف ہدیۂ احمدیہ) قابل ذکر ہیں، انہیں ۱۲۸۱ھ/ ۱۸۶۴ء کو نواب محمد علی خان نے شمس العلماء اور قاضی القضاۃ کے خطابات دیئے، جب علامہ عبدالحق خیرآبادی ٹونک تشریف لائے تو مولانا امام الدین بقید حیات تھے، ٹونک قدیم میں پنج کوئیاں دروازہ کے ساتھ آپ کی مسجد تھی جس میں آپ درس دیتے تھے، جو اب تک آباد ہے، مولانا امام الدین نے ۹۴ یا ۹۶ سال کی عمر میں ۱۹۰۱ء کو انتقال کیا، ان کے ایک ہی فرزند عبدالحمید تھے جو والد کے حین حیات ہی بعمر اٹھارہ سال فوت ہو گئے تھے، ملاحظہ ہو:
محمد عمران خان: تذکرہ علمائے ٹونک ۴۹۔۵۱

مولوی سید امام الدین گلشن آبادی

آپ مولانا مفتی سید عبدالفتاح معروف بہ مولوی اشرف علی بن عبداللہ حسینی گلشن آبادی نقوی حنفی قادری چشتی کے فرزند تھے، ان کی ولادت ۱۲۳۴ھ/ ۱۸۱۸ء کو ہوئی سید میاں سورتی، شاہ عالم برودوی، بشارت اللہ کابلی، عبدالقیوم کابلی اور مولانا فضل رسول بدایونی کی خدمت میں تحصیل کی، تفصیل کے لیے تذکرہ حاضر کا

شمار ۱۹۶ ملاحظہ کریں۔

مولانا امام الدین کے اساتذہ: مولوی نظام الدین لاہوری، مولوی فرحت اللہ اور مولوی ہدایت اللہ فاروقی کے حالات مروجہ تذکروں میں نہیں ملتے۔

مولانا امام الدین کے شیخ طریقت مولوی سید محمد عبدالصمد بن غالب حسین شہید تھے، بدایوں جاکر مولانا فضل رسول اور مولانا عبدالقادر بدایونی سے تکمیل کی، سلسلہ چشتیہ میں حافظ شاہ محمد اسلم خیرآبادی (ف ۱۳۲۰ھ/۱۹۰۳ء) سے بیعت تھے، قصبہ پھپوند (ضلع اٹاوہ) میں قیام تھا، علم کلام کی کئی اہم کتابوں کے مولف تھے، بدایونی مسلک اہل سنت کے متبع تھے، انسٹھ سال کی عمر میں ۱۳۲۴ھ/۱۹۰۶ء کو انتقال ہوا۔ (حیات العلماء ۷۷۔۸۸ مع تعلیقات مرتب ۱۵۸۔۱۵۹)

مدرسہ عالیہ سرکاری گلشن آباد عرف فاسک

اس سے مراد بمبئی کا الفنسٹن کالج ہے جو ایسٹ انڈیا کمپنی نے ۱۸۳۵ء کو بنایا تھا، اس میں الفنسٹن کی دلچسپی کے مضامین پڑھائے جاتے تھے، بعد کو اس میں تبدیلیاں ہوتی رہیں وہ ۱۸۱۹ء سے ۱۸۲۷ء تک بمبئی کا گورنر بھی رہا تھا، ملاحظہ ہو:

Buckland, E: Dictionary fo Indian Biography P.138

Imperial Gazetter of India, Vol, viii. P. 418

Bhattacherje: Encyclopaedia of Indian events and Dates, Dehli, 1987 P. 122

مولوی امام الدین کے ایک بھائی سید سراج الدین محمد بھی تھے (اکمل التاریخ ۲/۲۵)

مولوی امام الدین کی تالیفات میں سے تاریخ الاولیاء بمبئی سے اور تذکرہ الانساب دہلی سے ۱۳۲۲ھ کو طبع ہوئی۔

۳۶۔ مولوی شاہ امانت اللہ غازی پوری

اپنے والد مولانا محمد فصیح حنفی کے شاگرد و جانشین تھے، وعظ و تذکیر میں بہت مشہور تھے، نزہۃ الخواطر کے مولف نے اپنے اہل حدیث نقطہ نظر سے انہیں کم علم اور

اہل حدیث حضرات سے تعصب رکھنے کا الزام لگایا ہے، ۱۸ رمضان ۱۳۱۵ھ/ ۱۸۹۷ء کو فوت ہوئے (نزہۃ الخواطر)

۳۹۔ مولوی امجد علی کاکوروی

مولف نے ان کا سال ولادت شوال ۱۲۴۴ھ درج کیا ہے، جو مقامی روایت کے خلاف ہے، تذکرہ مشاہیر کاکوری میں شوال ۱۲۴۲ھ ہے، مولانا امجد علی بن حافظ احمد علی (نبیسہ شاہ محمد کاظم قلندر) بن شیخ غالب علی، مولانا شاہ تقی علی قلندر کی خدمت میں تحصیل کی، ادبیات سے بھی گہرا لگاؤ تھا، بلیغ تخلص کرتے تھے، کئی کتب نظم ونثر کے مولف تھے، وفات ۸ ربیع الآخر روز یکشنبہ ۱۳۳۴ھ/ ۱۹۱۵ء کو ہوئی (تذکرہ مشاہیر کاکوری ۴۵۔۵۰، نزہۃ الخواطر ۸/ ۶۹)

آپ کے استاد مولانا شاہ تقی علی قلندر (۱۲۱۳۔۱۲۹۰ھ) اکابر علماء وصوفیہ میں سے تھے، (تذکرہ مشاہیر کاکوری ۸۸۔۱۹)

مولوی امجد علی کو مولانا ہادی علی اشک لکھنوی (ف ۱۸۸۱ء)، مرزا محمد رضا خان (استاد واجد علی شاہ اودھ) کے شاگرد تھے، مطبع محمدی اور مطبع نولکشور میں بطور مصحح خدمات انجام دیتے تھے، فن تاریخ گوئی کا بھی ملکہ تھا (سری رام: خمخانہ جاوید ۱/ ۳۱۳۔۳۱۴)

۴۰۔ مولوی حکیم امجد علی امیٹھوی

ان کے اکثر اساتذہ، مولانا ابوتراب عبدالعلی، مولوی فضل اللہ، حکیم انور علی، مولانا محمد نعیم مولانا عبدالحی کا تعلق لکھنو کے مشہور مدرسہ فرنگی محل سے تھا، جن کے حالات آثار الاول من علمائے فرنگی محل مولفہ محمد قیام الدین عبدالباری، احوال علمائے فرنگی محل مولفہ شیخ الطاف الرحمٰن اور نزہۃ الخواطر میں ملتے ہیں اور مولوی ابوالحسن عرف سید بچھن لکھنوی (ف ۱۳۰۹ھ/ ۱۸۹۱ء) کے حالات کے لیے اشتیاق احمد اعظمی کی کتاب اودھ میں افتا کے مراکز ص ۲۵۱۔۲۵۲ ملاحظہ کریں حکیم عبدالعزیز

دریا آبادی (رک تذکرہ حاضر شمارہ ۱۸۱)، اسی طرح ان کے شیخ طریقت مولانا محمد نعیم لکھنوی کے حالات تذکرہ ہذا (شمارہ ۳۶۶) میں ملاحظہ کریں۔

۴۲۔ حاجی امداداللہ مہاجر

حاجی صاحب ۱۸۵۷ء کے جہاد کے بعد ہندوستان سے ہجرت کر گئے اور مکہ مکرمہ میں قیام کرلیا، جہاں آپ نے ایک عظیم مدرسہ کی بنیاد رکھی، جو مدرسہ صولتیہ کے نام سے مشہور ہے اور اب تک فعال ہے، آپ کے بعض مریدین کے حالات تذکرۂ ہذا میں حروف تہجی کے تحت درج ہیں، آپ کا وصال مکہ مکرمہ میں ۸۴ سال کی عمر میں ۱۲۔۱۳ جمادی الثانی ۱۳۱۷ھ/ ۱۸۔۱۹/ اکتوبر ۱۸۹۹ء کو ہوا، تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو۔

تذکرہ علماء ومشائخ پاکستان وہندا/ ۴۲۸۔۴۳۴

۴۴۔ مولوی امیر باز خان سہارنپوری

امیر باز خان کے بعض اساتذہ کے حالات تذکرہ حاضر میں ملاحظہ کریں۔

ان کے شیخ طریقت شیخ عبدالرحیم سہارنپوری (ف ۱۲۴۶ھ/ ۱۸۳۱ء) خلیفہ شیخ رحم علی قمیصی ساڈھوری، شیخ عبدالہادی امروہوی اور آخر میں سید احمد رائے بریلوی کے ہاتھ پر بیعت جہاد کی اور ان کے ساتھ سکھوں سے جہاد کرتے ہوئے شہید ہوئے۔ (نزہۃ الخواطر ۷/ ۲۶۰)

مولوی امیر باز خان کا ۹ ربیع الآخر ۱۳۲۵ھ/ کو انتقال ہوا، (ایضاً ۸/ ۷۴۔ ۷۵) وہ اوائل ۱۲۸۳ھ/ ۱۸۶۶ء کو دارالعلوم دیوبند میں داخل ہوئے، اور وہاں طالب علمی کے دوران درس بھی دیتے رہے (محمد شاہد سہارنپوری: علمائے مظاہر علوم سہارنپور اور ان کی علمی و تصنیفی خدمات ۱/ ۲۶۵)

۴۵۔ مولوی سید امیر حسن سہسوانی

مولانا سید امیر حسن بن میر لیاقت علی فاضلی کی ولادت مقامی روایت کے

مطابق ۱۲۴۳ھ/ ۱۸۲۷ء ہے، کول (علی گڈھ) جا کر مولانا محمد عبدالجلیل مجاہد اسرائیلی سے تحصیل کی، پھر فرخ آباد میں مولوی بشیرالدین قنوجی، لکھنو جا کر مولانا ابوالبرکات تراب علی اور علمائے فرنگی محل سے تکمیل کے بعد دہلی جا کر مفتی صدر الدین آزردہ، مولانا نذیر حسین، مولانا شاہ عبدالغنی مجددی اور مولانا عبدالحق بنارسی کی خدمت میں بھی پڑھا، آخر میں غیر مقلد ہو گئے تھے، علی گڈھ میں ۱۲۹۱ھ/ ۱۸۷۴ء کو انتقال کیا (حیات العلماء ۵۳۔۵۸)

۴۶۔ مولوی انواراللہ

آپ حضور نظام حیدرآباد (دکن) کے استاد ہیں:

مولانا انواراللہ دکن کے دونوابوں امیر محبوب علی خان نظام سادس اور ان کے جانشین امیر عثمان علی خان کے اتالیق رہے، موخرالذکر کے زمانہ میں آپ کو ریاست کے منصب صدارت اور احتساب کے فرائض سونپے گئے، اور محکمہ اوقاف کا وزیر بھی بنایا گیا، آپ کی قندھار (دکن) میں ۱۲۶۴ھ/ ۱۸۴۸ء کو ولادت ہوئی، پہلے معروف عالم مولانا عبدالحکیم انصاری فرنگی محلی اور پھر ان کے فرزند مولانا عبدالحی کی خدمت میں تحصیل کی، ۱۲۹۴ھ/ ۱۸۷۷ء کے حج کے دوران حاجی امداد اللہ مہاجر مکی سے بیعت ہوئے اور ان سے اجازت وخلافت یاب ہو کر واپس آئے، نوابان دکن نے انہیں فضیلت جنگ کا خطاب دیا، ۱۲۹۳ھ/ ۱۸۷۶ء کو انہوں نے حیدرآباد (دکن) میں مدرسہ نظامیہ بنایا اور ساتھ ہی تالیف واشاعت کے لیے ایک شعبہ اشاعت العلوم کے نام سے قائم کیا، خود مولانا انواراللہ کی اردو اور عربی میں کئی تالیفات ہیں جو شائع ہو چکی ہیں، مولانا کا ۱۳۳۳ھ/ ۱۹۳۴ء کو وصال ہوا (نزہۃ الخواطر ۸/ ۷۸۔۸۰)

حرف الباء الموحدة

۴۹۔ مولوی شاہ بدر الدین پھلواروی

قصبہ پھلواری

یہ قصبہ موجودہ ہندوستان کے صوبہ بہار کے علاقہ پٹنہ کے مضافات میں مغرب میں تقریباً اٹھارہ کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے، اسے پھلواری شریف کہا جاتا ہے، یہ علماء و صوفیہ کا بڑا مرکز ہے، یہاں سادات کا ایک خانوادہ آباد ہے جن کے بزرگوں کے مزارات بھی یہیں پر ہیں، مجھے ۱۹۸۹ء کے سفر ہندوستان کے دوران ان کی زیارت نصیب ہوئی تھی۔

مولانا شاہ بدر الدین پھلواروی کا مسکن یہیں تھا۔

شیخ بدر الدین بن شرف الدین بن عبد الہادی بن احمدی حنفی جعفری پھلواروی کی ولادت پھلواری میں ۱۲۶۸ھ/۱۸۵۱ء کو ہوئی، ابتدائی تعلیم اپنے والد گرامی سے حاصل کی پھر شیخ نعمت مجیب اور شیخ علی الحبیب کی خدمت میں تحصیل کی اور شیخ عین الحق بن شیخ علی حبیب کے جانشین ہوئے، انہیں بہار میں قبول عظیم حاصل ہوا، موصوف بہار کے ''امیر شریعت'' کہلائے، ان کی علمی و ملی خدمات کے باعث ہندوستان کی حکومت انگلیسہ نے انہیں ۱۹۱۵ء کو شمس العلماء کا خطاب دیا لیکن انگریزوں کی مسلم دشمن پالیسیوں کے باعث وہ ہمیشہ اس متنفر رہے، خطاب واپس کرنے کی بھی کوشش کی، ترکی کے معاملہ میں بھی ترکی کی مسلم حکومت کے حامی تھے، حکومت برطانیہ کے زمانہ میں تحریک عدم تعاون (۱۹۱۹۔۱۹۲۲ء) کے دوران بہار اور اڑیسہ کے مسلمانوں نے ۱۹۲۰ء میں امارۃ الشریعۃ کی بنیاد رکھی تو شیخ بدر الدین اس کے پہلے امیر شریعت منتخب ہوئے، انہوں نے تحریک خلافت میں بھی بھرپور حصہ لیا۔

شاہ بدر الدین پھلواروی کے ملفوظات و مکتوبات کا مجموعہ لمعات بدریہ کے نام

سے مجیب قادری پھلواروی نے مرتب کیا جو اردو میں ہے اور اصح المطابع، لکھنؤ سے دو حصوں میں شائع ہوا تھا، اس کے علاوہ شاہ بدرالدین اور ان کے فرزند شاہ محی الدین کا فارسی کلام عطرالواردین کے نام سے پٹنہ سے ۱۹۵۱ء کو شائع ہوا تھا، شاہ بدرالدین کے فرزند بزرگ شاہ محی الدین قادری اپنے والد کی وفات ۱۶ر صفر ۱۳۴۳ھ کے بعد خانقاہ مجیبیہ پھلواری کے سجادہ نشین ہوئے، جن کے حالات و خدمات پر عون احمد قادری نے محی الملۃ والدین کے نام سے مفصل کتاب تالیف کی تھی جو پٹنہ اور پھر دہلی سے طبع ہو چکی ہے، بعض امور کی تفصیلات کے لیے دیکھیے :

i۔ عبدالحی حسنی: نزہۃ الخواطر ۸/ ۸۸۔۸۹

ii- Fozail Ahmad Qadri: Celebrated Garden, Shillong, North-East Hill University, 1998

iii۔ شعیب رضوی: اعیانِ وطن، پٹنہ ۱۹۵۱ء

۵۱۔ مولوی قاضی بشیرالدین میرٹھی

مولانا قاضی بشیرالدین میرٹھی، اپنے عہد کے اکابر علماء میں سے تھے، دارالعلوم دیوبند کے علماء کی خدمت میں تحصیل کے بعد اپنے علاقہ میرٹھ میں کچھ عرصہ قیام کیا اور پھر اٹاوہ کے مدرسہ اسلامیہ میں مدرس مقرر ہوئے۔ ۱۳۱۴ھ/ ۱۸۹۴ء کو حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے ملفوظات کا فارسی متن مطبع مجتبائی، میرٹھ سے شائع کیا، پھر ۱۹۳۴ء کو نواب مبارک علی خان کے رسالہ کمالات عزیزی مع دیگر رسائل مرتبہ سید ظہیرالدین احمد ولِلہی مرتب کر کے ایک مجموعہ تیار کیا جسے انہوں نے تذکرہ عزیزیہ کے نام سے مطبع مجتبائی، میرٹھ سے ہی شائع کیا تھا، جس کے سرورق پر اپنے نام کے ساتھ ''قاضی شہر میرٹھ'' بھی لکھا، قاضی بشیرالدین اس مطبع کے مالک بھی تھے۔ (تذکرہ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث مولفہ نسیم احمد فریدی ص ۲۲)

قاضی بشیرالدین کے ایک لائق فرزند قاضی زین العابدین سجاد میرٹھی بھی تھے (ایضاً ۳۷) جو میرٹھ کے ایک ماہنامہ ''الحرم'' کے مدیر بھی تھے، مولانا سجاد کے کئی

مقالات رسالہ برہان، دہلی میں شائع ہوئے تھے۔ (رک اشاریہ برہان ص ۳۳۶)
مطبع مجتبائی، میرٹھ میں منشی ممتاز علی نے بنایا تھا، بعد میں جب وہ حرمین الشریفین چلے گئے تو ان سے یہ مطبع مولوی عبدالاحد (ف ۲؍ دسمبر ۱۹۲۰ء) نے ۱۸۸۶ء کو خرید لیا اور اسے دہلی لے آئے جہاں سے بہت سی نادر کتب شائع ہوئیں۔ (محمد ایوب قادری، مولانا محمد احسن نانوتوی ۱۶۰۔ ۱۶۹) معلوم ہوتا ہے کہ قاضی بشیر الدین نے اسی نام سے اس کو میرٹھ میں جاری رکھا تھا۔

قاضی بشیر الدین نے تذکرہ ہذا کے مولف کی علمائے کے حالات جمع کرنے میں بھرپور مدد بھی کی تھی۔

۵۲۔ مولوی بقا حسین خان فلکی فیروز آبادی

ان کے ساتھ مولوی مظفر علی خان شیر گڑھی (ضلع متھرا)، مولوی محب اللہ الہ آبادی اور مولوی محمد حسن محقق امروہوی میں سے صرف موخر الذکر کے حالات تذکرہ حاضر (شمارہ ۳۱۷) میں ملتے ہیں، باقی حضرات کے حالات سے ہم ناواقف ہیں، مولانا بقا حسین فلکی کا سال وفات بھی مروجہ تذکروں میں درج نہیں ہے۔

ان کے بعض رسائل اور ایک جنتری کوہ نور ہمارے ذخیرہ (مخزونہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری، لاہور میں ہے)

حرف التاء

۵۴۔ مولوی تاج الدین

آپ انجمن اسلامیہ، لاہور کے سیکرٹری تھے، اس نام کی کئی انجمنیں تھیں جن میں سے انجمن اسلامیہ، میاں میر، لاہور قابل ذکر ہے، دوسری انجمن جس کے بانی خود مولوی تاج الدین مذکور تھے، جسے انہوں نے ۱۸۹۶ء کو قائم کیا یعنی مجلس کشمیری مسلمانان، لاہور تھی، اس کے تمام اجلاس مولوی تاج الدین کے مکان پر لاہور میں

ہی ہوتے تھے، مولوی صاحب کی تعلیم بی اے تھی اور محکمہ عالیہ گورنمنٹ پنجاب لاہور میں بحیثیت مترجم کام کرتے تھے۔ (میو، عطاء الرحمٰن: انیسویں صدی میں پنجاب کی انجمنوں کی اردو خدمات ۱۱۶۔ ۱۱۷) جس سے یہ بھی اندازہ ہوتا ہے کہ مولوی تاج الدین اصلاً کشمیر کے تھے۔

۵۶۔ مولوی تلطف حسین صدیقی

آپ کے اساتذہ میں سے مولانا عبداللہ غازی پوری (ف ۱۳۳۷ھ/ ۱۹۱۸ء کے حالات نزہۃ الخواطر (۸/ ۲۸۷۔ ۲۸۸) میں ہیں اور قاضی بشیر الدین قنوجی نواب صدیق حسن خان کے حلقہ کے علماء میں سے تھے، مولانا نذیر حسین اور مولانا حسین عرب کے حالات تذکروں میں ملتے ہیں، مولانا تلطف حسین دہلوی کے بارے میں صاحب نزہۃ الخواطر (۸/ ۹۴) نے یہ لکھا ہے کہ موصوف کتابوں کی تجارت کرتے تھے۔

حرف الجیم

۵۸۔ مولوی جمیل احمد سہوانی

ان کے استاد معروف عالم مولانا محمد بشیر سہوانی (ف ۱۳۲۶ھ/ ۱۹۰۸) تھے جو نواب صدیق حسن خان بھوپالی کے حوزۂ فکر کے نمائندہ خاص تھے (حیات العلماء ۷۴۔۸۰)

مولانا سید جمیل احمد سہوانی کا سال ولادت ۱۲۷۷ھ/ ۱۸۶۰ء ہے، والیہ بھوپال شاہ جہان بیگم کے منشی تھے، شاعری سے بھی خصوصی لگاؤ تھا، منشور سخن میں انہی کے شاگردوں کا تذکرہ ہے، جمیل تخلص کرتے تھے، ان کا کلام مطبع سلطانی بھوپال اور کچھ کلام ان کے پڑپوتے سید عبداللہ نقوی نے کراچی سے شائع کر دیا تھا، جمیل علم کلام کی کئی کتابوں کے مولف تھے، آخری عمر میں بھوپال سے اپنے مستقر سہوان

چلے گئے تھے ان کا انتقال وہیں ۱۳۵۴ھ/ ۱۹۳۵ء کو ہوا (حیات العلماء ۱۰۰۔۱۰۱ مع تعلیقات مرتب)

حرف الحاء المہملۃ

۵۹۔ مولوی حامد علی

مدرس مدرسہ محبوبیہ، حیدر آباد (دکن)

یہ مدرسہ مشہور علم دوست نواب محبوب علی خان والی دکن نے بنایا تھا، اس عہد کے اکابر علماء اس سے وابستہ تھے۔

۶۱۔ مولوی حبیب احمد دہلوی

ان کے جد اعلیٰ حافظ محمد اشرف نقشبندی کا تعلق حضرت میرزا مظہر جانِ جانان شہید (۱۱۹۵ھ/ ۱۷۸۱ء) سے ہوگا، جن کے حالات سے ہم واقف نہیں ہیں۔

مولوی حبیب احمد کے اساتذہ میں سے مولانا کرامت اللہ خان رام پوری ثم دہلوی حنفی، مدرسہ حسین بخش دہلی میں مدرس تھے، حج کے دوران حاجی امداد اللہ مہاجر مکی سے بیعت بھی ہوئے تھے، واپس آکر درس و تدریس کا شغل اختیار کر لیا تھا۔ (نزہۃ الخواطر ۸/ ۳۷۳) اور مولانا سید احمد بن عبد الرحمٰن دہلوی (ف ۱۹/ رجب ۱۳۳۶ھ/ ۱۹۱۸ء) مولف فرہنگ آصفیہ کی حیثیت سے مشہور ہیں (ایضاً ۸/ ۲۱۔۲۲)، مولانا عبداللہ ٹونکی) رک تذکرۃ حاضر) لیکن مولانا نور الحسنین ساکن راولپنڈی اور مولوی عبد الباری ولایتی کے حالات نہیں ملتے۔

صاحب ترجمہ مولانا حبیب احمد نزہۃ الخواطر کی تالیف کے دوران (۱۹۲۰ء) بقید حیات تھے۔

۶۲۔ مولوی حبیب الرحمٰن خان شروانی

(۱۲۸۳۔۱۳۷۰ھ/ ۱۸۶۶۔۱۹۵۰ء)

آپ مولانا لطف اللہ علی گڈھی (رک باں) کے شاگرد اور شاہ فضل رحمٰن گنج مراد آبادی (ف ۱۳۱۳ھ/ ۱۸۹۵ء) سے بیعت تھے، ندوۃ العلماء لکھنو اور دارالمصنفین اعظم گڈھ کی تاحیات مالی معاونت کرتے رہے، علامہ شبلی نعمانی، مولانا ابوالکلام آزاد اور دیگر اکابر کے ساتھ دوستی اور مراسلت تھی، کئی کتابوں کے مولف تھے، دکن کے ملک شرعی محکمہ سے مدت تک وابستہ رہے، حالات کے لیے دیکھیے:

(۱) مقالات شروانی (خودنوشت احوال) کا باب......

(۲) شمس تبریز خان: صدر یار جنگ (سوانح مولانا حبیب الرحمٰن شروانی) کراچی ۱۹۸۱ء

۶۴۔ مولوی حبیب الرحمٰن ردولوی مہاجر (مدنی)

آپ نے پہلے ہندوستان میں شیخ سلام اللہ رام پوری (از اولاد شیخ عبدالحق محدث) اور شیخ سلامت اللہ کشفی بدایونی (از تلامذہ شاہ عبدالعزیز محدث) سے تحصیل کی، پھر مصر چلے گئے جہاں شیخ حسن جریسی مصری ازہری سے قرأت کا فن سیکھا، اس کے بعد حرمین الشریفین جا کر وہاں کے علماء مثلاً شاہ عبدالغنی مجددی، سید احمد زینی دحلاں، شیخ نورالدین ابوالحسن محمد علی وتری (۱۲۶۱۔۱۳۲۲ھ) علامہ محمد بن عبدالکبیر کتانی (ف ۱۳۲۷ھ) علامہ شہاب الدین ابو العباس احمد مخلاتی (ف ۱۳۶۲ھ) وغیرہ کی خدمت میں رہ کر تکمیل کی اور ان سے سندات اجازت بھی حاصل کیں (مرعشلی، یوسف: المعجم المعاجم ۲/ ۲۷۸، ۲۸۵، ۳۱۸، ۳۳۳، ۳۸۳، و بہ بعد)

صاحب ترجمہ مولانا ردولوی کا انتقال ۱۳۲۲ھ/ ۱۹۰۴ء کو ہوا (ایضاً) اور ان کی ولادت رُدولی (بارہ بانکی) میں ۱۲۵۰ھ کو ہوئی (فیض الملک الوہاب ۱/ ۳۹۱۔ ۳۹۲)

۶۵۔ مولوی حبیب الرحمٰن سہارنپوری

مولانا حبیب الرحمٰن بن مولانا احمد علی محدث سہارنپوری کی ولادت سہارنپور میں ہوئی، اپنے والد گرامی کی خدمت میں تحصیل کے بعد دیگر علماء سے بھی پڑھا، اپنے والد کی زندگی میں ہی درس و تدریس کا آغاز کر دیا، مدرسہ مظاہر العلوم میں مدت تک تعلیم دیتے رہے، پھر ۱۳۱۴ھ کو یہ ملازمت چھوڑ کر حیدرآباد (دکن) کے دارالعلوم میں اس کا آغاز کیا، آپ ایک قادر الکلام شاعر بھی تھے، ۱۶؍محرم ۱۳۳۷ھ/ ۱۹۱۸ء کو حیدرآباد میں ہی انتقال ہوا (نزہۃ الخواطر ۸/ ۱۰۱)

۶۷۔ مولانا شیخ حسین عرب محدث

شیخ حسین انصاری یمنی (۱۲۴۵۔ ۱۳۲۷ھ، ۱۸۱۰۔ ۱۹۰۹ء) بن شیخ محسن، اپنے عہد کے اکابر علماء میں سے تھے، ولادت مذکورہ سنہ کو حدیدہ (یمن) میں ہوئی، والد کی وفات کے بعد مزید تحصیل کے لیے کئی مقامات پر گئے اور فقۂ شافعی کا گہرا مطالعہ کیا، پھر وقت کے اکثر محدثین کی خدمت میں علوم حدیث کی تکمیل کی، جب شیخ قاضی احمد شوکانی صنعا سے حدیدہ آئے تو انہیں کتب حدیث کے اطراف سنا کر اجازت نعمت حاصل کی، پھر آپ بلدہ لحیہ (یمن میں حدیدہ کے مضافات میں ہے) کے قاضی مقرر ہوئے، سلطان ترکی کی مداخلت اور طلب فتویٰ (غیر واقع) کے باعث آپ اس عہدہ سے مستعفی ہو کر ہندوستان آ گئے اور نواب صدیق حسن خان والی بھوپال نے ان کی قدر کی، انہیں وہاں بسا لیا، آپ خاصے تردد کے بعد لکھنؤ گئے، کچھ عرصہ ندوۃ العلماء میں رہے، پھر نواب حبیب الرحمٰن خان شروانی کے بلانے پر آپ حبیب گنج، علی گڈھ میں بھی رہے، آخر بھوپال آ گئے، وفات سے پہلے واپس حدیدہ چلے، گئے جہاں ۱۳۲۷ھ/ ۱۹۰۹ء کو ان کا انتقال ہو گیا۔

(نزہۃ الخواطر ۸/ ۱۱۱۔ ۱۱۵)

مولانا حسین یمنی کے بعض شاگردانِ ہند کے حالات اسی تذکرہ میں ملاحظہ کریں۔

۸۶۔ مولوی حفیظ اللہ بندوی

مولانا حفیظ اللہ بن دین علی بندوی، آپ کی ولادت موضع بندی (من مضافات اعظم گڈھ) میں ہوئی، تحصیل کے لیے غازی پور گئے اور مولانا عبداللہ غازی پوری (ف ۱۳۳۷ھ/کرک بآں) وغیرہ کی خدمت میں تحصیل کر کے لکھنو جا کر مولانا عبدالحی فرنگی محلی سے حدیث کی تکمیل کی، پھر کاکوری کے مدرسہ انگلیشیہ (کاکوری کالج) میں ایک زمانہ تک پڑھاتے رہے، وہاں سے واپس اپنے شیخ مولانا عبدالحی کی خدمت میں لکھنو چلے گئے اور ان کے مدرسہ (فرنگی محل) میں عرصہ دراز تک درس و تدریس کا سلسلہ جاری رکھا، اس کے بعد رام پور جا کر مدرسہ عالیہ میں تدریس کا آغاز کیا، جہاں آپ کو قبول عام حاصل ہوا، جہاں نو سال تک آپ کا قیام رہا وہاں سے مولانا بندوی لکھنؤ آکر ندوۃ العلماء کے مہتمم مدرس مقرر ہوئے، کچھ عرصہ کے لیے آپ ڈھاکہ کے مدرسہ عالیہ میں بھی مدرس رہے انہیں انگریزوں نے شمس العلماء کا خطاب بھی دیا تھا، آپ پھر واپس لکھنو آکر ندوہ سے وابستہ ہو گئے، اس دوران حج کی سعادت بھی نصیب ہوئی، موصوف ۱۳۴۸ھ/ ۱۹۲۹ء کو ندوۃ العلماء سے سبکدوش ہو گئے، ۷ ذی الحج ۱۳۶۲ھ/ ۱۹۴۳ء کو انتقال ہوا، ان کی وفات پر علامہ سید سلیمان ندوی نے ایک تعزیتی نوٹ رسالہ معارف میں شائع کیا تھا، جس کا خلاصہ یہ ہے:

مرحوم ۱۸۵۶ء کو بندی میں پیدا ہوئے...... مولانا سلامت اللہ جیراجپوری (والد حافظ اسلم جراجپوری)، غازی پور میں مولانا غلام جیلانی (شاگرد مولانا عبدالحلیم فرنگی محلی) کی خدمت میں بھی پڑھا، ۱۸۸۰ء (حدود) کو فراغت ہوئی، انہیں معقولات کے علاوہ علم ریاضی پر بھی بڑی دسترس تھی، رام پور میں امیر مینائی سے بھی ادبی صحبت رہتی تھی، ۱۹۰۸ء کو موصوف ندوہ سے ڈھاکہ یونیورسٹی گئے ۱۹۲۱ء کو وہاں سے پنشن یاب ہوئے، دوبارہ ندوہ کی صدر مدرسی پر فائز ہوئے، اپنے وطن بندی جا کر/ ذی الحج ۱۳۶۲ھ/ ۱۹۴۳ء کو وفات پائی، مولانا عبدالحی فرنگی

محلی کی شاگردی کے باوجود عامل بالحدیث تھے، تصریح الافلاک پر ان کا حاشیہ علمی یادگار ہے (وفیات معارف ۱۳۷۔ ۱۳۸) اس کے علاوہ اپنے استاد مولانا ابو الحسنات عبدالحی کے مناقب پر ایک رسالہ کنز البرکات فی سیرۃ مولانا ابی الحسنات قابل توجہ ہے (نزہۃ الخواطر ۸/۱۲۳۔۱۲۴)

۶۹۔ مولوی قاضی القضاۃ حفیظ اللہ خان رام پوری

تعجب ہے کہ آپ ریاست رام پور کے جج تھے لیکن تذکرہ کاملان رام پور اور نزہۃ الخواطر میں بھی ان کے حالات درج نہیں ہو سکے۔

حرف الخاء

۷۲۔ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی

آپ کی ولادت ۱۲۶۹ھ/۱۸۵۲ء اور وفات ۱۳۴۶ھ/ ۱۹۲۷ء کو مدینہ منورہ میں ہوئی، دارالعلوم دیوبند اور مظاہر العلوم سہارنپور میں عرصہ دراز تک درس و تدریس کی خدمات انجام دیں، تفصیل کے لیے دیکھیے:

۱۔ نزہۃ الخواطر ۸/۱۳۳۔۱۳۶

۲۔ علمائے مظاہر علوم سہارنپور ۳/۶۳۔۷۲

۳۔ تذکرہ الخلیل مولف محمد عاشق الٰہی میرٹھی

۴۔ حیات خلیل مولفہ محمد ثانی حسنی ندوی، لکھنو ۱۳۹۶ھ

۷۴۔ مولوی خلیل الرحمٰن سہارنپوری

آپ مولانا احمد علی سہارنپوری کے فرزند گرامی تھے۔

حرف الدال المہملہ

۷۷۔ مولوی دوست محمد ولایتی

مولانا دوست محمد بن ملا میر کابلی، کابل میں پیدا ہوئے، ۱۲۷۰ھ/۱۸۵۲ء کو دہلی آئے، ملا عطا گیلانی سے تحصیل کے بعد ٹونک چلے گئے، پھر رام پور جا کر مولانا عبدالحق خیر آبادی سے علوم معقول کی تحصیل کی، مولوی عالم علی رام پوری اور مفتی سعداللہ رام پوری سے بھی پڑھا، مولانا نعمت اللہ لکھنوی سے علم ہیئت کی تکمیل کی، پھر ٹونک جا کر عدالت شرعیہ کے ناظم مقرر ہوئے۔

۴رشوال ۱۳۲۸ھ/۱۹۱۰ء کو انتقال ہوا، دو فرزند اور چار بیٹیاں تھیں، صاحب تذکرہ علمائے ٹونک نے ان کی تصانیف کا تعارف کروایا ہے۔(۱۲۶۔۱۲۹)

نیز ملاحظہ ہو: نزہۃ الخواطر ۸/ ۱۳۸

حرف الذال المعجمہ

۷۸۔ مولوی حاجی سید ذوالفقار احمد بھوپالی

مولانا ذوالفقار احمد بن ہمت علی نقوی سارنگ پوری ثم بھوپالی کی ولادت بھوپال میں ۱۲۶۲ھ/ ۱۸۴۵ء کو ہوئی، صاحب نزہۃ الخواطر (۸/ ۱۳۹۔۱۴۰) نے ان کے بعض دیگر اساتذہ کا بھی ذکر کیا ہے، نواب صدیق حسن خان سے خصوصی تعلق تھا، یہ رشتہ محبت ومودت میں بدل گیا، مولانا ذوالفقار احمد کئی کتابوں کے مولف بھی تھے، ان کا انتقال ۹ رمحرم ۱۳۴۰ھ/ ۱۹۲۱ء کو ہوا (ایضاً ص ۱۴۰)

۷۹۔ مولوی ذوالفقار علی دیوبندی

مولانا ذوالفقار علی بن فتح علی، دیوبند میں پیدا ہوئے، تحصیل علم کے لیے دہلی کا سفر اختیار کیا، وہاں مولانا مملوک علی نانوتوی اور مفتی صدرالدین آزردہ کی خدمت

میں رہ کر پڑھا، علوم ادبیہ کی طرف رجحان تھا، انہوں نے عربی کی درسی اور ادبی کتب کی اردو میں مبسوط شروح لکھیں، شروع میں انگریزوں کے بنائے ہوئے مدرسوں میں تدریس کے فرائض انجام دیئے، پھر دارالعلوم دیوبند سے منسلک ہو گئے، ان کی حماسہ، متنبی، سبع معلقات اور کتاب البلاغۃ کی شرحین متداول رہی ہیں، انہوں نے ترکی کے سلطان عبدالحمید ثانی کی مدح میں عربی میں ایک قصیدہ بھی کہا تھا جو نزہۃ الخواطر (۸/۱۴۱۔۱۴۳) میں منقول ہے۔

۱۳۲۲ھ/۱۹۰۴ء کو انتقال ہوا۔ (ایضاً ۱۴۳)

حرف الراء المہملہ

۸۰۔ مولوی راغب اللہ پانی پتی

مولانا لطف اللہ علی گڑھی کی خدمت میں تکمیل کے بعد عرصہ دراز تک مولانا قاری عبدالرحمٰن پانی پتی کی خدمت میں رہ کر حدیث کی سند حاصل کی اور پانی پت ہی کے مدرسہ عربیہ میں تدریس کا آغاز کر دیا، موصوف خاصے معمر ہو کر حدود ۱۳۲۰ھ/۱۹۰۲ء کو فوت ہوئے۔ (نزہۃ الخواطر ۸/۱۴۴)

۸۱۔ مولوی سید رحمت علی ہسوی

مولانا سید رحمت علی نے اپنے شیخ طریقت مولانا عبدالسلام نقشبندی (ف ۱۲۹۹ھ/۱۸۸۱ء) خلیفہ حضرت شاہ احمد سعید مجددی) کے مناقب میں ایک رسالہ واقعات ولی کے نام سے اردو میں لکھا تھا جو مطبع نظامی، کانپور سے ۱۳۰۴ھ کو طبع ہوا، جسے ہم نے کتاب حاضر میں بطور ضمیمہ سوم شامل کر دیا ہے، اس میں انہوں نے اپنے شیخ کے ساتھ بڑی عقیدت کا اظہار کیا ہے، ہمیں تا حال ان کا سال وفات معلوم نہیں ہے۔

۸۲۔ مولوی شیخ رحمٰن علی

مولوی رحمٰن علی ناروی، تذکرہ علمائے ہند کے مولف کی حیثیت سے خاص شہرت رکھتے ہیں، انہوں نے فارسی میں علمائے ہند کا ایک عمومی تذکرہ لکھا ہے جو انہوں نے ۱۳۰۵ھ/۱۸۸۷ء کو لکھنا شروع کیا اور ۱۳۰۷ھ/۱۸۹۰ء میں مکمل کرلیا، اس کا پہلا فارسی متن ۱۳۱۲ھ/۱۸۹۴ء کو مطبع نوکشور، لکھنو سے شائع ہوا۔

ڈاکٹر محمد ایوب قادری نے تعلیقات وتوضیحات کے ساتھ اس کا اردو ترجمہ کیا جو ۱۹۶۱ء کو پاکستان ہسٹاریکل سوسائٹی کراچی سے شائع ہوا، پھر ۲۰۰۳ء کو اسی ادارہ سے ڈاکٹر خضر نوشاہی اور ڈاکٹر انصار زاہد خان کی نظر ثانی کے ساتھ دوبارہ طبع ہوا۔

اس ترجمہ کے مقدمہ میں ڈاکٹر قادری نے مولوی رحمٰن علی کے حالات اور سال وفات دسمبر ۱۹۰۷ء تحریر کیا ہے (ص ۲۰۳) نیز ملاحظہ ہو نزہۃ الخواطر (۸/ ۱۴۴۔۱۴۵)

۸۴۔ مولانا رشید احمد گنگوہی

آپ کی ولادت ۱۲۴۴ھ اور وفات ۱۳۲۳ھ/۱۹۰۳ء کو ہوئی، اکابر علماء میں سے تھے، حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کے مرید خاص تھے، دارالعلوم دیوبند کے اساسی اساتذہ میں سے تھے، کئی کتابوں کے مولف بھی تھے، ملاحظہ ہو:

۱۔ عاشق الٰہی میرٹھی: تذکرۃ الرشید، لاہور ۱۹۸۶ء
۲۔ عبدالحی حسنی: نزہۃ الخواطر ۸/ ۱۴۸۔۱۵۲

حرف السین المہملۃ

۸۵۔ مولوی سیدالدین

سینٹ جانسن کالج آگرہ میں عربی کے استاد تھے۔

۹۴۔ مولانا سعادت حسین بہاری

ابن رحمت علی بن غلام علی بہاری، ولادت قصبہ کٹھا (من مضافات بہار) میں ہوئی، تحصیل کے لیے جونپور جا کر مفتی یوسف انصاری فرنگی محلی سے پھر دہلی میں مولانا نذیر حسین سے علم حدیث پڑھا، آرہ جا کر تدریس کا آغاز کیا، مولانا احمد علی سہارنپوری سے حدیث کی سند لی ۱۲۹۶ھ/ ۱۸۷۸ء کو حج کی سعادت حاصل کی، مدرسہ عالیہ، کلکتہ میں پڑھاتے رہے، انگریزی حکومت کی طرف سے ''شمس العلماء'' کا خطاب ملا، طویل عمر پائی ۱۸ جمادی الاول ۱۳۶۰ھ/ ۱۹۴۱ء کو انتقال ہوا۔ (نزہۃ الخواطر ۸/ ۱۵۸) نیز ملاحظہ ہو۔

۱۔ عبدالستار: تاریخ مدرسہ عالیہ ۱۹۳۔۱۹۴

۲۔ شاہد، محمد حنیف: شمس العلماء ۱۴۷۔۱۴۸

۹۵۔ مولوی سکندر علی خان واصل خالص پوری

آپ کے شاگرد شیخ داؤد پوتریک نے آپ کے مفصل حالات نافع السالکین کے نام سے ایک رسالہ کی صورت میں لکھے ہیں جو مطبع صفدری بمبئی سے ۱۳۱۰ھ کو طبع ہوا تھا، اس میں لکھا ہے:

آپ کا مولد شہر لکھنو کا محلہ قندھاری بازار ہے، خالص پور لکھنو سے مغرب کی طرف آٹھ میل کے فاصلہ پر قصبہ کاکوری اور ملیح آباد کے درمیان واقع ہے، آپ کے والد عبدالرحیم خان بن عبدالکریم خان ...... کے اجداد میں محمد یوسف خان محمد شاہ بادشاہ کے زمانہ (۱۷۱۹۔۱۷۴۸ء) میں نواب شجاع الدولہ کے عہد میں ہندوستان آئے تھے، مولانا واصل کے جد بزرگوار مولانا عبدالمجید خان عام متبحر اور درویش کامل تھے، امام جعفر صادق سے ان کا نسب واصل ہوتا ہے، مولانا واصل ۵ رجب ۱۲۶۳ھ/ ۱۸۴۶ء کو پیدا ہوئے، آپ کے اساتذہ میں مولانا سید احمد یار خالص پوری، مولانا شاہ محمد اکبر قلندر کاکوروی، مولانا شاہ تراب علی قلندر کاکوروی، مولانا

محمد واجد علی قلندر کاکوروی، مولانا شاہ تقی علی قلندر کاکوروی، مفتی عنایت احمد کاکوروی، مفتی سعد اللہ، مولانا حیدر علی فیض آبادی، مولانا شاہ محمد عبید اللہ وحشی بدایونی و مولانا سید محمد عبداللہ خراسانی چشتی گجراتی، حرمین الشریفین جا کر مولانا شیخ جمال مکی، مولانا حبیب الرحمٰن ردولوی مہاجر، مولانا آل محمد مہاجر اور مولانا شاہ عبدالغنی مجددی دہلوی ثم مدنی وغیرہ کا ذکر ملتا ہے، ان کے علاوہ ۲۴ دیگر علماء و صوفیہ کے نام بھی درج کیے گئے ہیں جن سے آپ نے استفادہ کیا، مدینہ منورہ میں مولانا واصل نے شاہ محمد عمر بن شاہ احمد سعید مجددی، سے بھی فیض حاصل کیا، مولانا حاجی امداد اللہ مہاجر مکی سے بھی بیعت ہوئے، رام پور جا کر مولانا ارشاد حسین مجددی سے چند ماہ علوم کی تحصیل کی، مولانا غلام دستگیر قصوری کی خدمت میں بھی سے بھی کچھ پڑھا۔

مولانا واصل مدینہ منورہ میں شاہ محمد مظہر مجددی بن شاہ احمد سعید مجددی سے بیعت ہوئے، مولانا سید عبدالسلام ہسوی (خلیفہ شاہ احمد سعید مذکور) سے بھی فیض باطنی پایا اور دیگر صوفیہ کی خدمت میں بھی رہ کر فیض یاب ہوئے، مولانا واصل کو عربی و فارسی نثر و نظم پر کامل دسترس حاصل تھی، مولانا واصل نے اپنے رسالہ تحفۃ العلماء مطبوعہ مطبع صفدری بمبئی ۱۲۹۵ھ میں علمائے حرمین کی تقاریظ جمع کر دی ہیں۔
مولانا واصل کا انتقال ۱۷ر شعبان ۱۳۱۴ھ/ ۱۸۹۷ء کو ہوا (نزہۃ الخواطر ۸/ ۱۵۸-۱۵۹)

۹۷۔ مولوی حکیم سلامت اللہ مبارک پوری

آپ نے اردو میں سیرت بخاری کے نام سے امام بخاری کے حالات پر ایک کتاب تالیف کی تھی، ۱۸ر رجب ۱۳۴۲ھ/ ۱۹۲۴ کو انتقال ہوا۔ (نزہۃ الخواطر ۸/ ۱۶۱)

۱۰۳۔ سید احمد سہسوانی اور سید محمد سہسوانی کے والد مولانا عبدالحبیب سہسوانی (ف ۱۳۱۲ھ/ ۱۸۹۴ء)، مولانا عالم علی محدث (تلمیذ شاہ عبدالعزیز دہلوی)

کے شاگرد تھے، (حیات العلماء ۴۹-۵۰)

حرف الشین المعجمۃ

۱۰۶۔ مولوی شاہ دین لدھیانوی

سہارنپور جا کر مدرسہ مظاہر العلوم میں مولانا محمد مظہر نانوتوی کی خدمت میں تحصیل کی، پھر علی گڑھ گئے اور مولانا لطف اللہ سے تکمیل کر کے لدھیانہ میں درس و تدریس اور افتاء کی خدمت پر مامور رہے (نزہۃ الخواطر ۸/۱۷۴)

۱۰۸۔ مولوی محمد شمس الحق ڈیانوی

مولف نزہۃ الخواطر (۸/ ۱۷۹-۱۸۰) نے آپ کی کئی کتابوں کے اسماء درج کر کے سال وفات ۱۹ ربیع الاول ۱۳۲۹ھ/ ۱۹۱۱ء لکھا ہے۔

۱۰۹۔ حافظ شوکت علی سندیلوی

مولانا شوکت علی بن مسند علی بن منصب علی حنفی کا سندیلہ میں ایک بڑا کتب خانہ تھا وہاں انہوں نے مدرسہ عالیہ بھی بنوایا تھا، ان کی کئی اہم تالیفات بھی ہیں ۱۸؍ ربیع الاول ۱۳۲۰ھ/ ۱۹۰۲ء کو انتقال ہوا (نزہۃ الخواطر ۸/۱۸۲)

نیز ملاحظہ ہو:

نبی احمد چودھری: تذکرہ مشاہیر سندیلہ مرتبہ نور الحسن ہاشمی، لکھنؤ ۱۹۷۶ء

حرف الظاء المعجمہ

۱۱۸۔ قاضی ظفر الدین لاہوری

آپ نے لاہور سے ایک ہفتہ وار عربی اخبار نسیم الصباء جاری کیا تھا، لاہور کے مدرسہ عالیہ میں پڑھاتے تھے۔

۱۱۹۔ مولوی حکیم حاجی سید ظہور الاسلام فتح پوری

آپ کو دو مرتبہ حج کی سعادت نصیب ہوئی، ندوۃ العلماء کی مجلس انتظامیہ کے اہم رکن تھے، ۷/ جمادی الآخر ۱۳۲۹ھ/ ۱۹۱۱ء کو فوت ہوئے، (نزہۃ الخواطر ۸/ ۲۰۶)

۱۲۰۔ مولوی ظہیر احسن شوق نیموی

مولانا شوق بن سبحان علی حنفی، ان کا تعلق قریہ نیمی (بکسر نون و سکون التحتیہ) سے تھا جو عظیم آباد، بہار کے مضافات میں ہے، مولانا عبدالحی فرنگی محلی کے شاگرد تھے، شاہ فضل رحمٰن گنج مراد آبادی سے بیعت بھی تھے، موصوف مدت تک شاعری کے شغل میں مصروف رہے شوق تخلص تھا، اس کے بعد انہوں نے خود کو خدمت حدیث کے لیے وقف کر دیا، انہوں نے حدیث پر ایک بہت اہم کتاب آثار السنن تالیف کی پھر اس پر تعلیقات لکھے اور اس کا نام التعلیق الحسن علی آثار السنن رکھا، ان تعلیقات پر مزید تحقیق بھی کی اور اسے تعلیق التعلیق کے نام سے موسوم کیا، اس کے علاوہ روشحۃ الجید فی تحقیق الاجتہاد والتقلید اور الحبل المتین بھی ان کی تالیفات میں سے ہیں، مولانا شوق کا انتقال ۱۳۲۵ھ/ ۱۹۰۷ء کو ہوا، ملاحظہ ہو:

۱۔ نزہۃ الخواطر ۸/ ۲۰۶۔۲۰۷

۲۔ علامہ شوق نیموی، حیات و خدمات مولفہ محمد عتیق الرحمٰن قاسمی، پٹنہ ۱۹۸۷ء

۱۲۱۔ مولوی حافظ حکیم شاہ ظہیر احمد سہسوانی بدایونی

آپ حکیم فتح محمد صدیقی سبزواری کے فرزند تھے، ان کے اجداد محمد تغلق کے زمانہ میں سبزوار سے دہلی آئے اور پھر سہسوان میں سکونت اختیار کر لی، حکیم ظہیر احمد سہسوان میں ۲۶ جولائی ۱۸۶۰ء کو پیدا ہوئے، ابتدائی تعلیم کے بعد مولوی علی احمد مذنب بدایونی (ف ۱۹۱۱ء) سے علوم متداولہ کی تحصیل کی، پھر ریاست بھوپال کی علم

نوازی کا سن کر وہاں چلے گئے، ایرانی شعراء کی مجلس میں شرکت کے باعث نواب صدیق حسن خان ان سے ناراض ہو گئے اور وہ وہاں سے بدایوں چلے گئے، جہاں رئیس شیخو پور کی سرپرستی میں تصنیف و تالیف کا شغل اختیار کیا، وہیں ۲۲ مارچ ۱۹۴۲ء کو انتقال ہوا، تقریباً چارسو کتابوں کے مولف تھے، شاعری کا بھی ذوق تھا، اور مذاق بدایونی (ف ۱۸۹۴ء) سے تلمذ تھا، ظہیری تخلص کرتے تھے، ڈاکٹر حنیف نقوی نے آپ کی ۲۶ مطبوعہ اور ۱۴ غیر مطبوعہ تالیفات کے نام لکھے ہیں، ملاحظہ ہو:

حیات العلماء تعلیقات ۲۰۴ ـ ۲۰۷

حرف العین

۱۲۳ـ مولوی عابد حسین فتح پوری

شیخ عابد حسین بن محمد حسین حنفی لکھنوی ثم فتح پوری، آپ قاضی حبیب اللہ عثمانی کھوسوی (جد شیخ غلام نقشبند لکھنوی) کی اولاد میں سے تھے، مولانا عابد حسین کی ولادت لکھنو میں ہوئی، ان کے والد فتح پور (من مضافات بارہ بنکی، اودھ) منتقل ہو گئے تھے، انہوں نے مولانا نذیر علی لکھنوی کی خدمت میں رہ کر تکمیل کی اور اپنے شیخ کے حین حیات ہی اکابر علماء میں شمار ہوا، ذی الحج ۱۳۴۵ھ/ ۱۹۲۷ء کو فوت ہو کر اپنے شیخ کے جوار میں مسجد میں دفن ہوئے۔ (نزہۃ الخواطر ۸/ ۲۰۸)

۱۲۴ـ مولوی حافظ عبد الاحد دہلوی

مولانا عبد الاحد ۱۸۵۰ء کو بنارس میں پیدا ہوئے، ان کی تمام تر تعلیم و تربیت مولانا محمد احسن نانوتوی (ف ۱۳۱۲ھ/ ۱۸۹۴ء) نے کی، ۱۸۶۹ء کو بریلی کالج سے انٹرنس پاس کیا ۱۸۷۰ء کو گورنمنٹ سکول بدایوں میں تھرڈ ماسٹر مقرر ہوئے، ۱۸۷۵ء کو الہ آباد یونیورسٹی سے وکالت کا امتحان درجہ اول میں پاس کیا، اسی سال انبالہ میں ہیڈ ماسٹر مقرر ہوئے، ۱۸۸۴ء میں ملازمت کا سلسلہ ختم کر دیا۔

۱۸۸۶ء کو انہوں نے منشی ممتاز علی بن شیخ امجد علی سے مطبع مجتبائی دہلی پانچ سو روپے میں خریدا، اسے بہت ترقی دی، جلد ہی یہ مطبع پاکستان و ہند کے چند بڑے مطابع میں شمار ہونے لگا، جس کی وجہ سے مولوی عبدالاحد کا نام زندہ رہے گا، اس مطبع سے عربی، فارسی اور اردو کی ہزاروں نادر کتب شائع ہوئیں، اس مطبع میں بڑے بڑے علماء تصحیح و تالیف کا کام کرتے تھے، اس کے ساتھ موصوف قومی کاموں میں بھی حصہ لیتے تھے، علی گڑھ کالج کے ٹرسٹی بھی رہے ۱۹۱۸ء کو انہیں کمپنی کی طرف سے ''خان بہادر'' کا خطاب ملا ۲ دسمبر ۱۹۲۰ء کو ان کا انتقال ہو گیا، ملاحظہ ہو:

محمد ایوب قادری: مولانا محمد احسن نانوتوی ۱۶۰-۱۶۹

۱۲۵۔ مولوی عبدالاحد کانپوری

شیخ عبدالاحد بن عبدالرحمٰن...... بن قاضی سید محمود حسنی حسینی نصیر آبادی، شیخ عبدالاحد نے شیخ سراج الدہر بن امین الدہر صدیقی جائسی سے تحصیل کی، پھر شیخ بہادر علی گوالیاری سے بھی پڑھا اور مدتوں شیخ سلامت اللہ کشفی بدایونی کی خدمت میں رہ کر تکمیل کی اور ان سے سلسلہ قادریہ میں بیعت بھی ہوئے ۱۳۱۳ھ/ ۱۸۹۵ء کو فوت ہو کر کانپور کے مضافات میں جاجمو میں دفن ہوئے (نزہۃ الخواطر ۸/ ۲۱۰-۲۱۱)

۱۲۶۔ مولوی حافظ عبدالاول جونپوری

آپ معروف عالم مولانا کرامت علی جونپوری (ف ۱۲۹۰ھ/ ۱۸۷۳ء) کے صاحبزادے تھے، مولانا عبدالاول کی ولادت ۱۲۳۴ھ/ ۱۸۱۹ء کو ہوئی، اپنے والد سے تحصیل کے بعد علامہ عبدالحی فرنگی محلی اور مولانا محمد نعیم فرنگی محلی کی خدمت میں رہ کر تکمیل کی، حجاز مقدس حاضر ہو کر مولانا رحمت اللہ کرانوی، شیخ عبداللہ بن حسین، شیخ عبدالحق الٰہ آبادی کے حضور رہ کر کتب تفسیر و حدیث پڑھیں، تقریباً ایک سو کتب و رسائل کے مولف تھے، کلکتہ میں ۱۲ شوال ۱۳۳۹ھ/ ۱۹۲۰ء کو انتقال ہوا۔ (نزہۃ الخواطر ۸/ ۲۱۱-۲۱۳)

۱۲۷۔ مولوی حکیم عبدالباری نگرنہسوی عظیم آبادی

مولانا عبدالباری بن تلطف حسین کی ولادت نگرنہسہ (قریہ من مضافات عظیم آباد، بہار) میں ہوئی ابتدائی تعلیم کے بعد لکھنو جاکر مولانا عبدالحی فرنگی محلی کی خدمت میں پڑھا، علم طب مولانا عبدالعلی لکھنوی سے حاصل کیا، دہلی جاکر مولانا نذیر حسین سے علم حدیث کی سند لی، واپس عظیم آباد جاکر درس وتدریس کا آغاز کیا، وہیں ۱۳۱۸ھ/۱۹۰۰ء کو فوت ہوئے۔ (ایضاً ۸/۲۱۳)

۱۲۸۔ مولوی عبدالجبار غزنوی امرتسری

ان کی وفات ۵ رمضان ۱۳۳۱ھ/۱۹۱۲ء کو ہوئی۔ (ایضاً ۸/ ۲۱۸۔۲۱۹)

۱۲۹۔ مولوی عبدالجبار عمرپوری

مولانا نذیر حسین دہلوی کی صحبت میں رہ کر متعصب غیر مقلد ہوگئے تھے، مجالس میلاد کے انعقاد کے خلاف تھے اور تقلید کو باطل قرار دیا تھا، ان کا ایک عربی میں دیوان شعر بھی ہے۔ (ایضاً ۸/ ۲۱۷۔۲۱۸)

۱۳۰۔ مولوی عبدالجلیل سندیلوی

آپ نے طب کی تعلیم حکیم عبدالعلی لکھنوی سے حاصل کی، آپ کی تالیفات میں سے البراق الخاطب، الہدایۃ الکبریٰ اور شہاب الثاقب علی منکری رویۃ اللہ الواجب کا ذکر صاحب نزہۃ الخواطر ۸/ ۲۱۹ نے کیا ہے، ان کا ۴ محرم ۱۳۶۴ھ/۱۹۴۴ء کو انتقال ہوا۔ (ایضاً)

۱۳۳۔ مولوی عبدالحق دہلوی

آپ قصبہ گمتھلہ (مضافات انبالہ، پنجاب) میں پیدا ہوئے، تحصیل علوم کے ساتھ روحانیت سے بھی مناسبت تھی، سلسلہ قادریہ میں مولانا سید عالم علی مرادآبادی اور سلسلہ نقشبندیہ میں مولانا فضل رحمٰن گنج مرادآبادی سے بیعت ارادت رکھتے تھے،

(وصال الجمیل ۱۷) دہلی کے مدرسہ فتح پوری میں مدت دراز تک درس و تدریس میں مصروف رہے، پھر نواب حیدر آباد (دکن) نے وظیفہ دے دیا تو ہمہ وقت تصنیف و تالیف میں مصروف ہو گئے، آخری عمر میں مدرسہ عالیہ، کلکتہ سے وابستہ ہوئے تو انگریزی حکومت نے انہیں ''شمس العلماء'' کا خطاب دیا، آپ کی تالیفات میں سے تفسیر حقانی اردو بہت ہی مشہور تفسیر ہے ۱۲ جمادی الاول ۱۳۳۵ھ/ ۱۹۱۷ء کو انتقال ہوا (نزہۃ الخواطر ۸/۲۳۲) حکیم انیس نے آپ کی تالیف عقائد الاسلام پر ایک مختصر مقدمہ میں آپ کے حالات لکھے ہیں۔

۱۳۴۔ مولوی عبدالحق خیر آبادی

آپ علامہ فضل حق خیر آبادی کے فرزند گرامی تھے، علم معقولات میں ثانی نہیں رکھتے تھے، اکابر علماء ان کے شاگرد تھے، ۱۳۱۸ھ/ ۱۹۰۰ء کو انتقال ہوا۔ (نزہۃ الخواطر ۸/۲۲۴)

آپ کے احوال تمام مروجہ تذکروں اور خیر آبادی مکتبہ فکر پر لکھی جانے والی کتب میں شرح و بسط کے ساتھ پائے جاتے ہیں۔

۱۳۵۔ مولوی مفتی عبدالحق کابلی

مفتی قاضی عبدالحق بن محمد اعظم حنفی کابلی، کابل میں پیدا ہوئے، وہیں ابتدائی تعلیم حاصل کر کے ہندوستان آئے اور علامہ عبدالحق خیر آبادی کی خدمت میں کلکتہ میں رہ کر علومیہ کلامیہ پڑھے، پھر رام پور جا کر شیخ عبدالعلی کی خدمت میں تکمیل کی، جب حج کے لیے گئے تو وہاں سے شام اور عراق کا بھی سفر کیا، واپس آ کر بھوپال میں قیام کرلیا، جہاں مولانا عبدالقیوم بڈھانوی سے صحاح ستہ پڑھیں۔

ان کی تصانیف میں سے القول المسلم علی شرح السلم، حاشیہ علی حاشۃ القاضی، حاشیہ علی التلویح، حاشیہ علی خطبۃ القاموس وغیرہ کا ذکر نزہۃ الخواطر میں ہے، ان کا انتقال بھوپال میں طاعون کی وبا کے دوران ۸ رمضان

۱۳۲۱ھ/۱۹۰۳ء کو ہوا۔ (نزہۃ الخواطر ۸/ ۲۳۰۔۲۳۱)

۱۳۶۔ شیخ الدلائل مولوی عبدالحق الہ آبادی

شیخ عبدالحق بن شاہ محمد بن یار محمد بکری حنفی، آپ کی ولادت قریہ نیوان (من مضافات الہ آباد) میں ۱۲۵۲ھ/۱۸۳۳ء کو ہوئی، مولانا تراب علی لکھنوی سے تحصیل کے بعد مولانا عبداللہ گورکھپوری سے بیعت ہوئے، پھر دہلی جاکر مولانا قطب الدین خان محدث کی خدمت میں رہ کر کچھ پڑھا اور ۱۲۸۳ھ/ ۱۸۶۶ء کو حرمین الشریفین کی طرف ہجرت کی، وہاں شاہ عبدالغنی مجددی کے حضور رہ کر حدیث کی اجازت لی اور طریقت کی تعلیم بھی حاصل کی، پھر مکہ مکرمہ میں درس وتدریس کی خدمت انجام دیتے رہے، اور شیخ الدلائل کے لقب سے ملقب ہوئے، ان گنت اصحاب نے ان سے دلائل الخیرات کی اجازت لی، حضرت شاہ ابوالخیر مجددی دہلوی اور مولانا عبدالاول جونپوری وغیرہ نے ان سے اخذ علوم بھی کیے، شیخ عبدالحق کی تالیفات میں سے نہایۃ الامل، تعلیقات علی الدر المختار، الاکلیل فی التفسیر، آپ کی وفات ۱۹ شوال ۱۳۳۳ھ/۱۹۱۴ء کو ہوئی، ملاحظہ ہو:

۱۔ عبدالستار دہلوی مکی: فیض الملک الوہاب المتعالی ۲/ ۱۰۹۸۔۱۰۹۹
۲۔ عبدالحی حسنی: نزہۃ الخواطر ۸/ ۲۲۰۔۲۲۱
۳۔ مرعشلی، یوسف: معجم المعاجم والمشیخات ۲/ ۳۵۴۔۳۵۶

۱۳۹۔ مولوی عبدالحکیم صادق پوری

شیخ عبدالحکیم بن احمد اللہ بن الٰہی بخش بن ہدایت علی ہاشمی صادق پوری عظیم آبادی (بہاری) کی ولایت عظیم آباد میں ہوئی، اپنے بزرگوں سے ابتدائی تعلیم کی تحصیل کے بعد اپنے عم محترم شیخ یحییٰ علی عظیم آبادی سے حدیث پڑھی اور انہی سے بیعت بھی ہوئے، تدریس ووعظ میں عمر بسر کی، مذہبی معاملات میں متصلب تھے، ان کا انتقال ۱۵ محرم ۱۳۳۷ھ/ ۱۹۱۸ء کو ہوا (نزہۃ الخواطر ۸/ ۲۴۳)

۱۴۱۔ مولوی عبدالحکیم نگرامی

مولف تذکرہ علمائے حال کے بہنوئی تھے، حالات کے لیے ملاحظہ ہو:
علمائے نگرام، ضمیمہ دوم مشمولہ تذکرہ علمائے حال

۱۴۳۔ مولوی عبدالحمید لکھنوی

مولانا عبدالحمید بن عبدالحلیم فرنگی محلی کی ولادت لکھنو میں ہوئی، مولانا عبدالمجید فرنگی محلی اور مولانا شیخ محمد نعیم فرنگی محلی کی خدمت میں رہ کر تکمیل کی اور عرصہ دراز تک درس و تدریس کا فریضہ انجام دیا اور اپنی خدمات دینیہ کے باعث انہیں قبول عام حاصل ہوا، انہیں انگریزی حکومت کی طرف سے ''شمس العلماء'' کا خطاب بھی ملا، ان کی اردو میں کئی کتابیں ہیں، ان کا ۱۵ شوال ۱۳۵۳ھ/ ۱۹۳۵ء کو انتقال ہوا۔
(نزہۃ الخواطر ۸/ ۲۲۸)

۱۵۰۔ مولوی عبدالحمید خان رام پوری

مولانا عبدالحمید بن ملا غفران رام پوری، اپنے بھائی ملا محمد عمران اور مولانا ارشاد حسین مجددی رام پوری سے علم حاصل کیا، ۱۲۹۸ھ/ ۱۸۸۰ء کو حافظ شوکت علی رئیس سندیلہ سے ملنے کے لیے سندیلہ گئے تھے، حافظ احمد علی شوق (مولف تذکرہ کاملان رام پور) کے استاد تھے، ملاحظہ ہو:

(۱) شوق، احمد علی: تذکرہ کاملان رام پور ۲۱۲
(۲) عبدالحی حسنی: نزہۃ الخواطر ۸/ ۲۲۸۔۲۲۹

۱۵۲۔ مولوی سید عبدالحی رائے بریلوی

مولانا سید عبدالحی حسنی کی ولادت ۱۸ رمضان ۱۲۸۶ھ/ ۱۸۶۹ء اور وفات ۱۳۴۱ھ/ ۱۹۲۳ء کو ہوئی، معروف دینی مدرسہ ندوۃ العلماء لکھنو کے مہتمم تھے، کئی اہم کتابوں کے مولف کی حیثیت سے ان کا نام زندہ جاوید ہے، جن میں آٹھ جلدوں

میں برعظیم پاکستان و ہند کے علماء و صوفیہ کا ایک عمومی تذکرہ نزہۃ الخواطر بھی ہے جس کو مولف نے ہندوستان میں مسلمان علماء کے ورود سے لے کر اپنے زمانہ تک ان کے سنین وفات کے مطابق اس طرح ترتیب دیا کہ ہر صدی کے علماء کے تراجم حروف تہجی کے اعتبار سے لکھے ہیں، اس سے برعظیم کی علمی حیثیت نہ صرف عرب دنیا بلکہ ساری دنیا میں معروف ہوئی، آپ کی ایک اور اہم کتاب بھی عربی میں ہے یعنی الثقافۃ الاسلامیۃ فی الہند جس میں علوم وفنون کے عنوانات قائم کر کے یہاں کے مولفین کی کتب کے اسماء لکھ کر بتایا گیا ہے کہ کون کون سی کتب یہاں تالیف ہوئی تھیں، ملاحظہ ہو:

(۱) ابوالحسن علی ندوی: حیات عبدالحی (دہلی، ندوہ المصنفین)

(۲) نزہۃ الخواطر کی جلد ہشتم پر مولف کے فرزند گرامی مولانا ابوالحسن علی ندوی کا مقدمہ

۱۵۶۔ مولانا قاری عبدالرحمٰن پانی پتی

آپ کے مبارک احوال پر قاری محمد عبدالحلیم بن قاری عبدالعلیم بن قاری عبدالرحمٰن پانی پتی نے ایک بہت عمدہ سوانح تذکرۂ رحمانیہ کے نام سے تالیف کی تھی جو پانی پت سے ۱۹۳۸ء کو طبع ہوئی۔

۱۵۷۔ مولوی عبدالرحمٰن مبارک پوری

مدرسہ احمدیہ، آرہ میں درس و تدریس کے بعد مولانا مبارک پوری مدرسہ دارالقرآن والسنۃ کلکتہ میں بھی پڑھاتے رہے، پھر درس موقوف کر کے تصنیف و تالیف میں مصروف ہو گئے، انہوں نے تین سال تک مولانا شمس الحق عظیم آبادی کی کتاب عون المعبود کی تالیف میں اعانت کی، وہاں سے واپس اپنے مستقر مبارک پور گئے، ایک مدرسہ قائم کیا، اس کے بعد رام پور بستی اور گونڈہ میں بھی واعظ و تذکیر کا سلسلہ جاری رکھا، موصوف علم رجال پر بھی خوب دسترس رکھتے تھے، ان کی تالیفات

میں سے تحفة الاحوذی فی شرح جامع الترمذی، عمل بالحدیث ان کا شعار تھا، ۱۶ شوال ۱۳۵۳ھ/ ۱۹۳۵ء کو انتقال ہوا۔ (نزہۃ الخواطر ۸/ ۲۴۲۔۲۴۳)

۱۵۸۔ مولوی حافظ عبدالرحمٰن کٹھوی

موصوف علم حدیث اور ادب میں بھی مہارت رکھتے تھے، مولف نزہۃ الخواطر (۸/ ۲۴۵) نے ان کی اور ان کے بعض طلبہ کی تالیفات کا بھی ذکر کیا ہے۔

۱۶۰۔ مولوی قاضی عبدالرحیم کرنولی

موصوف عامل بالحدیث تھے، انہوں نے تقلید کے رد میں شدت اختیار کر لی تھی، انہوں نے خواتین کی تعلیم کے لیے ایک مدرسہ اور ایک مدرسہ دینیہ بھی تعمیر کروایا تھا، ان کے اجداد قاضی تھے چنانچہ انہوں نے بھی یہی منصب اختیار کرلیا، ان کی وفات ۷ جمادی الاول ۱۳۴۹ھ/ ۱۹۳۰ء کو ہوئی (نزہۃ الخواطر ۸/ ۲۴۸۔۲۴۹)

۱۶۴۔ مولوی حکیم عبدالرشید سہسوانی

ان کی ولادت ۱۲۷۴ھ/ ۱۸۵۸ء کو ہوئی، ابتدائی تعلیم کے بعد آرہ جا کر مولانا سعادت حسین اور مولانا ہدایت اللہ خان رام پوری کی خدمت میں پڑھا، پھر لکھنؤ میں مولانا عبدالحی فرنگی محلی سے تکمیل کی، اس کے بعد حکیم مظفر حسین خان اور حکیم سید محمد خان موہانی سے طب پڑھی، بھوپال میں بھی تحصیل کی، عیسائیوں اور ہندوؤں سے خوب مناظرے کیے، شاہ فضل رحمٰن گنج مراد آبادی سے بیعت تھے، ان کی دیگر تالیفات میں سے سبیل الرشاد الی بیان اصول الاجتهاد، اور شرح مقامات بدیعی کا ذکر ملتا ہے، شاعری سے بھی شغف تھا، رشید اور عشرتی تخلص کرتے تھے۔

آپ کا ۲۶ ربیع الثانی ۱۳۴۶ھ/ ۲۳۔ اکتوبر ۱۹۲۷ء کو سہسوان میں انتقال ہوا۔ (حیات العلماء ۹۷، مع تعلیقات مرتب ۱۶۲۔۱۶۳)

۱۶۶۔ مولوی قاری حافظ عبدالسلام پانی پتی

آپ قاری عبدالرحمٰن پانی پتی کے صاحبزادے تھے اور جنگ آزادی

۱۸۵۷ء کے ایک سال بعد تولد ہوئے، اپنے والد کے آپ ہی جانشین تھے، ان کی چار بیٹیاں اور ایک فرزند قاری عبدالحمید تھے۔ (تذکرہ رحمانیہ ۲۵۔۲۵۴)

۱۶۹۔ مولوی عبدالسمیع بیدل

مولانا عبدالسمیع انصاری، شاعری کا بھی ذوق تھا، بیدل تخلص کرتے تھے ۱۳۱۸ھ/ ۱۹۰۰ء کو فوت ہوئے، ان کی مشہور ترین کتابوں میں سے انوار ساطعہ در بیان مولود و فاتحہ ہے، جو مولف کی زندگی میں اور پھر بعد میں کئی مرتبہ چھپ چکی ہے۔

۱۷۱۔ مولوی حافظ عبدالصمد سہسوانی

حافظ عبدالصمد بن سید غالب حسین شہید، کی ولادت حدود ۱۲۶۸ھ/ ۱۸۵۱ء کو ہوئی، ان کے والد کو ۱۸۵۸ء میں بغاوت کے جرم میں گولی مار کر شہید کر دیا گیا تھا، ابتدائی تعلیم کے بعد بدایوں جا کر مولانا فضل رسول اور مولانا عبدالقادر بدایونی سے تحصیل کی، قرأت بہت اچھی کرتے تھے، سلسلہ چشتیہ میں حافظ شاہ محمد اسلم خیرآبادی (ف ۱۳۲۰ھ/ ۱۹۰۳ء) سے بیعت تھے، ان کے مریدین کی کثیر تعداد تھی، عقائد میں بدایونی مکتبہ فکر سے گہرا تعلق تھا، بدایوں اور سہسوان کے علماء میں جو فروعی اختلافات ہوئے ان میں بھی یہ پیش پیش رہے، افادات صمدیہ، مناظرہ صمدیہ، تبعید الشیاطین اور ارغام الشیاطین ان کی تصانیف میں سے ہیں، بھوپال بھی گئے تھے، جہاں ان کے علماء کے ساتھ مناظرے بھی ہوئے تھے ۱۳۲۴ھ/ ۱۹۰۶ء کو انتقال ہوا، ملاحظہ ہو۔

۱۔ حیات العلماء ۸۷۔۸۸ مع تعلیقات مرتب ۱۵۸۔۱۶۰
۲۔ نزہۃ الخواطر ۸/ ۲۵۶

۱۷۴۔ مولوی عبدالعزیز بگوی

آپ مولانا غلام محی الدین بگوی (ف ۱۲۷۳ھ/ ۱۸۵۶ء) کے فرزند تھے جو شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اور شاہ اسحٰق محدث دہلوی کے شاگرد بھی تھے، ان کے

دو فرزند تھے، اول مولانا مفتی غلام محمد بگوی (۱۲۵۵۔۱۳۱۸ھ/ ۱۸۳۹۔۱۹۰۰ء)
دوم مولانا عبدالعزیز بگوی جن کا انتقال ۱۳۲۵ھ/ ۱۹۰۷ء کو ہوا، یہ دونوں بھائی نامور علماء میں شمار ہوتے تھے، انہیں کی بدولت بادشاہی مسجد، لاہور واگزار ہوئی تھی، سکھوں نے اس مسجد کو فوجی چھاؤنی میں تبدیل کر دیا تھا، مولانا عبدالعزیز برطانوی دور حکومت میں پنجاب کے بہترین مبلغین میں سے تھے۔ (تذکرہ علماء و مشائخ پاکستان و ہند ا/ ۱۷۳۔۱۷۴)

۱۸۰۔ مولوی حافظ عبدالعزیز لکھنوی

آپ غلام احمد کشمیری ثم لکھنوی کے فرزند تھے، فرخ آباد میں ۱۲۴۰ھ/ ۱۸۳۴ء کو ولادت ہوئی، لکھنو میں قیام تھا صاحب نزہۃ الخواطر کے ساتھ ان کی کئی بار ملاقات ہوئی تھی (نزہۃ الخواطر ۸/ ۲۵۸۔۲۵۹)

۱۸۱۔ مولوی حکیم عبدالعزیز دریا آبادی

ان کا انتقال رجب میں ۱۳۱۴ھ/ ۱۸۹۶ء کو ہوا (نزہۃ الخواطر ۸/ ۲۵۹)۔
ملاحظہ ہو:
ظل الرحمٰن، حکیم: تذکرہ خاندان عزیزی، علی گڑھ ۱۹۷۸ء

۱۸۲۔ مولوی عبدالعلی آسی مدراسی

آپ مطبع اصح المطابع لکھنو کے مالک تھے، آپ کو اس سے پہلے مطبع نظامی اور مطبع مصطفائی میں کام کرنے کا اچھا تجربہ ہو چکا تھا جسے آپ نے اپنے مطبع کے لیے استعمال کیا، اصح المطابع کی مطبوعات واقعی اصح ہوتی تھیں، ہمارے ذخیرہ (مخزونہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری، لاہور) میں اس مطبع کی بعض نادر مطبوعات محفوظ ہیں۔
آپ کا انتقال ۱۳۲۷ھ/ ۱۹۰۹ء کو ہوا (نزہۃ الخواطر ۸/ ۲۶۶)

۱۸۴۔ مولوی عبدالعلی اسلام آبادی چاٹ گامی

بعض امور کے لیے ملاحظہ ہو: نزہۃ الخواطر ۸/ ۲۶۶

۱۸۵۔ مولوی عبدالعلی عبداللہ پوری

مولانا عبدالعلی بن نصیب علی میرٹھی، عبداللہ پور (مضافات میرٹھ) میں ولادت ہوئی، مولانا محمد قاسم نانوتوی، مولانا احمد علی محدث سہارنپوری اور مولانا فیض الحسن سہارنپوری کی خدمت میں تحصیل کی، پہلے دیوبند کے مدرسہ میں اور پھر مدرسہ حسین بخش دہلی میں ۱۳۱۲ھ/ ۱۸۹۴ء کو تدریس کا آغاز کیا، ان کے شاگردوں میں مولانا اشرف علی تھانوی، مولانا انور شاہ کاشمیری اور شیخ حسین احمد فیض آبادی بھی شامل ہیں، مولانا عبدالعلی کا انتقال ۱۳۴۰ھ/ ۱۹۲۱ء کو ہوا، دہلی میں مزارات خانوادۂ شاہ ولی اللہ میں دفن ہوئے (نزہۃ الخواطر ۸/ ۲۶۷)

۱۸۸۔ مولوی حاجی حافظ عبدالغفار گوالیاری

رک نزہۃ الخواطر ۸/ ۲۶۷

۱۸۹۔ مولوی عبدالغفور راناپوری

(ایضاً ۸/ ۲۷۱۔۲۷۲)

۱۹۰۔ مولوی عبدالغفور اعظم گڑھی جیراجپوری

اپنے مستقر میں تحصیل کے بعد مدرسۃ المعینیہ اجمیر میں عرصہ دراز تک درس دیا، پھر مدرسہ عالیہ، کلکتہ میں کچھ عرصہ پڑھاتے رہے، لکھنو جاکر وہاں کے دارالعلوم میں خدمات انجام دیں، ان کا انتقال ۱۳۷۱ھ/ ۱۹۵۱ء کو ہوا (نزہۃ الخواطر ۸/ ۲۷۰)

۱۹۲۔ مولوی حکیم عبدالغفور رمضان پوری

آپ نے مولانا احمد علی محدث سہارنپوری کی خدمت میں حدیث پڑھی۔ (ایضاً ۸/ ۲۷۱)

۱۹۸۔ مولوی سید عبدالفتاح گلشن آبادی

(رک ایضاً ۸/۲۷۴)

۱۹۹۔ مولوی عبدالقادر بدایونی

مولانا بدایونی کی تصانیف میں سے سیف الاسلام المسلول علی المناع لعمل المولد والقیام، احسن الکلام فی تحقیق عقائد الاسلام، حقیقته الشفاعة علی اهل السنة والجماعة، شفاعة السائل تبحقیق المسائل رد تقویت الایمان وغیرہ (اکمل التاریخ ۲/ ۲۱۸، نزہۃ الخواطر ۸/ ۲۷۵۔۲۷۶)

مولانا عبدالقادر بدایونی نے اپنے والد گرامی مولانا فضل رسول بدایونی کے بعد غیر مقلدین کے رد اور مسلک حنیفہ کے دفاع کے لیے کام جاری رکھا، آپ کا انتقال ۱۳۱۹ھ/ ۱۹۰۱ء کو ہوا۔ (نزہۃ الخواطر ۸/ ۲۸۶)، ممتاز علمائے فرنگی محل ۳۹۰۔۳۹۵)

۲۰۰۔ مولوی عبدالقادر حیدر آبادی

مولانا عبدالقادر بن فضل اللہ کی ولادت ۱۲۵۱ھ/ ۱۸۳۵ء کو حیدر آباد (دکن) میں ہوئی، والد سے تحصیل کے بعد مولانا محمد زمان شاہ جہانپوری، شیخ نیاز محمد بدخشی اور مولانا فضل رسول بدایونی کی خدمت میں رہ کر پڑھا، حرمین الشریفین حاضر ہو کر شاہ عبدالغنی مجددی سے حدیث کی سند لی، کتب کثیرہ کے مولف تھے، ۱۳۲۹ھ/ ۱۹۱۱ء کو انتقال ہوا (نزہۃ الخواطر ۸/ ۲۷۶۔۲۷۷)

۲۰۱۔ مولوی عبدالقادر سلہٹی

مولانا عبدالقادر بن محمد ادریس بن محمد محمود بن محمد کلیم عمری حنفی، بنگال کے مدرسین میں شہرت رکھتے تھے (نزہۃ الخواطر ۸/ ۲۷۷)

۲۰۲۔ مولوی حافظ عبدالقادر مئوی

انہوں نے رائے بریلی جا کر شیخ ضیاء النبی بن سعید الدین نقشبندی سے خلافت

حاصل کی، ان کی وفات ۱۳۳۱ھ/۱۹۱۲ء کو ہوئی (ایضاً ۸/ ۲۷۵)

۲۰۴۔ مولوی عبدالقدوس مئوی

(رک نزہۃ الخواطر ۸/ ۲۷۹۔۲۸۰)

۲۰۵۔ مولوی عبدالقدیر دیوبندی

آپ دیوبند کے قادری بزرگ شاہ رمز الدین کی اولاد میں سے تھے، دارالعلوم دیوبند میں مولانا محمد یعقوب نانوتوی، مولانا سید احمد دہلوی اور مولانا محمود الحسن سے تحصیل کے بعد مظاہر العلوم سہارنپور میں مولانا احمد علی محدث کی خدمت میں حدیث کی تکمیل کی، ۱۳۰۷ھ/ ۱۸۸۹ء کو دارالعلوم دیوبند کے نائب مہتمم مقرر ہوئے، ۱۳۰۹ھ/ ۱۸۹۱ء کو یہ عہدہ چھوڑ کر مطبع نولکشور میں مصحح کے طور پر کام کرنے لگے اور کئی کتابیں ان کی تصحیح و تحشیہ سے طبع ہوئیں، حیات الحیوان کا اردو ترجمہ دو جلدوں میں کیا جو اسی طبع سے شائع ہوا، ۱۳۴۷ھ/ ۱۹۱۸ء کو انتقال ہوا، لکھنو میں دفن ہوئے، ملاحظہ ہو:

۱۔ محمد شاہد سہارنپوری: علمائے مظاہر علوم سہارنپور اور ان کی علمی و تصنیفی خدمات ۴/ ۱۷

۲۔ محبوب رضوی: تاریخ دارالعلوم دیوبند

۲۰۶۔ ملا عبدالقیوم حیدرآبادی

شیخ عبدالقیوم بن عبدالباسط بن محمد مہدی صدیقی حنفی، حیدرآباد (دکن) میں پیدا ہوئے، مولانا حیات خان مدراسی، مولوی حنیف حیدرآبادی، مولانا علی عباس چیریاکوٹی، مولانا شجاعت حسین گورکھپوری اور سید معین الدین کاظمی کڑوی سے متعدد علوم کی تحصیل کی، کئی سفر کیے واپس حیدرآباد (دکن) جا کر حکومت آصفیہ کی خدمت کے لیے متعین ہوئے۔

رمضان میں ۱۳۲۳ھ/ ۱۹۰۵ء کو فوت ہو کر گلبرگہ میں مقبرہ مشائخ جنیدیہ

معروف بہ روضۃ الشیخ میں دفن ہوئے (نزہۃ الخواطر ۸/ ۲۸۰)

۲۰۷۔ مولوی حاجی عبدالکافی الہ آبادی

مولانا عبدالکافی بن عبدالرحمٰن حنفی ناروی الہ آبادی، نارہ (مضافات الہ آباد) میں ولادت ہوئی، آپ نے شیخ عبدالسبحان بن محمد محسن حنفی ناروی کی خدمت میں رہ کر علم حاصل کیا، آپ نے الہ آباد میں ایک مدرسہ علوم العربیہ اپنے شیخ کے نام پر سبحانیہ کے نام قائم کیا، ۹ شعبان ۱۳۵۰ھ/ ۱۹۳۱ء کو فوت ہوئے (ایضاً ۸/ ۲۸۰۔ ۲۸۱)

۲۰۸۔ مولوی حافظ عبدالکریم بنگلوری

ابتدائی تعلیم کے بعد مدراس چلے گئے، پھر حیدر آباد (دکن) میں رہ کر تکمیل کی، کئی سفر کیے، عقائد کے اعتبار سے کسی کے مقلد نہیں تھے بلکہ عامل بالحدیث تھے۔ (ایضاً ۸/ ۲۸۲)

۲۰۹۔ مولوی عبدالکریم پنجابی

مولانا عبدالکریم پنجابی ثم مراد آبادی، پنجاب میں تحصیل کے بعد مولانا امیر احمد سہسوانی وغیرہ سے کچھ پڑھا اور مراد آباد آکر شاہ فضل رحمٰن گنج مراد آبادی کے حضور حدود ۱۲۹۷ھ/ ۱۸۷۹ء کو حاضر ہوئے، آپ سے حدیث وفقہ کا درس لیا، وہیں قیام کر لیا، آپ کی صاحبزادی سے عقد مسنون ہوا، انہوں نے ہندی لغت کی ایک کتاب منکا بیتی تالیف کی، ربیع الاول ۱۳۵۱ھ/ ۱۹۳۲ء کو فوت ہوئے (ایضاً ۸/ ۲۸۳)

۲۱۰۔ مولوی عبدالحلیم شرر

مولانا عبدالحلیم متخلص بہ شرر

آپ کی ولادت لکھنو میں ۱۲۷۶ھ/ ۱۸۵۹ء کو ہوئی، ابتدائی تعلیم کے بعد مولانا عبدالحی فرنگی محلی کی خدمت میں تحصیل کی، پھر دہلی جا کر مولانا نذیر حسین کی خدمت میں دو سال تک رہ کر تکمیل کی، مولانا شرر کا رجحان ادبیات اردو کی طرف

زیادہ رہا، پہلے اودھ اخبار، پھر محشر اور دلگداز کے مدیر رہے، حیدرآباد (دکن) گئے، وہاں کے نواب وقار الامراء نے پذیرائی کی، مولانا شرر نے انگریزی بھی سیکھ لی تھی، اردو میں بہت سی کتابوں کے مولف تھے، لکھنو کی معاشرت پر ان کی کتاب گزشتہ لکھنو کو خوب شہرت ملی، اس کا انگریزی ترجمہ بھی ہوا، شرر کا ۱۳۴۵ھ/ ۱۹۲۶ء کو انتقال ہوا۔ (ایضاً ۸/۲۲۴۔۲۲۶)

مولانا شرر نے رسالہ دلگداز میں اپنی خودنوشت سوانح بھی لکھی تھی جو کئی اقساط میں شائع ہوئی۔

۲۱۱۔ مولوی حافظ عبداللہ غازی پوری

موصوف عامل بالحدیث تھے، ان کے اصل شیخ مشہور غیر مقلد عالم مولانا محمد بشیر سہسوانی تھے، انہی کی صحبت میں ان کے یہ عقائد پروان چڑھے تھے، حافظ غازی پوری کا انتقال لکھنو میں ۹ صفر ۱۳۳۷ھ/ ۱۹۱۸ء کو ہوا (نزہۃ الخواطر ۸/ ۲۸۷۔۲۸۸)

۲۱۲۔ مولوی مفتی عبداللہ ٹونکی

مفتی عبداللہ بن شیخ صابر علی کے اجداد گورکھپور کے رہنے والے تھے، وہیں سے ٹونک آئے، پہلے مدرسہ عبدالرب، دہلی میں مدرس تھے، وہاں سے اورینٹل کالج، لاہور میں عربی کے پروفیسر مقرر ہوئے، آپ کی کئی تالیفات قیام لاہور کے دوران طبع ہوئیں، یعنی (۱) عجالة الراکب فی امتناع کذب الواجب

(۲) تعلیقات المفتی یعنی شرح سلم حمداللہ کا حاشیہ

(۳) الکلام الرشیق

مولانا ٹونکی نے مفتی لطف اللہ علی گڑھی اور مولانا احمد علی محدث سہارنپوری سے تکمیل کی، دارالعلوم لکھنو میں بھی درس دیا، مدرسہ عالیہ کلکتہ میں بھی پڑھاتے رہے، آپ کے ایک بیٹے مولانا نورالحسن بھوپال میں رہتے تھے، فالج کے بعد انہیں کے

پاس چلے گئے جہاں ۱۳۳۹ھ/ ۱۹۲۰ء کو انتقال ہوا۔ (تذکرہ علمائے ٹونک ۱۶۱۔ ۱۶۲)

۲۱۳۔ مولوی عبداللہ انصاری

شیخ عبداللہ بن انصار علی بن احمد علی...... حنفی انبیٹھوی کی ولادت انبیٹھہ میں ہوئی، شیخ یعقوب نانوتوی، مولانا قاسم نانوتوی، مولانا احمد علی محدث سہارنپوری، سید عالم علی نگینوی اور مولانا قاری عبدالرحمٰن پانی پتی کی خدمت میں تحصیل کی، مدرسۃ العلوم علی گڑھ (کالج) میں پڑھاتے رہے، بمبئی میں ۱۳۴۴ھ/ ۱۹۲۵ء کو انتقال ہوا (نزہۃ الخواطر ۸/ ۲۸۵۔ ۲۸۶)

۲۲۱۔ مولوی عبداللہ بلگرامی

شیخ عبداللہ بن آل احمد حسینی واسطی بلگرامی، آپ کی ولادت بلگرام میں ۹ جمادی الاول ۱۲۴۸ھ/ ۱۸۳۲ء کو ہوئی، مولانا سلامت اللہ بدایونی، علامہ فضل حق خیرآبادی اور مولانا نورالحسن کاندھلوی سے تحصیل کے بعد حجاز مقدس چلے گئے، مولانا سید احمد زینی دحلان مکی سے حدیث کی سند لی، انہیں ادبیات اور علوم حکمیہ میں خاص دسترس حاصل تھی، ان کی تالیفات میں سے فیض الصرف، تشریح النحو، عین الافادہ فی کشف الاضافۃ، التحفۃ العلیۃ حاشیۃ الہدیۃ السعیدیۃ، حاشیہ علی ہدایۃ الفقہ معروف ہیں، ان کا انتقال ۱۳۰۵ھ/ ۱۸۸۷ء کو ہوا۔ (ایضاً ۸/ ۲۸۵)

۲۲۴۔ مولوی عبداللطیف سنبھلی

شیخ عبداللطیف بن اسحٰق حنفی سنبھلی، قصبہ افضل گڑھ میں پیدا ہوئے، والد سے پڑھنے کے بعد کانپور جاکر مولانا احمد حسن کانپوری سے تحصیل کی، پھر مولانا لطف اللہ علی گڑھی سے تکمیل کر کے درس و تدریس کی طرف متوجہ ہوئے، رائے بریلی میں عرصہ تک درس دینے کے بعد، ندوۃ العلماء، لکھنو میں افتاء کا شعبہ سنبھالا، حجاز مقدس بھی گئے جہاں تین سال قیام رہا، واپس آکر مولانا محمد علی مونگیری کے زاویہ میں

درس دیتے رہے، پھر حیدرآباد (دکن) جاکر جامعہ عثمانیہ میں پڑھایا اور طویل عرصہ تک اس سے وابستہ رہ کر شعبہ علوم اسلامیہ میں خدمات انجام دیں، پھر علی گڑھ ۱۳۵۷ھ/ ۱۹۳۸ء کو گئے جہاں صدر شعبہ علوم اسلامیہ منتخب ہوئے، کئی کتابوں کے مولف تھے جن میں سے شرح اللطیف (شرح جامع ترمذی)، لطف الباری فی شرح تراجم ابواب البخاری، رسالہ فی اصول الحدیث (یہ تمام کتب عربی میں ہیں) مشکلات القرآن، تاریخ القرآن، تذکرہ اعظم (سیرت امام ابوحنیفہ) وغیرہ اردو میں ہیں۔

۱۲ جمادی الثانی ۱۳۷۹ھ/ ۱۹۵۹ء کو انتقال ہوا (نزہۃ الخواطر ۸/ ۲۸۳۔۲۸۴)

۲۲۶۔ مولوی عبدالماجد بھاگلپوری

عبدالماجد بن عبدالواحد، ابتدائی تعلیم کے بعد مولانا عبدالحی فرنگی محلی کی خدمت میں تکمیل کی، پہلے کلکتہ میں درس اور واعظ کہتے تھے، کلکتہ میں ان کی نواب محسن الملک سے کئی بار ملاقات ہوئی تو انہوں نے عبدالماجد کو علی گڑھ بلا کر تدریس کی خدمت سپرد کی، ایک سال کے قیام کے بعد واپس بھاگل پور جاکر وہاں کے سرکاری کالج سے وابستہ ہوگئے، پھر بدقسمتی سے قادیانی ہوگئے، ۱۳۳۵ھ/ ۱۹۱۶ء کو فوت ہوئے تو قادیاں میں دفن کیا گیا (ایضاً ۸/ ۳۰۸۔۳۰۹) یقیناً تذکرہ علمائے حال کی تکمیل ۱۸۹۵ء کے بعد وہ قادیانی ہوئے ہوں گے، اگر اس سے پہلے وہ اپنا مذہب تبدیل کرتے تو اس کے مولف ان کا تذکرہ اس میں شامل نہ کرتے کیونکہ انہوں نے اس میں قادیانیوں کو شامل ہی نہیں کیا، بانی مذہب تک کے حالات نہیں لکھے۔

۲۲۷۔ مولوی عبدالمالک کھوڑوی

مولانا عبدالمالک معروف بہ علامہ صادقی بن مولانا محمد عالم بن گوہر خان، موضع کھوڑی متصل ڈنگہ (ضلع گجرات، پنجاب) میں ولادت ہوئی، آپ کے والد

عالم تھے، مولانا جان محمد قادری لاہوری سے بیعت تھے، مولانا عبدالمالک نے ابتدائی تعلیم اپنے والد اور بھائی مولانا غلام غوث سے حاصل کی اور پھر مولانا عبداللہ (چک عمر، نزد لالہ موسیٰ) کی خدمت میں رہ کر تکمیل کی، محکمہ مال میں مددگار پٹواری کی ملازمت مل گئی، آپ کی علمیت کا شہرہ سن کر نواب صادق محمد خان خامس نے بہاولپور بلا کر آپ کو مشیر مال کا عہدہ دیا، جہاں ۳۵ سال تک آپ یہ خدمت انجام دیتے رہے۔

مولانا عبدالمالک قادر الکلام شاعر اور ادیب تھے، عربی زبان و ادب پر کامل دسترس رکھتے تھے، ۱۳۱۰ھ/ ۱۸۹۲ء کو نواب بہاولپور کی مدح میں ایک قصیدہ لکھا جس کے ہر مصرعہ سے تاریخ برآمد ہوتی ہے ۱۹۱۵ء کو نواب صاحب کے ہمراہ حج کیا، آپ کی تالیفات حسب ذیل ہیں:

(۱) حسن الجردہ فی شرح القصیدہ البردہ (۲) اطباق الشردہ فی شرح القصیدہ البردہ۔ (۳) الجواہر المضیہ فی شرح القصیدہ الغوثیہ، ان کے علاوہ بھی ان کی کئی شروح ہیں، شاہان گوجر کے نام سے اپنے قبیلہ کی ایک تاریخ بھی لکھی، آپ کا انتقال ۲۶ جمادی الثانی / ۲۱ جولائی ۱۳۶۰ھ/ ۱۹۴۱ء کو ہوا، اپنے گاؤں میں دفن ہوئے۔
(شرف، عبدالحکیم قادری: تذکرہ علمائے اہل سنت ۲۷۲۔۲۷۶)

۲۲۸۔ مولوی حکیم عبدالمجید خان دہلوی

حکیم عبدالمجید بن محمود بن صادق بن شریف دہلوی کی ولادت دہلی میں ہوئی، مولانا محمد علی چاند پوری سے تحصیل کے بعد مولانا نذیر حسین دہلوی سے تکمیل کی، اپنے والد سے علم طب حاصل کیا، انہوں نے ۱۳۳۶ھ/ ۱۹۱۷ء کو دہلی میں طبیہ کالج بنایا جہاں سے بہت سے طلبہ نے طب کی تعلیم حاصل کی، انگریزوں نے انہیں ''حاذق الملک'' کا خطاب دیا، حکیم صاحب کا انتقال ۷ ربیع الاول ۱۳۱۹ھ/ ۱۹۰۱ء کو ہوا (نزہۃ الخواطر ۸/ ۳۱۰) تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو:

(۱) خاندان شریفی مولفہ محمد کمال الدین حسین ہمدانی، پٹنہ ۲۰۰۱ء

(۲) دلی اور طب یونانی مولفہ حکیم ظل الرحمٰن، لاہور

۲۳۱۔ مولوی حافظ عبدالحمید لکھنوی

آپ مولانا عبدالحلیم فرنگی محلی کے صاجزادے تھے، لکھنو میں پیدا ہوئے، اپنے عم محترم مولانا محمد نعیم فرنگی محلی اور اپنے بھائی مولانا عبدالحی سے کتب درسیہ پڑھیں، ان کی وفات کے بعد مولانا عین القضاۃ حیدر آبادی کی صحبت اختیار کر لی، حج کی سعادت حاصل ہوئی تو وہاں سے قرأت سیکھ کر واپس آئے، کنگ کالج، لکھنو میں پڑھانا شروع کر دیا، درس و تدریس اور وعظ میں آپ بے مثال تھے، برطانوی حکومت نے انہیں ''شمس العلماء'' کا خطاب دیا، ان کا لکھنو میں ۷ جمادی الاول ۱۳۴۰ھ/۱۹۲۲ء کو انتقال ہوا، نزہتہ الخواطر ۸/ ۳۰۹۔

۲۳۲۔ مولوی حافظ عبدالمنان وزیر آبادی

مولانا عبدالمنان بن شرف الدین کی ولادت ۱۲۶۷ھ/ ۱۸۵۰ء اور وفات ۱۳۳۴ھ/ ۱۹۱۵ء کو ہوئی (نزہتہ الخواطر ۸/ ۳۱۱۔۳۱۲)

۲۳۳۔ مولوی عبدالمومن دیوبندی

مولانا عبدالمومن بن فہیم الدین عثمانی حنفی دیوبندی، دیوبند میں پیدا ہوئے، وہیں تعلیم حاصل کی، مولانا محمد یعقوب نانوتوی اور مولانا مملوک العلی نانوتوی سے پڑھا اور وہیں خود کو افتاء و تدریس کے لیے وقف کر دیا، پھر مدرسہ اسلامیہ میرٹھ میں تدریس کا آغاز کیا اور مدرسہ امداد الاسلام میں بھی پڑھایا۔

مولانا عبدالمومن کا انتقال ۱۳۴۷ھ/ ۱۹۲۸ء کو دہلی میں ہوا مزار حضرت خواجہ باقی باللہ کے جوار میں دفن ہوئے (ایضاً ۸/ ۳۱۴)

۲۳۶۔ مولوی عبدالوہاب بہاری

مولانا عبدالوہاب بن احسان علی سریندوی بہاری، قصبہ سرینده (مضافات

بہار) میں پیدا ہوئے، ابتدائی تعلیم کے بعد لکھنو جا کر مولانا عبدالحی فرنگی محلی کی خدمت میں تکمیل کی، علاقہ مدیدہ (مضافات کانپور) میں پڑھایا، کچھ عرصہ حیدرآباد (دکن) میں بھی رہے، پھر مدرسہ عالیہ کلکتہ میں تدریس کے فرائض انجام دیئے، ان کی تالیفات میں سے الصحیفۃ المملکوتیہ حاشیۃ علی میرزاہد رسالہ، شرح علی ہدایۃ الحکمۃ (علامہ عبدالحق خیرآبادی کے رد میں لکھی ۱۳۳۵ھ/۱۹۱۶ء کو فوت ہوئے (ایضاً ۸/۳۱۶)

۲۴۰۔ مولوی حاجی عزیز الرحمٰن صوفی

شیخ عزیز الرحمٰن بن فضل الرحمٰن عثمانی حنفی کی ولادت ۱۲۷۵ھ/ ۱۸۵۸ء کو ہوئی، دارالعلوم دیوبند سے فراغت حاصل کی، میرٹھ کے قاضی مقرر ہوئے، پھر دیوبند میں درس و تدریس اور افتاء کی خدمت انجام دی، جب دیوبند میں کچھ حالات خراب ہوئے تو آپ ڈابھیل چلے گئے، موصوف شیخ رفیع الدین خلیفہ شاہ عبدالغنی مجددی مہاجر مدنی سے طریقہ نقشبندیہ میں بیعت تھے، اسی طرح آپ حاجی امداداللہ مہاجر مکی کی خدمت میں بھی حاضر ہوئے اور ان سے بھی سلوک کی اجازت حاصل کی، گنج مرادآباد جا کر شاہ فضل رحمٰن سے بھی وابستہ رہ کر سلوک کی منازل طے کیں۔

شیخ عزیز الرحمٰن کی تالیفات میں سے حاشیہ علی میزان البلاغۃ تصنیف شاہ عبدالعزیز محدث، مجموعہ فتاویٰ، منحۃ الجلیل بیان مافی معالم التنزیل، شیخ کا انتقال ۱۷ جمادی الآخر ۱۳۴۷ھ/ ۱۹۲۸ء کو ہوا (نزہۃ الخواطر ۸/۳۰۲۔۳۲۱)

۲۴۱۔ مولوی عصمت اللہ بختاور گنجی

ان کا انتقال جمادی الآخر ۱۳۴۱ھ/ ۱۹۲۸ء کو ہوا۔ (ایضاً ۸/۳۲۲)

۲۴۲۔ مولوی حافظ علی انور کاکوروی

حافظ علی انور بن مولانا علی اکبر کی ولادت ۱۱ ربیع الثانی ۱۲۶۹ھ/۱۸۶۲ء کو ہوئی، مولانا شرف الدین سندیلوی نزیل کاکوری سے ابتدائی تعلیم حاصل کی، اپنے

والد گرامی سے بیعت ہوئے، ان کی وفات ۱۳۱۴ھ/ ۱۸۹۶ء کے بعد اپنے آباء کے سجادہ نشین ہوئے۔

آپ کی ۲۵ مطبوعہ تالیفات کے نام تذکروں میں درج ہیں، ۲۰ محرم ۱۳۲۴ھ/ ۱۹۰۱ء کو انتقال ہوا (تذکرہ مشاہیر کاکوری ۲۷۸۔۲۸۳)

۲۴۸۔ مولوی شاہ علی حسن جائسی

شیخ علی حسن بن ظہور اشرف بن ہدایت اشرف اشرفی، معروف صوفیہ میں سے تھے، جائس میں پیدا ہوئے، اپنے والد سے ابتدائی حاصل کرنے کے بعد مولانا فضل اللہ بن نعمت اللہ لکھنوی سے تکمیل کر کے واپس جائس پہنچ کر اپنے والد کے جانشین ہوئے، عربی و فارسی پر کامل دسترس تھی، دونوں زبانوں میں ذوق سخن کرتے تھے، ۷ ذی قعدہ ۱۳۲۸ھ/ ۱۹۱۰ء کو فوت ہو کر اپنے جد اعلیٰ شیخ اشرف جہانگیر سمنانی کے جوار میں دفن ہوئے (نزہۃ الخواطر ۸/ ۳۲۹)

۲۵۳۔ مولوی حاجی عنایت اللہ علوی

مولانا عنایت اللہ بن محمود بن حاجی محمد سعید، مخدوم فیروز ٹھٹھوی کی اولاد میں سے تھے، ٹیاری میں ۱۲۷۶ھ/ ۱۸۵۹ء کو پیدا ہوئے، ابتدائی تعلیم کے بعد مولانا محمد حسن حیدر آبادی (ف ۱۳۰۹ھ/ ۱۸۹۱ء) اور مولوی حاجی احمد علوی (ف ۱۳۴۱ھ/ ۱۹۲۲ء) کی خدمت میں تکمیل کر کے حرمین الشریفین گئے، وہاں مدرسہ ہندیہ (صولتیہ) میں مزید پڑھا اور مکتوبات امام ربانی کے عربی مترجم شیخ محمد مراد قزانی سے کتب تصوف بھی پڑھیں، شیخ الدلائل سید محمد حسین اور سید محمد بن طاہر وطری حنفی سے بھی پڑھا، سلسلہ نقشبندیہ میں پہلے ملا کا تیار سے بیعت کی پھر بذریعہ مراسلت شاہ محمد مظہر مجددی مدنی سے سلوک کی تعلیم حاصل کی، ان کے بھائی قاضی ہدایت اللہ جو شاعر بھی تھے کے ساتھ ٹیاری (مضافات حیدر آباد، سندھ) میں قیام تھا، ۲۰ شوال ۱۳۴۲ھ/ ۱۹۲۳ء کو انتقال ہوا۔

(۱) وفائی، دین محمد: تذکرہ مشاہیر سندھ اردو ترجمہ عزیز انصاری ۲/۹۳
(۲) نزہتہ الخواطر ۸/ ۳۳۵

۲۵۴۔ مولوی حکیم حافظ عنایت اللہ علی گڑھی

حافظ عنایت اللہ بن مولانا لطف اللہ علی گڑھی کی ولادت حدود ۱۲۷۶ھ/ ۱۸۵۹ء کو ہوئی، اپنے والد گرامی سے کمسنی میں ہی تحصیل کا آغاز کر دیا تھا، پھر طب کی تعلیم حاصل کی، بھوپال کا سفر کیا، وہاں کی حکومت کی مدتوں ملازمت کی، ان کی مجلس علماء کے رکن رکین رہے، ملکہ سلطانہ جہان بیگم کے ہمراہ حج کے لیے گئے تو حرمین الشریفین کے علماء سے سندیں حاصل کیں، ان کا انتقال ۱۳۴۸ھ/ ۱۹۲۹ء کو ہوا:

۱۔ نزہتہ الخواطر ۸/ ۳۳۵
۲۔ استاذ العلماء مولفہ حبیب الرحمٰن خان شروانی، مطبوعہ علی گڑھ
۳۔ ضمیمہ استاذ العلماء نوشتہ محمد بدر الدین علوی، مشمولہ معارف، اعظم گڑھ، اکتوبر ۱۹۵۸ء

۲۵۶۔ مولوی عنایت رسول چریا کوٹی:

آپ کی ولادت بقول صاحب نزہتہ الخواطر (۸/ ۳۳۶) ۱۳۲۴ھ/ ۱۸۰۹ء کو قصبہ چریا کوٹ میں ہوئی، اپنے والد سے مختصرات پڑھ کر ٹونک گئے جہاں مولانا حیدر علی رام پوری ثم ٹونکی سے عرصہ دراز تک تحصیل کی، وہاں سے کلکتہ جا کر یہودیوں سے عبرانی زبان سیکھی اور واپس اپنے مستقر میں جا کر گوشہ نشین ہو کر تصنیف و تالیف میں مصروف ہو گئے۔

آپ کی تالیفات میں سے البشریٰ، المقولات العضدیة فی الهندسه، کتاب فی الجبر والمقابلہ، کتاب فی الحساب، نور الانظار فی علم الابصار، فصول العضدیة، میزان الکافی، وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

آپ کا انتقال شوال ۱۳۲۰ھ/ ۱۹۰۲ء کو ہوا (نزہتہ الخواطر ۸/ ۳۳۶)

۲۵۷۔ مولوی عنایت العلی دہلوی

ان کا انتقال ۱۱ ربیع الثانی ۱۳۲۷ھ/ ۱۹۰۹ء کو ہوا (ایضاً ۷/ ۳۳۷)

۲۵۸۔ مولوی عین القضاۃ حیدر آبادی

مولانا عین القضاۃ بن وزیر محمد بن محمد جعفر حسینی حنفی نقشبندی حیدر آباد (دکن) میں ۱۲۷۴ھ/ ۱۸۵۸ء کو پیدا ہوئے، اپنے مستقر میں ابتدائی تعلیم کی تحصیل کے بعد مولانا عبدالحی فرنگی محلی کی خدمت میں لکھنو حاضر ہو کر تکمیل کی، پھر سوات جا کر شیخ موسیٰ جی ترکیسی کی خدمت میں سلسلہ نقشبندیہ میں بیعت ہوئے، واپس لکھنو جا کر اپنے استاد مذکور کے حوزہ میں شامل ہو کر عرصہ دراز تک درس و تدریس کی خدمت انجام دی، حرمین الشریفین جا کر دو سال قیام کیا، پھر واپس لکھنو آ کر مصروف تدریس ہوئے، ۱۳۲۷ھ/ ۱۹۰۹ء کو دوبارہ اپنے والد گرامی کے ہمراہ حج کی سعادت نصیب ہوئی، لکھنو آ کر ان کے والد نے مدرسۃ الفرقانیہ کے نام سے ایک شاندار مدرسہ بنایا، ان کے والد مولانا وزیر محمد کا ۱۳۳۱ھ/ ۱۹۱۲ء کو انتقال ہوا تو ان کے جانشین کی حیثیت سے خدمات کا آغاز کیا، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی میلاد کی محفل بہت ہی اہتمام سے کرتے تھے، ۲ رجب ۱۳۴۳ھ/ ۱۹۲۵ء کو انتقال ہوا۔

(نزہۃ الخواطر ۸/ ۳۳۸۔۳۳۹)

حرف الغین

۲۵۹۔ مولوی غلام احمد کوٹ اسحٰق

علم فقہ کے ماہر ترین اساتذہ میں سے تھے، جامعہ نعمانیہ لاہور میں بیس سال تک درس کی خدمت انجام دی، انہوں نے آگا کثر شاذ و یوش پر تعلیقات لکھیں، اقلیدس کی کتاب مناظرہ پر بھی تعلیقات مرتب کیں، ۳ ربیع الاول ۱۳۲۵ھ/ ۱۹۰۷ء کو لاہور میں انتقال ہوا (ایضاً ۸/ ۳۳۹۔۳۴۰)

۲۶۰۔ مولوی غلام دستگیر قصوری

آپ خواجہ غلام محی الدین قصوری (ف ۱۲۷۰ھ/۱۸۵۴ء) کے داماد، شاگرد اور خلیفہ تھے، غیر مقلدین اور قادیانیوں کے خلاف کئی کتب لکھ کر خود طبع کروائیں، جن سے حنفیت کو پاکستان و ہند میں تقویت نصیب ہوئی، عزیز القدر محمد ثاقب رضا قادری نے آپ کے تمام رسائل تین جلدوں میں رسائل محدث قصوری کے نام سے جمع کر کے جلد اول پر مفصل مقدمہ لکھ کر مولف کے احوال و آثار و خدمات دینیہ کو اجاگر کیا ہے، جن میں سے پہلی دو جلدیں طبع ہو چکی ہیں، مولانا غلام دستگیر قصوری کا انتقال ۱۳۱۵ھ/ ۱۸۹۷ء کو ہوا۔

۲۶۱۔ مولوی غلام قادر بھیروی

مولانا غلام قادر ہاشمی بن مولانا غلام حیدر، بھیرہ ضلع سرگودھا میں ۱۲۶۵ھ/ ۱۸۴۹ء کو پیدا ہوئے، ابتدائی تعلیم مولانا غلام محی الدین بگوی (رک باں) سے حاصل کی، پھر اپنے چھوٹے بھائی مولانا احمد الدین بگوی سے پڑھ کر دہلی گئے اور مفتی صدر الدین آزردہ دہلوی کی خدمت میں رہ کر تکمیل کی، واپس لاہور آ کر بیگم شاہی مسجد کے خطیب مقرر ہوئے، سلسلہ چشتیہ میں خواجہ شمس الدین سیالوی سے بیعت ہو کر خلافت یاب ہوئے ۱۸۷۹ء کو اورینٹل کالج لاہور میں عربی کے پروفیسر کے طور پر تقرر ہوا آپ نے جامعہ نعمانیہ، لاہور یہ سے تدریس کا آغاز کیا، پنجاب کے علماء کی کثیر تعداد نے آپ کے درس سے فراغت حاصل کی، آپ کی مولفہ بارہ کتابیں لاہور سے ہی طبع ہوئیں، آپ کا انتقال لاہور میں ۱۹ ربیع الاول ۱۳۲۷ھ/ ۱۰ اپریل ۱۹۰۹ء کو ہوا اور بیگم شاہی مسجد میں تدفین عمل میں آئی، ملاحظہ ہو:

(۱) تذکرہ اکابر اہل سنت ۳۲۶۔۳۳۱

(۲) نزہۃ الخواطر ۸/ ۳۴۹

۲۶۳۔ مولوی غلام محمد بگوی

مولانا غلام محمد بن مولانا غلام محی الدین بگوی، آپ کے والد گرامی مولانا غلام محی الدین (ف ۳۰ شوال ۱۲۷۳ھ/ ۱۸۵۶ء رک بآں) پنجاب کے اکابر علماء میں سے تھے، آپ کے فرزند بزرگ مولانا غلام محمد آپ کے بعد لاہور کی شاہی مسجد کے خطیب مقرر ہوئے، یہ مسجد آپ ہی کی کوشش سے واگزار ہوئی کیونکہ اسے سکھوں نے بند کرکے اپنی فوجی چھاؤنی میں تبدیل کر دیا تھا، مولانا غلام محمد کا انتقال ۱۳۱۸ھ/ ۱۹۰۰ء کو ہوا اور ولادت ۱۲۵۵ھ/ ۱۸۳۹ء کو ہوئی، اکابر علماء میں سے تھے۔
(تذکار بگیہ)

حرف الفا

۲۶۷۔ مولوی فتح محمد تھانوی

تھانہ بھون (مضافات مظفر نگر) میں ولادت ہوئی، مولانا محمود دیوبندی، مولانا محمد یعقوب نانوتوی، مولانا قطب الدین دہلوی، مولانا قاری عبدالرحمٰن پانی پتی اور مولانا احمد علی محدث سہارنپوری کی خدمت میں تکمیل کر کے مکہ مکرمہ گئے جہاں حاجی امداد اللہ مہاجر مکی سے بیعت ہوئے۔
مولانا شیخ محمد کا انتقال تھانہ بھون میں ۱۳۲۲ھ/ ۱۹۰۴ء کو ہوا (نزہۃ الخواطر ۳۵۳/۸)

۲۶۹۔ مولوی فتح محمد تائب لکھنوی

آپ جب بالغ ہوئے تو انہیں مولانا عبدالحی فرنگی محلی کے سپرد کر دیا گیا، تکمیل کے بعد خود تدریس کا آغاز کیا اور لکھنو میں ایک مدرسہ رفاہ المسلمین کے نام سے تعمیر کیا، ان کی تالیفات میں سے خلاصۃ التفاسیر (اردو)، تطہیر الاموال، اصلاح الاعمال، القول الثابت، القول السدید فی اثبات التقلید، رسالہ فی المواریث وغیرہ

قابل ذکر ہیں ان کی وفات ۱۳۲۷ھ/ ۱۹۰۹ء کو ہوئی (ایضاً ۸/ ۳۵۳۔۳۵۴)

۲۷۰۔ مولوی حکیم سید فخر الحسن گنگوہی

مولانا فخر الحسن بن عبد الرحمٰن، مولانا محمد قاسم نانوتوی کے شاگرد تھے، حکیم محمود بن صادق شریفی دہلوی سے طب کی تحصیل کر کے مطب کا آغاز کیا، آخری عمر میں مولانا رشید احمد گنگوہی سے حدیث پڑھی، ہندوؤں اور عیسائیوں سے خوب مناظرے کیے، تعلیق المحمود (تعلیقات علی سنن ابی داوٗد) حاشیہ علی تلخیص المفتاح، حاشیہ علی سنن ابن ماجہ، ان کی وفات کانپور میں ۱۳۱۵ھ/ ۱۸۹۷ء کو ہوئی (ایضاً ۸/ ۳۵۴)

۲۷۲۔ مولوی سید فدا حسین محی الدین نگری

مولانا فدا حسین حسینی دربھنگوی اور مولانا لطف اللہ علی گڑھی کی خدمت میں تحصیل کی، پھر مفتی نعمت اللہ لکھنوی سے ریاضی پڑھی، آخر میں مولانا عبد الحی فرنگی محلی، مولانا محمد قاسم نانوتوی اور مولانا احمد علی محدث سہارنپوری کی خدمت میں رہ کر پڑھا، حاجی امداد اللہ مہاجر مکی سے سلوک کی تعلیم لی، کئی مقامات پر درس دیتے رہے (ایضاً ۸/ ۳۵۹) نیز ملاحظہ ہو:

محمد شاہد سہارنپوری: علمائے مظاہر علوم سہارنپور ۴/ ۳۲۹۔۳۳۱

۲۷۳۔ مولوی حافظ فضل حق رام پوری

مولانا فضل حق بن عبد الحق حنفی رام پوری، علوم حکمیہ کے فاضل تھے، رام پور میں ۱۲۷۸ھ/ ۱۸۶۱ء کو پیدا ہوئے، ابتدائی تعلیم کے بعد علی گڑھ جا کر مولانا لطف اللہ کی خدمت میں رہ کر تکمیل کی، کئی دوسرے اساتذہ کی خدمت میں بھی رہے، واپس رام پور جا کر مدرسہ عالیہ میں مدرس مقرر ہوئے، وہیں علامہ فضل حق خیر آبادی سے بھی پڑھا، مدرسہ عالیہ کلکتہ میں بھی تدریس کے فرائض انجام دیئے، کئی درسی کتب پر ان کے حواشی ہیں، ۱۳۵۸ھ/ ۱۹۳۹ء کو انتقال ہوا (ایضاً ۸/ ۳۶۱۔۳۶۲)

۲۷۴۔ مولوی فضل الرحمٰن نانوتوی

مولانا فضل الرحمٰن بن مولانا محمد احسن نانوتوی نے اپنے والد کی خدمت میں تعلیم حاصل کی، حافظ قرآن تھے، ان کا نکاح مولانا محمد منیر نانوتوی کی صاحبزادی سے ہوا تھا، مولانا محمد احسن جب بریلی سے نانوتہ گئے تو مولانا فضل الرحمٰن نے ان کی نگرانی میں تالیف وترجمہ کا کام شروع کیا، انہوں نے مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور میں ۱۲۹۳ھ/ ۱۸۷۶ء کو داخلہ لے کر تحصیل کا آغاز کیا، آپ کے استاد مولانا احمد علی محدث سہارنپوری تھے، وہیں مولانا محمد مظہر نانوتوی سے بھی پڑھا ملاحظہ ہو:

(۱) محمد ایوب قادری: مولانا محمد احسن نانوتوی ۱۵۲

(۲) محمد شاہد سہارنپوری: علمائے مظاہر علوم سہارنپور ۴/ ۳۳۲۔۳۳۳

۲۷۶۔ مولوی فقیر اللہ کٹھوی

عامل بالحدیث تھے، ۱۳۳۴ھ/ ۱۹۱۵ء کو انتقال ہوا (نزہۃ الخواطر ۸/ ۳۶۵)

۲۷۷۔ مولوی فقیر محمد مٹاروی

کئی کتابوں کے مولف تھے ایک سندھی رسالہ ملن جی سندھی تالیف محمد شریف رانی پوری کو مولوی فقیر محمد نے کتابی صورت دی، جسے مولانا دین محمد وفائی نے رسالہ توحید (سندھی) میں بالاقساط شائع کیا (تذکرہ مشاہیر سندھ ۱/ ۱۵۸)

۲۷۸۔ مولوی فقیر محمد جہلمی

مولانا فقیر محمد جہلمی نے اپنے خودنوشت حالات اپنی کتاب حدائق الحنفیہ میں لکھے ہیں، ان کا انتقال جہلم میں ۲۷ ذی الحج ۱۳۳۴ھ/ ۲۵ اکتوبر ۱۹۱۶ء کو ہوا، خورشید احمد خان یوسفی نے ان کی مذکورہ کتاب مرتب کی اور اس کے آغاز میں ان کے مختصر حالات بھی لکھے، پھر عزیزی محمد ثاقب رضا قادری نے مولانا جہلمی کے اخبار سراج الاخبار، جہلم میں سے قادیانیوں کے رد کے مشمولات پر ایک بیش بہا کتاب ردقادیانیت اور سنی صحافت (سراج الاخبار کے حوالہ سے) کی جلد اول میں مولانا

جہلمی کے حالات تفصیل سے تحریر کیے۔

حرف القاف

۲۷۹۔ مولوی قادر پادشاہ مدراسی

مولانا قادر بادشاہ بڑے عالم، ذہین اور صایب الرائے تھے، مولانا تراب علی نامی کے شاگرد تھے، ان سے علم منطق کی تحصیل کی تھی، کی حدیقۃ المرام کی تالیف (۱۲۷۰ھ/۱۸۵۲ء) سے پہلے فوت ہو چکے تھے (حدیقۃ المرام ۶۵)

۲۸۰۔ مولوی حاجی حکیم قادر بخش سہسرامی

ان کا انتقال ۱۳۳۷ھ/ ۱۹۱۸ء کو ہوا (نزہۃ الخواطر ۸/ ۳۷۰)

۲۸۲۔ مولوی قاسم یار کڑوی

(رک نزہۃ الخواطر ۸/ ۳۷۱)

۲۸۶۔ مولوی کریم الدین بن شیخ سراج الدین

یہاں مولوی کریم الدین سے مراد مشہور تذکرہ نویس اور ادیب مولوی کریم الدین (۱۸۲۱۔۱۸۷۹ء) ہیں، دہلی کالج کے طالب علم تھے، جان کل کرسٹ سے خصوصی تعلقات تھے، موصوف مفتی صدرالدین آزردہ اور مولانا مملوک العلی کے بھی شاگرد تھے، ان کے نوشتہ تذکروں میں سے گلدستہ نازنینان، طبقات شعرائے ہند، فرید الدہر، تاریخ شعرائے عرب زیادہ مشہور ہیں، ان کی ۳۴ کتابوں کی تفصیل کے لیے دیکھیے:

تاریخ ادبیات اردو مولفہ گارسین دتاسی ۶۲۶۔۶۳۲۔

نیز ملاحظہ ہو: طبقات شعرائے ہند کا مقدمہ نوشتہ ڈاکٹر محمود الٰہی۔

(حرف اللام)

۲۸۸۔ مولوی مفتی محمد لطف اللہ لکھنوی علی گڑھی

مولانا لطف اللہ کی وفات ۹ ذی الحجہ ۱۳۳۴ھ/ ۱۹۱۶ء کو ہوئی، آپ کی عمر نوے سال کی تھی (نزہۃ الخواطر ۸/ ۳۸۰۔۳۸۱)، نیز ملاحظہ ہو:
(۱) حبیب الرحمٰن خان شروانی، استاذ العلماء مطبوعہ علی گڑھ
(۲) بدر الدین علوی: ضمیمہ استاذ العلماء مشمولہ معارف اعظم گڑھ

۲۸۹۔ مولوی لطف اللہ رام پوری

مولانا لطف اللہ بن مفتی سعد اللہ بن نظام الدین مراد آبادی ثم رام پوری کی لکھنو میں ۱۲۹۴ھ/ ۱۸۷۷ء کو ولادت ہوئی، اپنے والد کی وفات (۱۲۹۴ھ/ ۱۸۷۷ء) کے بعد رام پور کا محکمہ قضا سنبھالا، ۸ ربیع الثانی ۱۳۳۱ھ/۱۹۱۳ء کو وفات ہوئی، مقبرہ شاہ بغدادی، رام پور میں دفن ہوئے (نزہۃ الخواطر ۸/ ۳۸۱)

۲۹۰۔ مولوی حافظ لعل محمد متعلوی

حافظ لعل محمد کے استاد حاجی عبد الولی متعلوی کی وفات ۱۳۱۲ھ/۱۸۹۴ء کو ہوئی (تذکرہ مشاہیر سندھ ۲/ ۹۳)

حافظ لعل محمد کے شیخ طریقت مولانا حاجی عبد الرحمٰن مجددی قندھاری (ف ۱۳۱۵ھ/ ۱۸۹۷ء) اکابر علماء وصوفیہ میں سے تھے اور حضرت مجدد الف ثانی کی اولاد میں سے تھے (انیس المریدین)

۲۹۱۔ مولوی لمعان الحق لکھنوی

مولانا لمعان الحق بن برہان الحق بن نور الحق انصاری لکھنوی نے مولانا عبد الحکیم بن عبد الرب سے تحصیل کے بعد اپنے عم محترم مولانا محمد نعیم فرنگی محلی کی

خدمت میں تکمیل کی، مولانا لمعان کا انتقال ۱۵ رمضان ۱۳۲۵ھ/ ۱۹۰۷ء کو ہوا۔ (نزہۃ الخواطر ۸/۳۸۲) نیز ملاحظہ ہو:

اودھ میں افتاء کے مراکز مولفہ اشتیاق احمد اعظمی ۲۰۵

(حرف المیم)

۲۹۳۔ مولوی شیخ محمد عرب

شیخ محمد بن حسین بن محسن بن محمد انصاری خزرجی سعدی یمانی، بلدہ حدیدہ میں پیدا ہوئے، وہیں تحصیل کی اور ۱۲۹۱ھ/ ۱۸۷۴ء کو بھوپال آگئے جہاں شیخ زین العابدین اور مولوی عبداللہ بلگرامی نائب قاضی بھوپال کی خدمت میں پڑھا، موصوف عربی ادبیات کے ماہر ترین علماء میں شمار کیے جاتے تھے، حج کے لیے گئے وہاں شیخ عبداللہ بن ادریس سنوسی (شاگرد شاہ عبدالغنی مجددی) سے سند حدیث حاصل کی، واپس بھوپال آگئے۔

شیخ محمد عرب کا انتقال بھوپال میں ۱۳۴۴ھ/ ۱۹۲۵ء کو ہوا (ایضاً ۸/ ۳۸۸۔ ۳۹۴)

۲۹۷۔ مولوی حافظ محمد ٹونکی

مولانا لطف اللہ علی گڑھی اور مولانا فیض الحسن سہارنپوری سے تحصیل کے بعد جب حافظ ٹونکی مولانا نذیر حسین کے پاس دہلی گئے تو احناف کے بارے میں اتنے متعصب ہو گئے کہ مسلک حنفی کی ہجو کرنے کے جرم میں ٹونک کے حاکم نواب ابراہیم علی خان نے انہیں قید کرنے کا حکم دیا، پھر ان کے عم عزیز عبید اللہ خان کی سفارش پر رہائی ملی تو غیر مقلدین کے ملجاء و ماوی نواب صدیق حسن خان کے حوزہ متعصبین یعنی بھوپال میں فکری پناہ ملی، جہاں ان کا وظیفہ مقرر کر دیا گیا، وہ وہیں رہ پڑے اور واپس ٹونک گئے تو ۱۳۱۳ھ/ ۱۸۹۵ء کو ان کا انتقال ہو گیا، ان کی تصانیف میں سے

قصیدۃ البدیعۃ فی ذم المقلدۃ الشنیعۃ (نزہۃ الخواطر ۸/۳۸۴۔۳۸۷) ان کا مذکورہ قصیدہ مطبع فاروقی، دہلی سے ۱۳۰۵ء کو طبع بھی ہوا تھا، (تذکرہ علمائے ٹونک ۲۸۹۔۲۹۱)

۲۹۹۔ مولوی محمد ابراہیم متعلوی

مولوی ابراہیم بن ستابہ مثاروی (رک نزہۃ الخواطر ۸/۳)

۳۰۰۔ مولوی محمد ابراہیم سندھی

(ایضاً ۸/۳)

۳۰۷۔ مولوی محمد اسحٰق رام پوری

شیخ اسحاق بن ابیہ رام پوری ثم دہلوی کی ولادت رام پور میں ہوئی، (نزہۃ الخواطر ۸/۵۲۔۵۳)

۳۰۸۔ مولوی محمد اشرف عظیم آبادی

شیخ محمد اشرف بن امیر علی صدیقی ڈیانوی، مولانا شمس الحق ڈیانوی (مولف عون المعبود) کے عزیز تھے، ابتدائی تعلیم کے بعد مولوی عبدالحکیم شیخ پوری اور مولوی لطف العلی بہاری، مولانا فضل اللہ لکھنوی، قاضی بشیر الدین قنوجی اور مولانا نذیر حسین دہلوی سے تکمیل کی، ان کی وفات ۱۵ محرم ۱۳۲۶ھ/ ۱۹۰۸ء کو ہوئی۔ (ایضاً ۸/ ۴۰۸)

۳۰۹۔ مولوی محمد اعظم چریا کوٹی

صاحب نزہۃ الخواطر (۸/ ۴۰۹) نے ایک عالم محمد اعظم بن احمد علی عباسی چریاکوٹی کا ذکر کیا ہے لیکن یہاں تذکرہ علمائے حال میں ان کے والد کا نام مولوی نجم الدین درج ہے۔

۳۱۱۔ مولانا حکیم حافظ قاضی محمد ایوب پھلتی

موصوف بھوپال میں اپنے خالو مفتی عبدالقیوم بڈھانوی کے مکان میں رہتے

ہیں اور ۱۳۰۲ھ/۱۸۸۴ء سے وہاں کے قاضی کے منصب پر فائز ہیں، بھوپال میں ہی ۱۳۱۵ھ/۱۸۹۷ء کو انتقال ہوا (نزہۃ الخواطر ۸/ ۸۵۔۸۶)

۳۱۲۔ مولوی محمد ایوب پشاوری

مولانا محمد ایوب بن مولانا لطیف اللہ کی ولادت ۱۲۵۰ھ/۱۸۳۴ء کو موضع زئی چار باغ میں ہوئی، ابتدائی تعلیم کے بعد علامہ اتمان زئی (چارسدہ)، مولوی سعید احمد معروف بہ مولانا کافورڈھیری اور علامہ ڈاگی یار حسین سے حدیث کی تکمیل کی، پھر حرمین الشریفین حاضری نصیب ہوئی تو وہاں کے علماء سے بھی سندیں لیں، چار مرتبہ حج کی سعادت حاصل ہوئی، واپس پشاور آکر مدرسہ جٹان (تعلیم القرآن) میں تدریس کا فریضہ انجام دیا، صوبہ سرحد (پاکستان) میں حدیث شریف کا زیادہ رواج انہی کے دم قدم سے ہوا، وہاں کے جلیل القدر علماء آپ کے شاگرد تھے، آپ کی تالیفات میں سے هداية المسلمين لزيارة سيد المرسلين، مواهب المنان فی مناقب ابی حنيفه النعمان، دارالحكمة، حديقة النصيحة، عيون الادلة، حلية الاولياء و جلوة الاصفياء اور تحفة الفحول مشہور ہیں یہ تمام کتب عربی زبان میں ہیں، ۷/ ربیع الثانی ۱۳۳۵ھ/ ۱۹۱۲۶ء کو انتقال ہوا، آپ کے تین فرزند تھے۔ (تذکرہ علما و مشائخ سرحد ۱/ ۱۷۲۔۱۷۵)

۳۱۳۔ مولوی محمد ایوب ساکن کول

تذکرہ علمائے حال کے مولف نے مولانا محمد ایوب کے والد کا نام مولوی محمد اسماعیل لکھا ہے لیکن مولف نزہۃ الخواطر (۸/ ۸۶) نے یعقوب بن عبدالجلیل اسرائیلی تحریر کیا ہے، باقی حالات وہی ہیں، البتہ اتنا اضافہ کیا ہے کہ بھوپال کے بعد وہ لکھنو گئے اور علم طب حکیم عبدالولی لکھنوی سے پڑھا، مطبع نولکشور میں کچھ عرصہ تصحیح متون کا کام بھی کیا، انہوں نے توضیح وتلویح پر حاشیہ بھی لکھا (نزہۃ الخواطر ۸/۸۶۔۸۷)

۳۱۶۔ مولانا محمد بشیر سہسوانی

سال ولادت میں اختلاف ہے، تذکرہ حاضر ہیں ۱۲۴۰ھ اور دوسرے تذکروں میں ۱۲۵۹ھ اور ۱۲۵۵ھ درج ہے، ان کے حالات عبدالباقی سہسوانی نے حیات العلماء میں اور مولانا عبدالحی حسنی نے نزہتہ الخواطر میں تفصیل سے لکھے ہیں۔

ان کے سال وفات میں بھی اختلاف ہے، جدید تحقیق کے مطابق موصوف دہلی میں ۲۹ جمادی الاول ۱۳۲۶ھ/ ۲۹ جون ۱۹۰۸ء کو فوت ہوئے (حیات العلماء تعلیقات مرتب ڈاکٹر حنیف نقوی ص۱۹۳)

دہلی میں ان کے شاگردوں میں علامہ عبدالعزیز میمن کا نام سرفہرست ہے، مولانا محمد بشیر کو بھوپال میں رہ کر کھل کر اپنے غیر مقلدانہ عقائد کے پرچار کے مواقع ملے۔

۳۱۷۔ مولوی حکیم سید محمد حسن محقق امروہوی

حکیم محمد حسن بن کرامت علی بن رستم علی حسینی نقوی کی ولادت ۱۲۴۹ھ/ ۱۸۳۳ء کو ہوئی، ابتدائی تعلیم کے بعد علوم عقلیہ کی تحصیل علامہ فضل حق خیرآبادی سے اور علوم دینیہ مفتی صدرالدین آزردہ کی خدمت میں تحصیل کی، حکیم امام الدین سے طب کی تعلیم حاصل کی، سید حضرت شاہ شطاری رام پوری سے بیعت ہو کر اجمیر کالج میں طب کے استاد مقرر ہوئے، ملازمت سے فراغت کے بعد حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری کے مزار شریف کی خدمت اپنے ذمہ لے لی۔

کئی کتابوں کے مولف تھے جن میں سے تاویل المحکم فی شرح فصوص الحکم بھی شامل ہے۔

۱۱ رمضان ۱۳۲۳ھ/ ۱۹۰۵ء کو انتقال ہوا، اجمیر میں دفن ہیں (نزہتہ الخواطر ۸/۴۲۰)

۳۱۹۔ مولوی حاجی حافظ محمد حسن مجددی سندھی:

آپ کی ولادت ۶ شوال ۱۲۷۸ھ/ ۱۸۶۱ء کو قندھار (افغانستان) میں ہوئی، آپ کے والد گرامی حضرت شاہ عبدالرحمٰن مجددی قندھاری (ف ۱۳۱۵ھ/ ۱۸۹۷ء) اکابر علماء و مشائخ میں سے تھے، شیخ محمد حسن مجددی نے ابتدائی تعلیم کے بعد اساتذہ عصر سے پڑھا، اپنے والد کے ہمراہ حج کی سعادت حاصل کی، مکہ مکرمہ میں مدرسہ صولتیہ میں بھی تحصیل علم میں مصروف رہے، واپس آ کر مولانا لعل محمد متعلوی (رک بآں) کی خدمت میں رہ کر پڑھا، مولانا محمد حسن مجددی کئی اہم کتابوں کے مولف تھے، جن میں سے شفاء الامراض، انیس المریدین (در حالات والد خود شاہ عبدالرحمٰن قندھاری مذکور) انساب الانجاب (در انساب اولاد حضرت مجدد الف ثانی)، اصول الاربعۃ فی تردید الوہابیۃ، طریق النجاۃ مع رسالۃ التویری فی اثبات التقدیر، العقائد الصحیحہ فی بیان مذہب اہل السنۃ والجماعۃ، رسالہ تہلیلۃ، تذکرۃ الصلحاء (تذکرہ معاصرین) شرح حکم شیخ عطاء اللہ سکندری، پنج گنج (مجموعہ رسائل) سفرنامہ عربستان، الاشارۃ الی البشارۃ، رسالہ فی باب صحۃ الجمعہ فی القریٰ، لغات القرآن، او چند رسائل دیگر

شیخ محمد حسن مجددی کا انتقال سندھ میں ۱۳۶۵ھ/ ۱۹۴۵ء کو ہوا، ملاحظہ ہو: شاہ آغا (عبداللہ جان): مونس المخلصین (در حالات شاہ عبدالرحمٰن مجددی) مطبوعہ حیدرآباد (سندھ) ۱۳۶۸ھ۔

۳۲۰۔ مولوی محمد حسین آزاد

محمد حسین آزاد بن مولوی محمد باقر دہلوی، فارسی و اردو کے اکابر ادباء میں سے تھے، ۱۹۱۰ء کو لاہور میں انتقال ہوا، آب حیات، دربار اکبری، سخن دان فارس وغیرہ ان کی مشہور ترین کتب ہیں، مذہباً شیعہ تھے۔

۳۲۱۔ مولوی محمد حسین دہلوی متخلص بہ فقیر

انہیں علاوہ دیگر اساتذہ کے مولانا محبوب علی جعفری دہلوی (ف ۱۲۸۰ھ/ ۱۸۶۳ء سے بھی تعلیم حاصل کرنے کا موقع ملا، شاعری میں استاد محمد ابراہیم ذوق سے تلمذ تھا، مولوی فقیر کا انتقال ۸ رمضان ۱۳۲۴ھ/ ۱۹۰۶ء کو ہوا عمر ۸۰ سال تھی۔
(نزہۃ الخواطر ۸/ ۴۲۳)

۳۲۲۔ مولوی حافظ محمد حسین بٹالوی

حافظ بٹالوی نے سرسید احمد خان، مرزا غلام احمد قادیانی اور عبداللہ چکڑالوی کے خلاف خوب صف آراء ہو کر ان کے عقائد کے خلاف کئی رسائل لکھے، مولانا نذیر حسین دہلوی کی صحبت میں تقلید آئمہ اہل سنت کے اتنے مخالف ہو گئے کہ حد اعتدال سے گزر کر ایسا تعصب اختیار کیا جس سے مذہبی انتشار، فتنے، مناظرے، مجادلے بلکہ مقاتلے تک نوبت پہنچی، (نزہۃ الخواطر ۸/ ۴۲۸) اس سلسلہ میں ان کا رسالہ اشاعۃ السنۃ غیر معمولی شہرت رکھتا تھا، موصوف ہندوستان میں برطانوی سامراج کو امن وامان کا دور تصور کرتے تھے اسی لیے اس عہد میں مسلمانوں کے لیے انہوں نے حکومت کے خلاف جہاد کو ساقط قرار دیا اور اس کے اثبات میں ایک کتاب الاقتصاد فی مسئلۃ الجہاد لکھ کر ملکہ وکٹوریہ کے نام معنون کی تھی۔

مولانا بٹالوی کا انتقال ۱۳۳۸ھ/ ۱۹۱۹ء کو ہوا (نزہۃ الخواطر ۸/ ۴۲۸)
تصانیف و دیگر تفصیلات کے لیے ملاحظہ ہو:

مولانا محمد حسین بٹالوی مولفہ عبدالغفور راشد، لاہور ۲۰۰۳ء۔

۳۲۳۔ مولوی حافظ حاجی حکیم شاہ محمد حسین الہ آبادی

حافظ محمد حسین بن تفضل حسین فاروقی مجی الہ آبادی، مشائخ چشتیہ صابریہ میں شہرت رکھتے تھے، وحدت الوجود پر غلو کی حد تک اعتقاد تھا، ان کا انتقال ۸ رجب ۱۳۲۲ھ/ ۱۹۰۴ء کو ہوا (نزہۃ الخواطر ۸/ ۴۲۷) ملاحظہ ہو:

سوانح حیات شاہ محمد حسین صابری الہ آبادی مولفہ محمد فاروقی الہ آبادی، الہ آباد ۱۳۵۴ھ

۳۳۰۔ مولوی محمد رشید کانپوری

شیخ محمد رشید بن عبدالغفار بن عالم علی حنفی لکھنوی ثم کانپوری کی ولادت کانپور میں ہوئی، اپنے والد سے تحصیل کے بعد مولانا اشرف علی تھانوی وغیرہ سے پڑھا اور جامع العلوم کانپور میں درس وتدریس کا آغاز کردیا، وہاں سے مدرسہ عالیہ، کلکتہ جا کر دو سال تک پڑھایا، ۱۳۳۴ھ/ ۱۹۱۵ء کو فوت ہوئے (نزہۃ الخواطر ۸/ ۴۲۹)

۳۳۲۔ مولوی شاہ محمد سعید نقشبندی لواری

خواجہ محمد سعید بن خواجہ محمد حسن بن خواجہ محمد زمان ثانی...... کی ولادت لواری (سندھ) میں ۱۲۶۳ھ/ ۱۸۴۶ء کو ہوئی، ابتدائی تعلیم حاجی عیسیٰ ساندائی محدث سے حاصل کی، اپنے والد سے سلسلہ نقشبندیہ کے سلوک کی تعلیم لی، جب آپ کے والد تیسری مرتبہ حج کے لیے ۱۲۷۶ھ/ ۱۸۵۹ء کو گئے تو خواجہ محمد سعید کو اپنا جانشین نامزد کیا، آخری سفر حج میں ان کے والد نے ۷ صفر ۱۲۸۹ھ/ ۱۸۸۰ء کو مدینہ منورہ میں انتقال کیا، واپس آکر اپنے والد کے سجادہ دعوت وارشاد کو سنبھالا، خواجہ محمد سعید عربی، فارسی اور سندھی کے اچھے شاعر تھے، ان کے وحدت الوجود پر کئی رسائل ہیں، ان کا انتقال بھی مدینہ منورہ میں ۱۳۲۳ھ/ ۱۹۰۵ء کو ہوا۔

(تذکرہ مشاہیر سندھ ۲/ ۵۲۱۔۵۲۵)

۳۳۴۔ مولوی شاہ محمد سلیمان پھلواروی

شیخ محمد سلیمان بن داؤد بن وعظ اللہ بن محبوب بن پیر نذر بن فتح محمد پھلواروی کی ولادت ۱۰ محرم ۱۲۷۶ھ/ ۱۸۵۹ء کو پھلواری میں ہوئی، پہلے لکھنو جاکر مولانا عبدالحی فرنگی محلی کی خدمت میں تحصیل کی، پھر دہلی گئے اور مولانا نذیر حسین سے حدیث پڑھ کر شیخ احمد علی محدث سہارنپوری سے تکمیل کی، اپنے اجداد میں سے شیخ علی

حبیب جعفری سے بیعت ہوئے، اس کے بعد شاہ فضل رحمٰن گنج مرادآبادی کی صحبت اختیار کی، ابتداء میں عامل بالحدیث تھے، انہوں نے مولانا نذیر حسین کی رد تقلید میں کتاب معیار الحق پر تقریظ لکھی لیکن پھر اپنے اسلاف مشائخ کی روش پر آگئے، لیکن تاحیات ندوۃ العلماء لکھنو کے حامی رہے ان کے جلسوں میں برابر شریک ہوتے رہے۔

ان کی تالیفات میں سے شجرۃ السعادۃ، رسالہ صلوٰۃ والسلام، ذکر الحبیب شرح قصیدہ غوثیہ، صلاح الدین الدارین فی برکات الحرمین، صیانۃ الاحباب، شمس المعارف زیادہ معروف ہیں شاہ سلیمان پھلواروی کا انتقال ۳ صفر ۱۳۵۴ھ/ ۱۹۳۵ء کو ہوا (نزہۃ الخواطر ۸/ ۱۶۹-۱۷۰)

۳۲۵۔ مولوی سید محمد شاہ محدث رام پوری

سید محمد شاہ بن میاں حسن شاہ محدث کی رام پور میں حدود ۱۲۵۵ھ/ ۱۸۳۹ء کو ولادت ہوئی، اپنے والد سے ابتدائی تعلیم حاصل کر کے مولوی معظم شاہ ولایتی (شاگرد مفتی سعد اللہ) کی خدمت میں رہ کر پڑھا، قادریہ سلسلہ میں اپنے والد سے بیعت تھے، حدیث شریف کے درس و تدریس سے خاص مناسبت تھی بہت سے اصحاب نے ان سے حدیث پڑھی، ان کا انتقال ۲۲ شعبان ۱۳۳۸ھ/ ۱۹۱۹ء کو ہوا۔ (تذکرہ کاملان رام پور ۳۵۷-۳۵۹)

۳۲۶۔ مولوی محمد شبلی نعمانی

علامہ شبلی نعمانی کا انتقال ۱۳۳۲ھ/ ۱۹۱۴ء کو ہوا، ندوۃ العلماء سے درس و تدریس کا تعلق تھا، اس سے علیحدگی کے بعد ۱۹۱۴ء کو اعظم گڑھ میں دارالمصنفین جیسا علمی و تحقیقی ادارہ بنایا جو آج تک قائم اور فعال ہے اردو میں مولانا شبلی کی بہت سی مفید تالیفات ہیں جنہیں آج عالمی شہرت حاصل ہے، تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو:

(۱) حیات شبلی مولفہ سید سلیمان ندوی

(۲) کتابیات شبلی مرتبہ محمد الیاس اعظمی، اعظم گڑھ، دار المصنفین ۲۰۱۱ء

۳۴۲۔ مولوی حاجی محمد شبلی جونپوری

حاجی محمد شبلی بن سخاوت علی فاروقی جونپوری، لکھنو (فرنگی محل) سے فراغت کے بعد دہلی گئے اور مولانا نذیر حسین سے تکمیل کی، طریقت کی تعلیم خواجہ سید احمد نصیر آبادی سے لی، ۱۲۸۶ھ/ ۱۸۶۹ء کو حج کی سعادت نصیب ہوئی، ۹ رمضان ۱۳۱۸ھ/ ۱۹۰۰ء کو انتقال ہوا (نزہۃ الخواطر ۸/ ۱۷۷)

۳۴۳۔ مولوی محمد طیب عرب

علامہ محمد طیب بن محمد صالح کاتب مکی ثم رام پوری، انہیں علوم عقلیہ اور ادبیہ میں کامل دسترس حاصل تھی، رام پور میں مولانا ارشاد حسین مجددی رام پوری اور علامہ عبدالحق خیر آبادی کی خدمت میں تحصیل کی اور حدیث شریف مولانا حسین بن محسن یمانی سے بھوپال میں رہ کر پڑھی، واپس رام پور جا کر وہاں کے مدرسہ عالیہ میں درس و تدریس کا آغاز کیا، کئی اہم عربی کتب کے مولف تھے، ان کا انتقال ۱۳۳۴ھ/ ۱۹۱۶ء کو ہوا (ایضاً ۸/ ۴۳۵۔۴۳۸)

۳۴۴۔ مولوی شاہ محمد عادل کانپوری

ان کی سلسلہ قادریہ میں مولانا اخوند عبدالعزیز دہلوی (ف ۱۲۹۶ھ/ ۱۸۷۸ء) سے بیعت تھی۔

رسالہ عمدۃ الصحائف......

یہ ایک اہم تذکرہ ہے جس میں سلسلہ قادریہ کے بزرگوں کے حالات ہیں، آغاز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا ہے، حضرت غوث اعظم محی الدین عبدالقادر جیلانی، آپ کے صاحبزادے سید عبدالرزاق، میر ابو صالح، سید محی الدین ابی نصر سے لے کر قاضی ضیاء الدین عرف قاضی جیا، شاہ جمال اولیاء سے لے کر سید آل محمد مارہروی، شاہ حمزہ مارہروی، شاہ اچھے میاں، شاہ محمد غوث مارہروی، شاہ اخوند

عبدالعزیز مذکور، اخوند محمد عمر، شاہ محمد عادل کانپوری، حافظ عبداللہ بلگرامی تک کے مختصر حالات اردو زبان میں لکھے ہیں یہ تذکرہ مطبع انوار احمدی، الٰہ آباد سے ۱۳۱۲ھ شائع ہوا۔

مولوی شاہ محمد عادل کا انتقال ۹ ذی الحج ۱۳۲۵ھ/ ۱۹۰۷ء کو ہوا:
(نزہۃ الخواطر ۸/ ۴۳۸۔۴۳۹)

۳۷۶۔ مولوی حکیم ابوالنعمان محمد عثمان چتاروی

بعض امور کی تفصیل کے لیے دیکھیے نزہۃ الخواطر ۸/ ۳۱۹

۳۴۷۔ مولوی سید محمد عرفان ٹونکی

سید محمد عرفان بن یوسف بن یعقوب بن ابراہیم بن عرفان حسنی حسینی بریلوی ثم ٹونکی، سید احمد رائے بریلوی کے نواسے تھے، ۱۲۶۵ھ/ ۱۸۴۸ء کو ٹونک میں ولادت ہوئی، ابتدائی تعلیم وہاں کے علماء سے حاصل کر کے دارالعلوم دیوبند گئے، وہاں مولانا محمود الحسن اور مولانا یعقوب نانوتوی سے پڑھ کر بھوپال گئے۔ جہاں بقیہ کتب کا درس لیا، قاضی عبدالحق کابلی، مفتی عبدالقیوم بڈھانوی اور علامہ حسین یمانی سے تکمیل کر کے دہلی گئے اور مولانا نذیر حسین سے اجازت لی، سہارنپور جا کر مولانا فیض الحسن سے علم ادب پڑھا، مولانا عرفان ٹونکی عامل بالحدیث تھے، والی ٹونک نواب ابراہیم علی خان کی مدح میں کئی قصائد عربی میں لکھے، ٹونک میں ہی ۷ ذی الحجہ ۱۳۳۲ھ/۱۹۱۴ء کو انتقال ہوا (نزہۃ الخواطر ۸/ ۴۳۹۔۴۴۳)، نیز ملاحظہ ہو:
تذکرہ علمائے ٹونک ۲۵۱

۳۴۸۔ ناظم ندوۃ العلماء مولوی سید شاہ محمد علی کانپوری (مونگیری)

کئی کتابوں کے مولف تھے، جن میں سے پیغام محمدی (ردمسیحیت)، فیصلہ آسمانی (رد قادیانیت) ارشاد رحمانی (ملفوظات شاہ فضل رحمٰن گنج مراد آبادی) وغیرہ زیادہ مشہور ہیں، مولانا مونگیری کا انتقال ۸ ربیع الاول ۱۳۴۶ھ/ ۱۹۲۷ء کو

ہوا۔ (نزہۃ الخواطر ۸/ ۴۴۵۔۴۴۹) نیز ملاحظہ ہو:
سیرت مولانا سید محمد علی مونگیری مولفہ محمد الحسنی، لکھنو ۱۹۶۴ء

۳۴۹۔ مولوی محمد علی مئوی

شیخ محمد علی بن فیض اللہ مئوی، کنیت ابو المکارم، ان کی ولادت قصبہ مئو (مضافات اعظم گڑھ) میں ہوئی، مولانا عبداللہ غازی پوری سے تحصیل کے بعد دہلی جا کر مولانا نذیر حسین سے علم حدیث پڑھا، پھر لکھنو جا کر حکیم عبدالعزیز لکھنوی سے طب کی تعلیم حاصل کی، نواب صدق حسن خان نے ان کے لیے وظیفہ مقرر کر دیا۔
مولانا محمد علی مئوی کا انتقال ۱۳۵۲ھ/ ۱۹۳۳ء کو ہوا (نزہۃ الخواطر (۸/ ۴۴۹۔۴۵۰)

۳۵۱۔ مولوی سید محمد علی دوکوہی

رک: نزہۃ الخواطر ۸/ ۴۵۰

۳۵۲۔ مولوی محمد عمر دہلوی

آپ مفتی کریم اللہ دہلوی (ف ۱۲۹۰ھ/ ۱۸۷۳ء) کے صاحبزادے تھے، ولادت ۱۲۶۸ھ/ ۱۸۵۱ء) کو ہوئی، اپنے والد سے جملہ علوم کی تحصیل کی، دہلی کے اکابر مفتیوں میں شمار ہوتا تھا، ان کے فتویٰ پر مثبت مہر کا سجع اس طرح ہے:
خوشا جانباز محمد عمر ۱۲۹۱ھ، سال وفات ہمیں معلوم نہیں ہو سکا۔ (تذکرہ علماء و مشائخ پاکستان و ہند ۱/ ۲۲۴)

۳۵۳۔ مولوی حافظ محمد عمر دہلوی

اخوند محمد عمر ملقب بہ سراج الحق، مولانا فرید الدین دہلوی جنہیں ۱۲۷۴ھ/ ۱۸۵۷ء کو گولی مار کر شہید کر دیا گیا تھا، کے فرزند تھے، اخوند محمد عمر کی ولادت دہلی میں ۱۹ شعبان ۱۲۷۱ھ/ ۱۸۵۵ء کو ہوئی، مفتی کریم اللہ دہلوی، حافظ غلام رسول ویران، مولوی قدرت اللہ ولایتی، مولوی عبدالصمد بنگالی، مولوی بخش اللہ

گھورکھپوری، مولوی علم اللہ خان، مولوی محمد یعقوب بن مولانا کریم اللہ مذکور اور مولانا عبدالحق حقانی سے تعلیم حاصل کی، مولانا عبدالصمد مبارکپوری خلیفہ شاہ فضل رحمٰن گنج مرادآبادی سے بھی خلافت حاصل تھی، اپنے چچا اخوند عبدالعزیز دہلوی کے خلیفہ و جانشین تھے۔

اخوند محمد عمر نے اپنے شیخ کے احوال پر ریاض الانوار کے عنوان سے دو جلدوں میں ایک کتاب لکھی تھی اس کے علاوہ انہوں نے اپنے شیخ کے معمولات انوار احمدیہ در بیان معمولات عزیزیہ کے نام سے جمع کیے تھے، الاستشفاع والتوسل بآثار الصالحین والرسل، فائض الانوار، احسن البضاعۃ فی اثبات النوافل بھی تالیف کی تھیں، اخوند محمد عمر کا ۱۱ ربیع الاول ۱۳۳۶ھ/۲۴ دسمبر ۱۹۱۷ء کو دہلی میں انتقال ہوا۔ (ایضاً ۱/ ۲۲۷)

۳۵۵۔ مولانا قاضی محمد فاروقی چریاکوٹی

آپ نے علوم عقلیہ کی تحصیل شیخ عنایت رسول چریاکوٹی اور شیخ ابوالحسن منطقی اور شیخ رحمت اللہ لکھنوی سے کی اور فقہ و اصول فقہ مفتی محمد یوسف فرنگی محلی سے، حجاز مقدس کا سفر کیا اور کئی علاقوں میں درس و تدریس کا سلسلہ جاری رکھا، مولانا عربی میں شعر بھی کہتے تھے، ان کے کئی رسائل بھی مطبوعہ ہیں، ۱۳/ شوال ۱۳۲۷ھ/ ۱۹۰۹ء کو انتقال ہوا (نزہۃ الخواطر ۸/ ۴۵۱۔۴۵۲) مولانا شبلی نعمانی بھی مولانا چریاکوٹی کے شاگرد تھے، تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو:

حیات شبلی ۷۴۔۷۷

۳۵۸۔ مولوی شاہ محمد کامل اعظم گڑھی

شیخ محمد کامل ولید پوری بن امام علی حنفی کی ولادت ۱۲۳۵ھ/ ۱۸۱۹ء کو ہوئی، مولانا احمد علی بھیروی، مولانا عبدالحلیم بن امین اللہ لکھنوی سے تحصیل کے بعد شیخ عبدالعلیم حسینی قادری، شیخ امیر علی جائسی اور شیخ گلزار شاہ کشنوی سے سلوک کی تعلیم

حاصل کی، برطانوی حکومت کے قائم کردہ مدرسوں میں مدت دراز تک پڑھاتے رہے، ان کی تصوف پر ایک کتاب صراط التکمیل (عربی) اور سلوک پر کئی اور رسائل بھی ہیں، ان کا انتقال ۱۳۲۲ھ/۱۹۰۴ء کو ہوا (نزہۃ الخواطر ۸/۴۵۳)

۳۵۹۔ مولوی محمد کمال عظیم آبادی (علی پوری)

آپ نے مدرسہ عربیہ عظیم آباد میں تیس سال درس دیا، ۱۳۲۴ھ/ ۱۹۰۶ء کو فوت ہوئے (ایضاً ۸/۴۵۳)

۳۶۲۔ مولوی سید محمد مصطفیٰ ٹونکی

مولانا مصطفیٰ بن یوسف بن یعقوب بن ابراہیم بن عرفان حسنی بریلوی ثم ٹونکی کی ولادت ٹونک میں ہوئی، ابتدائی تعلیم کے بعد سفر پر نکلے، مولانا امیر احمد سہسوانی، مولانا عبدالحی فرنگی محلی اور مولانا نذیر حسین دہلوی سے تحصیل کے بعد واپس ٹونک جا کر درس وتدریس کا آغاز کیا، حجاز مقدس حاضر ہوئے اور کامل ایک سال تک وہاں مقیم رہے، عامل بالحدیث تھے، سید احمد رائے بریلوی کے نواسے بھی تھے، ۵ شعبان ۱۳۲۰ھ/۱۹۰۲ء کو انتقال ہوا (نزہۃ الخواطر ۸/ ۴۷۶۔۴۷۷)

۳۶۳۔ مولوی محمد مکی جونپوری

شیخ ابوالخیر محمد مکی بن مولانا سخاوت علی فاروقی جونپوری، آپ اپنے والد کے چوتھے فرزند تھے، جو مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے، جب ان کے والد مکہ شریف میں ۱۲۶۴ھ/ ۱۸۴۷ء کو فوت ہو گئے تو شیخ محمد ہندوستان چلے آئے، تحصیل کے بعد رائے بریلی جا کر شیخ ضیاء النبی بن سعید الدین بریلوی کی صحبت میں مدت تک رہے، تدریس اور تذکیر کے لیے اپنے آپ کو وقف کر دیا ۱۳۲۲ھ/ ۱۹۰۴ء کو فوت ہوئے (ایضاً ۸/ ۴۵۶۔۴۵۷)

۳۶۴۔ مولوی حافظ حکیم محمد نبی پنجابی رام پوری

حکیم محمد نبی بن محمد شفاعت خان کی ولادت رام پور میں ۱۸۷۰ء کو ہوائی، انبیٹھہ ضلع سہارنپور جا کر مولوی سخاوت علی سے ابتدائی کتب پڑھ کر حسن پور (ضلع مراد آباد) میں مولوی احمد الدین ولایتی پشاوری سے بھی پڑھا، دہلی جا کر مولانا عبدالعلی عبداللہ پوری سے علم ادب کی تحصیل کی، مدرسہ عالیہ رام پور میں تدریس کا آغاز کیا، اسی مدرسہ میں مولانا عبدالحق خیر آبادی وغیرہ کی خدمت تکمیل بھی کی، سال وفات معلوم نہیں ہے (تذکرہ کاملان رام پور ۳۷۶)

۳۶۶۔ مولانا حاجی حافظ ابوالاحیاء محمد نعیم لکھنوی

اپنے والد گرامی مولانا عبدالحکیم سے تحصیل کی، اپنے ہی مدرسہ فرنگی محل میں تدریس کا آغاز کیا، حج کے بعد حدیث کی سند شیخ احمد بن زینی دحلان شافعی مکی سے لی، واپس وطن آ کر درس و تدریس میں مصروف ہو گئے، عوام سے نذر و نیاز قبول نہیں کرتے تھے،

انہوں نے فضلو بیگم سے ۲۵ ہزار کی نقد رقم خیرات کے لیے لینے سے انکار کر دیا تھا کہ اس میں انہیں شبہ ہے ۹ ربیع الثانی ۱۳۱۸ھ/۱۹۰۰ء کو ان کا انتقال ہوا۔

(نزہۃ الخواطر ۸/۴۵۹۔۴۶۰)

۳۶۸۔ مولوی محمد یحیٰی نگرامی

مولف کے برادر بزرگ تھے، حالات کے لیے دیکھیے:

علمائے نگرام، مقالہ مشمولہ ضمیمہ دوم تذکرہ علمائے حال

۳۶۹۔ مولوی حکیم محمد یٰسین آروی

رک بہ نزہۃ الخواطر ۸/۴۶۱۔۴۶۲

۳۷۱۔ مولوی محمد یعقوب دہلوی

مولانا محمد یعقوب بن مولانا کریم اللہ (ف ۱۲۹۰ھ/ ۱۸۷۳ء) والد کی مسجد واقع قاضی حوض، دہلی میں درس و تدریس اور فتویٰ نویسی کا کام کرتے تھے، ہر جمعہ کو وعظ بھی کہتے تھے، انہیں جزئیات فقہ پر کامل عبور تھا، اس عہد کی کتب فقہ و فتاویٰ پر ان کے دستخط ملتے ہیں، جن سے ان کی عظمت اور علمی تبحر کا اندازہ ہوتا ہے، ان کا انتقال دہلی میں ۹ ربیع الاول ۱۳۲۴ھ/ ۱۹۰۶ء کو ہوا، ملاحظہ ہو:

(۱) وصال الجمیل مولفہ محمد امان الرحمٰن، مطبوعہ دہلی
(۲) ریاض الانوار مولفہ محمد عمر سراج الحق، مطبوعہ دہلی
(۳) نزہۃ الخواطر ۸/ ۵۲۴
(۴) زید، ابوالحسن فاروقی، مقامات خیر ۴۹۴
(۵) تذکرہ علماء و مشائخ پاکستان ۱/ ۲۲۳۔۲۲۴

۳۷۵۔ مولوی محمود حسن دیوبندی

آپ کا انتقال ۱۸ ربیع الاول ۱۳۳۹ھ/ ۱۹۲۰ء کو ہوا، ان کی تالیفات میں سے تعلیقات سنن ابی داؤد، جہد المقل فی تنزیہ المعز والمذل، رسالہ فی مسئلہ امکان کذب و امتناع وغیرہ معروف ہیں (نزہۃ الخواطر ۸/ ۴۶۹)

۳۷۶۔ مولوی محمود عالم سہسوانی

محمود عالم بن الٰہی بخش حسینی، علم کلام کے ماہر تھے، تحصیل کے لیے رام پوری گئے، جہاں علامہ فضل حق خیر آبادی سے پڑھا اور علم طب حکیم عبد العلی لکھنوی سے، علم حدیث سید محمد شاہ رام پوری سے حاصل کیا، واپس رام جا کر درس و تدریس کا آغاز کیا، ان کا انتقال ۱۳۳۱ھ/ ۱۹۱۲ء کو ہوا (ایضاً ۸/ ۴۶۹)

۳۷۹۔ مولوی مراد علی ٹانڈوی

رک بہ نزہۃ الخواطر ۸/ ۴۷۰

۳۸۰۔ مولوی حکیم سید مسیح الدین احمد الٰہ آبادی

بن حکیم فخر الدین معروف بہ حکیم بادشاہ قادری نقشبندی، اپنے [illegible] سے مروجہ علوم اور علم طب کی تحصیل کی، انہوں نے علم سلوک پر ایک رسالہ ہدایت السالکین کے نام سے لکھا تھا، ان کا انتقال ۱۳۳۳ھ/ ۱۹۱۴ء کو ہوا (ایضاً ۸/ ۴۷۱۔۴۷۲)

۳۸۲۔ مولوی حافظ مشتاق احمد انبیٹھوی

ان کا انتقال محرم ۱۳۶۰ھ/ ۱۹۴۱ء کو ہوا (ایضاً ۸/ ۴۷۲)

۳۸۷۔ مولوی مقیم الدین کوٹی

آپ کے استاد مولوی دین محمد ساکن ٹانک، ٹانک ضلع ڈیرہ اسماعیل خان میں ہے، مولانا دین محمد خواجہ سلیمان تونسوی (ف ۱۲۶۷ھ/ ۱۸۵۰ء) کے مرید تھے، انہوں نے رد وہابیہ میں کئی اہم رسائل لکھے تھے جن میں سے آٹھ رسائل کے [illegible] یک مخطوطہ کا رٹوگراف ہمارے ذخیرہ مخزونہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری، لاہور میں شمارہ (R.237) اور ایک روٹوگراف فوائد دینیہ (R.237/8) بھی محفوظ ہے۔

مولوی مقیم الدین کا سال وفات ہمیں معلوم نہیں ہے۔

۳۸۹۔ مولوی منصور علی مراد آبادی

مولانا منصور علی بن مولوی حسن علی خان بن عبداللہ خان بن امان اللہ خان حنفی، مولانا قاسم نانوتوی اور مولانا احمد علی محدث سہارنپوری کے شاگرد تھے، موصوف حیدر آباد (دکن) گئے اور وہاں کے مدرسہ طبیہ میں مدت دراز تک علم طب پڑھاتے رہے، حرمین الشریفین جا کر مکہ مکرمہ میں توطن اختیار کرلیا، ان کی تالیفات میں سے مذہب منصور (دو جلد) فتح المبین اور معیار الادویہ مشہور ہیں، مکہ مکرمہ میں

۱۳۳۷ھ/ ۱۹۱۸ء کو فوت ہوئے (نزہۃ الخواطر ۴۸۲/۸)

۳۹۰۔ مولوی منفعت علی دیوبندی

مولانا منفعت علی بن بلند بخش حنفی، دیوبند میں پیدا ہوئے، مولانا مملوک العلی نانوتوی اور سید احمد دہلوی سے تحصیل کر کے دارالعلوم دیوبند میں ہی پڑھانا شروع کر دیا اور ۱۳۱۸ھ/ ۱۹۰۰ء تک یہ سلسلہ جاری رہا، دیوبند سے مدرسہ فتح پور اور پھر جامع العلوم کانپور میں درس و تدریس کا فریضہ انجام دیا، علوم عقلیہ پر خوب دسترس رکھتے تھے، علم وراثت پر گہری نظر تھی، اس موضوع پر اردو میں ان کا ایک عمدہ رسالہ بھی ہے، کانپور میں ۹ ذی القعدہ ۱۳۲۷ھ/ ۱۹۰۹ء کو انتقال ہوا (ایضاً ۴۸۲/۸)

۳۹۱۔ مولوی منور علی پنجابی ثم رام پوری

مولانا منور علی بن مظہر الحق حنفی رام پوری، رام پور میں ولادت ہوئی، مختصرات اپنے والد سے پڑھ کر مولانا محمد صدیق رام پوری، علامہ فضل حق خیر آبادی اور سید محمد شاہ بن حسن شاہ رام پوری سے تکمیل کر کے مدرسہ عالیہ رام پور میں تدریس کا آغاز کیا، پھر ۱۳۲۳ھ/ ۱۹۰۵ء کو حجاز مقدس کا سفر کیا، ایک سال کے قیام کے بعد واپس ہندوستان آ گئے، ان کا انتقال ۱۳۵۱ھ/۱۹۳۲ء کو ہوا (ایضاً ۴۸۳/۸)

حرف النون

۳۹۳۔ مولوی سید ناصر الدین دہلوی

مولانا ناصر الدین بن محمد علی حنفی، ابو منصور کنیت تھی، قاضی عبدالغفور قنوجی داعی پوری کی اولاد میں سے تھے، اپنے والد سے تحصیل کے بعد انگریزی پڑھنے اور تورات اور انجیل کی تشریحات کے لیے احبار یہود کے پاس رہے، انہوں نے اسلام کی حقانیت ثابت کرنے کے لیے عیسائیوں اور یہودیوں سے بہت سے مناظرے کیے، انہوں نے قرآن شریف کی ایک ضخیم تفسیر لکھنے کا آغاز کیا لیکن وہ نا تمام رہ گئی،

ردعیسائیت میں ان کی بہت سی کتابیں ہیں، جن میں نوید جاوید زیادہ مشہور ہے، انہوں نے سرسید احمد کی تفسیر کا رد بھی لکھا تھا، ان کا انتقال ۱۳۲۰ھ/۱۹۰۲ء کو ہوا (ایضاً ۸/ ۴۸۷-۴۸۸)

۳۹۴۔ مولوی حاجی حافظ ناظر حسن دیوبندی

مولانا ناظر حسن بن امیر بخش بن ظہور عالم، دیوبند میں پیدا ہوئے، دارالعلوم دیوبند سے تحصیل کے بعد مولانا احمد علی محدث سہارنپوری سے حدیث کی سند لی، اس کے بعد شہر چھتاری میں تدریس کا آغاز کیا، مدرسہ عالیہ کلکتہ میں مدت تک پڑھاتے رہے یہاں تک کہ مدرسہ کے پرنسپل بن گئے، ان کی تالیفات میں سے الفرقان فی قرأۃ ام القرآن، کشف الغطاعن مسئلۃ الربا مشہور ہے، ان کا انتقال ۱۳۴۱ھ/ ۱۹۲۲ء کو ہوا (نزہۃ الخواطر ۸/ ۴۹۱)

۳۹۶۔ مولوی حافظ نذیر احمد خان دہلوی

ڈپٹی نذیر احمد، اردو کے مشہور ادیب اور مولف کتب متعددہ، ان کا انتقال ۱۳۳۰ھ/ ۱۹۱۱ء کو ہوا، تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو:

(۱) حیات النذیر (سوانح مولانا ڈپٹی نذیر احمد) مولفہ افتخار عالم ماہروی، دہلی ۱۹۱۲ء

(۲) مولوی نذیر احمد دہلوی، احوال و آثار مولفہ افتخار احمد صدیقی، لاہور ۱۹۷۱ء

۳۹۷۔ مولانا حافظ سید محمد نذیر حسین دہلوی

آپ کی معاصر سوانح الحیاۃ بعد المماۃ میں سال ولادت ۱۲۲۰ھ/ ۱۸۰۵ء درج ہے، مولانا نذیر حسین نے شاہ محمد اسحٰق محدث دہلوی کو ان کی ہجرت حرمین الشریفین کے دوران (۱۲۵۸ھ/۱۸۴۳ء) صحاح ستہ کے صرف اطراف سنا کر سند حدیث لی تھی (ایضاً ۴۵) مولانا نذیر حسین کا دہلی میں ۱۰ رجب ۱۳۲۰ھ/۱۹۰۲ء کو

انتقال ہوا (نزہۃ الخواطر ۸/۵۰۱) نیز ملاحظہ ہو:

الحیاۃ بعد المماۃ (سوانح میاں نذیر حسین دہلوی) مولفہ فضل حسین بہاری، مطبوعہ مطبع اکبری، آگرہ ۱۹۰۸ء

۳۹۸۔ مولانا حاجی نذیر علی فتح پوری

آپ کی ولادت لکھنؤ میں ہوئی، مفتی واجد علی بنارسی سے تحصیل کے بعد مدرسہ محمود آباد (مضافات سیتاپور) میں عرصہ دراز تک درس وتدریس کی، پھر اپنے مستقر فتح پور (مضافات بارہ بنکی) چلے آئے اور وہاں بھی یہی سلسلہ جاری رکھا، جہاں علماء کی کثیر تعداد نے آپ سے علمی فیض حاصل کیا، ان کا انتقال ۱۳۱۵ھ/ ۱۸۹۷ء کو ہوا (نزہۃ الخواطر ۸/۵۰۱)

۳۹۹۔ مولوی نصرت علی خان دہلوی

آپ کے والد مولانا ناصر الدین محمد ابوالمنصور (رک بآں) عالم تھے، مولانا نصرت کی ولادت ۱۷ اشوال ۱۲۷۴ھ/ ۱۸۵۷ء کو ہوئی، درسی کتب معاصر علماء سے پڑھ کر انگریزی زبان سیکھی اور بہت سی کتابیں تالیف کیں جن میں نصرۃ اللغات، مراۃ السلاطین، احسن الدلیل فی علوم التوارۃ والانجیل وغیرہ مشہور ہیں۔ (ایضاً ۸/ ۵۰۱)

۴۰۰۔ مولوی حکیم نصیر الحق عظیم آبادی

آپ نے دہلی جا کر حکیم عبدالمجید بن محمود شریفی دہلوی سے علم طب کی تعلیم حاصل کی، واپس اپنے مستقر عظیم آباد چلے گئے اور مطب کر کے عوام کو فائدہ پہنچایا، ان کا انتقال ۱۳۲۸ھ/ ۱۹۱۰ء کو ہوا (ایضاً ۸/۵۰۲)

۴۰۲۔ مولوی شاہ نظام الدین بریلوی

آپ مشہور چشتی بزرگ شاہ نیاز احمد بریلوی (ف ۱۲۵۰ھ/ ۱۸۳۴ء) کے

فرزند بزرگ و جانشین تھے، ان کے مریدین بکثرت تھے، خلفاء کی تعداد بھی زیادہ تھی، شاہ نظام الدین کے بعد ان کے بڑے بیٹے شاہ محی الدین سجادہ نشین ہوئے تھے، پھر یہ سلسلہ ان کی دختری اولاد میں منتقل ہو گیا (تاریخ مشائخ چشت ۵/ ۲۹۱۔ ۲۹۲)

۴۰۶۔ مولوی حاجی نور احمد پنجابی (امرتسری)

آپ پسرور ضلع سیالکوٹ (پنجاب) کے رہنے والے تھے، آپ کے والد گرامی شیخ شہاب الدین فاروقی بھی ایک صالح انسان تھے، مولانا نور احمد نے مولانا احمد حسن کانپوری، مولانا شاہ فضل رحمٰن گنج مراد آبادی، مولانا رحمت اللہ کیرانوی ثم مکی سے تحصیل کی، ۱۲۹۹ھ/ ۱۸۸۱ء کو حج کے لیے حجاز مقدس گئے، جہاں آپ نے مولانا کیرانوی سے کتب درسیہ پڑھیں اور حاجی امداد اللہ مہاجر مکی سے بیعت ہوئے، سات آٹھ سال کے قیام کے بعد آپ واپس ہندوستان آگئے۔

حضرت کیرانوی کے امر پر آپ تبلیغ کے لیے مدراس کے علاقہ ویلور تشریف لے گئے، جہاں کے مدرسہ باقیات الصالحات میں درس و تدریس کا آغاز کیا، وہاں سے سلون (ضلع رائے بریلی) کے مدرسہ اسلامیہ میں بھی پڑھایا، ۱۳۱۵ھ/ ۱۸۹۷ء کو وہاں سے امرتسر (پنجاب) آگئے جہاں آپ نے مسجد حاجی شیخ بڈھا میں امامت و خطابت کی خدمت انجام دی، یہاں آپ نے مدرسہ نعمانیہ کی بنیاد ڈالی، یہیں آپ نے انجمن حفظ المسلمین (انجمن تبلیغ الاسلام) بھی بنائی یہیں مسجد نور بھی تعمیر کروائی اور ماہنامہ الفیض بھی جاری کیا۔

چند سال بعد ہی آپ نے دہلی جا کر شاہ ابو الخیر مجددی (ف ۱۹۲۳ء) سے سلسلہ نقشبندیہ میں بیعت کی، آپ نے انہیں خلافت سے بھی نوازا، مولانا نور احمد امرتسری کو سلسلہ نقشبندیہ کے متون سے خصوصی لگاؤ تھا چنانچہ امرتسر میں بیٹھ کر آپ نے مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی کا فارسی متن مرتب کر کے تین جلدوں میں خود ہی شائع کیا، اس کی تصحیح پر آپ نے عمر کا بڑا حصہ صرف کیا، مکتوبات حضرت خواجہ

محمد معصوم سرہندی کی تیسری جلد کا فارسی متن بھی مرتب کر کے شائع کیا ان دونوں کتابوں پر آپ نے بہت ہی مفید حواشی لکھے، ایک اور کتاب کنز الہدایات کی بھی تصحیح کی جو مولانا محمد باقر لاہوری خلیفہ حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی کی تالیف ہے اور اسے بھی شائع کیا، شمائل ترمذی مع اردو ترجمہ شائع کی ہدایۃ الطالبین تالیف شاہ ابو سعید مجددی کا متن مع اردو ترجمہ طبع کروایا، حضرت مجدد الف ثانی کے رسالہ مبداء و معاد بھی حواشی کے ساتھ مرتب کر کے شائع کیا، مولانا نور احمد کا وصال ۱۳ شعبان ۱۳۴۸ھ/ ۱۹۳۰ء کو ہوا (مقدمہ نوشتہ حکیم محمد موسیٰ امرتسری بر مکتوبات امام ربانی مرتبہ مولانا نور احمد، مطبوعہ لاہور)

مولانا نور احمد کی ساری تعلیم مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور میں ہوئی، وہاں آپ نے مولانا احمد حسن کانپوری اور مولانا محمد مظہر نانوتوی سے ابتدائی کتب پڑھ کر حدیث شریف میں تکمیل کے لیے ۱۲۹۷ھ/ ۱۸۷۹ء کو مولانا احمد علی محدث سہارنپوری کی خدمت میں اسی مدرسہ سے ۱۲۹۸ھ/ ۱۸۸۰ء کو فراغت حاصل کی، مکہ مکرمہ میں شیخ احمد بن زینی دحلان مکی، شیخ عبد الحمید داغستانی، شیخ حبیب اللہ مکی، شیخ حبیب الرحمٰن ردولوی وغیرہ سے بھی استفادہ کیا، اور مدرسہ صولتیہ میں بھی درس و تدریس کا کام کیا، حضرت مولانا سید انور شاہ کاشمیری آپ کو ''عالم ربانی'' کہا کرتے تھے، مولانا امرتسری نے تبلیغ کے لیے قادیان میں ایک تبلیغی انجمن قائم کی تھی، آپ مفتی محمد حسن بانی جامع اشرفیہ، لاہور کے بھی استاد تھے، ملاحظہ ہو:
علمائے مظاہر علوم سہارنپور اور ان کی علمی و تصنیفی خدمات ۵/ ۱۵۹۔۱۶۱)

۴۰۷۔ مولوی حاجی نور احمد ڈیانوی عظیم آبادی

مولانا نور احمد بن گوہر علی بن مہر علی تیمی قرشی ڈیانوی......
رک بہ نزہۃ الخواطر ۸/ ۵۰۳۔۵۰۴

۴۰۹۔ مولوی حافظ نور محمد پنجابی (فتح پوری)

شیخ نور محمد بن شیخ احمد شاہ پوری ثم فتح پوری، پنجاب کے خطہ شاہ پور میں پیدا ہوئے، اپنے مستقر اور پھر دہلی جا کر تحصیل کی مولانا عبداللہ ٹونکی سے مدرسہ عبدالرب، دہلی میں پڑھا، علم طب حکیم غلام رضا شریفی دہلوی سے تحصیل کی سلوک کی تعلیم شاہ فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی سے حاصل کی، مدرسہ اسلامیہ فتح پور میں درس و تدریس کا آغاز کیا، حافظ نور محمد کا انتقال ۸ رجب ۱۳۴۲ھ/۱۹۲۴ء کو ہوا (ایضاً ۸/۵۱۰)

۴۱۰۔ مولوی نور محمد لدھیانوی

مولانا نور محمد بن علی محمد لدھیانوی کی ولادت ۱۲۷۲ھ/ ۱۸۵۶ء کو قصبہ مانگٹ ضلع لدھیانہ میں ہوئی، پھر دہلی، کانپور اور لکھنو جا کر تحصیل کی، تکمیل کے بعد واپس لدھیانہ جا کر ۱۹۲۰ء کو ایک مدرسہ ام المدارس قائم کیا، قیام پاکستان کے بعد یہ مدرسہ یکم جون ۱۹۴۸ء کو شرقپور کلاں میں کھولا گیا، پھر ۱۹۵۹ء کو فیصل آباد میں بھی اس کی شاخ بنائی گئی، آپ نے ۱۲۹۷ھ/ ۱۸۷۹ء کو ایک ماہنامہ ''نور علی نور'' جاری کیا، آپ نے لدھیانہ میں ایک پریس مطبع حقانی کے نام سے بنایا، انہوں نے مدرسہ حقانیہ بھی تعمیر کیا، مولانا نور محمد نورانی قاعدہ کے بھی موجد تھے۔

مولانا نور محمد کا انتقال ۲۳/ ذی الحجہ ۱۳۴۳ھ/ جولائی ۱۹۲۵ء کو ہوا، ملاحظہ ہو:

علمائے مظاہر علوم سہارنپور اور ان کی علمی و تصنیفی خدمات ۵/۱۶۲۔۱۶۹

۴۱۲۔ مولوی وحید الزمان حیدرآبادی

مولانا وحید الزمان حیدرآبادی نے اپنے خودنوشت حالات تذکرۃ الوحید[1] میں درج کیے ہیں، مولانا ڈاکٹر عبدالحلیم چشتی نے ان کے حالات پر ایک مستقل کتاب حیات وحید الزمان کے نام سے لکھی تھی جو کراچی سے ۱۹۵۷ء کو طبع ہوئی، مولانا وحید الزمان کا انتقال ۲۵ شعبان ۱۳۳۸ھ/ ۱۵ مئی ۱۹۲۰ء کو ہوا۔

۴۱۳۔ مولوی وصی احمد سورتی

سورت میں ولادت ہوئی، درسی کتب مولانا سید محمد علی کانپوری، مولانا لطف اللہ علی گڑھی اور مولانا احمد علی محدث سہارنپوری سے پڑھ کر پیلی بھیت میں طرح اقامت ڈال دی، غیر مقلدین کے سخت مخالف تھے، ان کی وفات ۸ جمادی الاول ۱۳۳۴ھ/۱۲ اپریل ۱۹۱۶ء کو ہوئی۔

تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو:

(۱) تذکرۂ محدث سورتی مولفہ خواجہ رضی حیدر، کراچی، سورتی اکیڈمی ۱۳۹۷ھ

(۲) علمائے مظاہر علوم سہارنپور/۵ ۲۱۹۔۲۲۱

۴۱۴۔ مولانا حکیم وکیل احمد سکندر پوری

اپنے عہد کے اکابر علماء میں سے کثیر التصانیف بزرگ تھے، غیر مقلدین کے خلاف خوب اور ڈٹ کر لکھا ۶۴ سال کی عمر میں ۱۳۲۲ھ/۱۹۰۴ء کو حیدرآباد (دکن) میں انتقال ہوا، علمی کارناموں کی تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو:

تذکرہ علماء و مشائخ پاکستان و ہند ا/ ۲۳۸۔۲۵۱

۴۱۶۔ مولوی ولی محمد ملا کاتیاری

حاجی عنایت اللہ مٹاروی اور مولوی ہدایت اللہ مٹاروی دونوں بھائی ان سے بیعت و اجازت رکھتے تھے، سلسلہ نقشبندیہ سے تعلق تھا (تذکرہ مشاہیر سندھ ۲/۹۳)

۴۲۰۔ مولوی ہدایت اللہ مٹاروی (سندھی)

مکہ معظمہ میں مولانا نور احمد امرتسری مدرس اول مدرسہ ہندیہ (صولتیہ) سے نصف ثانی ہدایہ...... پڑھا یہاں مولانا نور سے مراد مولانا نور احمد امرتسری ہیں۔ (رک بآں)

مولانا ہدایت اللہ ایک فاضل اور شاعر تھے، ٹیاری (مضافات حیدر آباد، سندھ) میں اپنے بھائی قاضی عنایت اللہ کے ساتھ رہتے تھے۔ (ایضاً ۲/۹۳)، نیز ملاحظہ ہو: نزہۃ الخواطر ۸/۵۲۲

۴۲۱۔ مولوی ہزار میر خان رام پوری

مولانا ہزار میر خان بن عبدالحمید خان، نواب احمد علی خان کے عہد (۱۷۹۴۔ ۱۸۴۰ء) میں کابل سے رام پور آئے، علم فقہ سے خوب واقف تھے، نواب نے تنخواہ مقرر کر دی، رام میں مفتی شرف الدین سے علمی استفادہ کیا، اخون خیلوں کے محلّہ میں دفن ہوئے۔ (تذکرہ کاملان رام پور ۴۵۳)

حرف الیاء التحتیہ

۴۲۲۔ مولوی سید یاد علی سہوانی

حیات العلماء (ص ۸۶) میں ان کا سال ولادت تقریباً ۱۲۴۹ھ/۱۸۳۳ء درج ہے۔

مولانا عالم علی مراد آبادی کے علاوہ مولانا احمد حسن مراد آبادی (شاگرد مولانا فضل حق خیر آبادی) سے بھی اکتساب کیا، ان کا رجحان تصوف کی طرف تھا، بجنور میں سر سید احمد خان صدر امین کے ماتحت ملازمت کرتے تھے، سید محمود بن سر سید احمد خان کی تعلیم کے لیے بھی مقرر ہوئے تھے، مراد آباد میں آپ جج کے منصب پر بھی رہے، مجالس میلاد اور اپنے بزرگوں کے عرس کرواتے تھے، پنشن لے کر واپس سہوان آ گئے، اردو میں شعر بھی کہتے تھے اور خاموش تخلص کرتے تھے، ۱۹۰۲ء کو سہوان میں انتقال ہوا (حیات العلماء ۸۶، ۱۵۷۔۱۵۸)

۴۲۴۔ مولوی یوسف حسین خانپوری

مولانا یوسف حسین بن قاضی محمد حسن ہزاروی ثم خانپوری کی ولادت ۱۲۸۵ھ/

۱۸۷۸ء کو ہوئی، اپنے والد کے بعد قاضی عبدالاحد اور قاضی ابی عبداللہ محمد سے پڑھ کر افغانستان چلے گئے جہاں شیخ عبدالکریم بن ولایت علی عظیم آبادی کی خدمت میں سنن نسائی وغیرہ کا درس لیا، واپس اپنے مستقر میں آکر مقیم ہوئے اور پھر دہلی جا کر مولانا نذیر حسین سے حدیث پڑھی، شیخ حسین بن محسن یمنی، شیخ اسحٰق بن عبدالرحمٰن نجدی اور شیخ ابراہیم بن سلیمان مہاجر مکی سے دہلی میں رہ کر تعلیم حاصل کرتے رہے، ان کی تالیفات میں سے اتمام الخشوع، زبدۃ القادریہ، اور رسالہ معرفت اوقات اور عربی قصائد شامل ہیں (نزہۃ الخواطر ۸/ ۵۲۶ ۔ ۵۲۷)

۴۲۶۔ مولوی یونس علی بدایونی

بدایوں میں ولادت ہوئی، مولانا محمد حسن سنبھلی سے ابتدائی تعلیم حاصل کر کے دہلی گئے اور مولانا نذیر حسین سے علم حدیث کی تحصیل کی، واپس اپنے مستقر بدایوں جا کر درس وتدریس میں مصروف ہوگئے (نزہۃ الخواطر ۸/ ۵۲۸)

مآخذ مقدمہ و تعلیقات

۱۔ ابرار احمد بگوی: تذکار بگویہ (تذکرہ علماء وصوفیہ بگہ) بھیرہ، جامع مسجد بگویہ ۱۹۸۲ء

۲۔ ابوالحسن علی ندوی: حیات عبدالحی حسنی، دہلی، ندوۃ المصنفین، ۱۹۷۰ء

۳۔ ایضاً: تذکرہ مولانا شاہ فضل رحمٰن گنج مراد آبادی، لکھنو ۱۳۷۷ھ

۵۔ ابوالحسنات ندوی: ہندوستان کی قدیم اسلامی درسگاہیں لاہور ۱۹۷۹ء

۴۔ احمد ابوالخیر مکی: ہدیہ احمدیہ (انساب اولاد حضرت مجدد الف ثانی)، کانپور ۱۳۱۳ھ۔

۵۔ ایضاً: اتحاف الاخوان، اجمیر (س۔ن)

۶۔ اعظمی، محمد الیاس، کتابیات شبلی، اعظم گڑھ، دارالمصنفین، ۲۰۱۱ء

۷۔ اعظمی، اشتیاق احمد: اودھ میں افتاء کے مراکز، لکھنو ۲۰۰۹ء

۸۔ افتخار عالم مارہروی: حیات النذیر، دہلی۔ ۱۹۱۲ء

۹۔ امیر شاہ قادری پشاوری: تذکرہ علماء ومشائخ سرحد، پشاور ۱۹۶۴۔۱۹۷۲ء

۱۰۔ بدرالدین علوی: ضمیمہ استاذ العلماء، مشمولہ معارف، اکتوبر ۱۹۵۸ء

۱۱۔ برکاتی، محمود احمد، حکیم: حیات شاہ محمد اسحٰق محدث دہلوی، کراچی ۱۹۹۷ء

۱۲۔ بشار عواد معروف: کتب الوفیات واہمیتہا فی دراسۃ التاریخ الاسلامی مجلۃ کلیۃ الدراسات الاسلامیہ، بغداد (العدد الثانی) ۱۹۶۸ء

۱۳۔ بشیرالدین میرٹھی، قاضی: تذکرۂ عزیزیہ، میرٹھ، ۱۹۳۴ء

۱۴۔ ثاقب، محمد ثاقب رضا قادری (مرتب) رسائل محدث قصوری، لاہور،

۲۰۱۶ء

۱۵۔ ایضاً: (مرتب) رد قادیانیت اور سنی صحافت (سراج الاخبار، جہلم کے حوالہ سے) لاہور ۲۰۱۴ء

۱۶۔ جلیس، محمد اسحٰق ندوی وشمس تبریز خان: تاریخ ندوۃ العلماء، لکھنو

۱۷۔ چشتی، عبدالحلیم: حیات وحید الزمان، کراچی، ۱۹۵۷ء

۱۸۔ حقانی، عبدالحق دہلوی: عقائد الاسلام، کراچی ۱۳۹۰ھ

۱۹۔ داؤد پوتر یک: نافع السالکین، بمبئی، مطبع صفدری، ۱۸۹۳ء

۲۰۔ راشد، عبدالغفور، مولانا محمد حسین بٹالوی، لاہور، ۲۰۰۳ء

۲۱۔ رحمٰن علی، مولوی: تذکرہ علمائے ہند ترجمہ وحواشی محمد ایوب قادری، کراچی ۱۹۶۱ء

۲۲۔ رضوی، محبوب: تاریخ دارالعلوم دیوبند، کراچی (س۔ن)

۲۳۔ رضی حیدر، خواجہ: تذکرہ محدث سورتی، کراچی ۱۳۹۷ھ

۲۴۔ روزنتھال: تاریخ تاریخ نگاری در اسلام (فارسی ترجمہ از اسداللہ آزاد) مشہد ۱۳۶۸ش

۲۵۔ زرکلی، خیرالدین: الاعلام، بیروت ۲۰۰۵ء

۲۶۔ زید، ابوالحسن فاروقی: مقامات خیر، دہلی، ۱۳۹۳ء

۲۷۔ سری رام، لالہ: خمخانہ جاوید (جلد اول) لاہور و دہلی ۱۹۰۸ء

۲۸۔ سلیمان ندوی علامہ: حیات شبلی، اعظم گڑھ، ۱۹۷۶ء

۲۹۔ شاہ آغا (عبداللہ جان سرہندی) مونس المخلصین، حیدر آباد (سندھ) ۱۳۶۸ھ

۳۰۔ شاہد، محمد حنیف: شمس العلماء، لاہور، ۲۰۰۶ء

۳۱۔ شرف، عبدالحکیم قادری: تذکرہ علماء اہل سنت، لاہور ۱۹۷۶ء

۳۲۔ شروانی، حبیب الرحمٰن خان، مقالات شروانی، علی گڑھ ۱۹۴۶ء

۳۳۔ ایضاً: استاذ العلماء (سوانح مولانا لطف اللہ علی گڑھی) لاہور، ۱۹۸۰ء

۳۴۔ شمس تبریز خان: صدر یار جنگ حبیب الرحمٰن خان شروانی، کراچی ۱۹۸۱ء
۳۵۔ شعیب رضوی: اعیان وطن، پھلواری، پٹنہ، بہار، ۱۹۵۱ء
۳۶۔ شوق، احمد علی خان: تذکرہ کاملان رام پور، پٹنہ، خدا بخش لائبریری، ۱۹۸۶ء
۳۷۔ صدیقی، افتخار احمد: مولوی نذیر احمد، احوال و آثار، لاہور، مجلس ترقی ادب ۱۹۷۱ء
۳۸۔ ظل الرحمٰن، حکیم: تذکرہ خاندان عزیزی، علی گڑھ، ۱۹۷۸ء
۳۹۔ ایضاً: دلی اور طب یونانی، لاہور (س۔ن)
۴۰۔ ضیاء، محمد یعقوب قادری بدایونی: اکمل التاریخ (سوانح خانوادۂ مولانا فضل رسول بدایونی) بدایوں، ۱۳۳۳ھ
۴۱۔ ضیاء، عبدالرحیم: مقالات طریقت (حالات شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی، تحقیق و تعلیق محمد اقبال مجددی، لاہور، پروگریسو بکس، ۲۰۱۷ء
۴۲۔ ظفر الدین بہاری: حیات اعلیٰ حضرت احمد رضا خان بریلوی، لاہور ۲۰۰۳ء
۴۳۔ عاشق الٰہی میرٹھی: تذکرۃ الرشید (حالات مولانا رشید احمد گنگوہی) لاہور ۱۹۸۶ء
۴۴۔ عبدالباقی سہسوانی: حیات العلماء (احوال علمائے سہسوان) مرتبہ حنیف نقوی، دہلی ۲۰۱۰
۴۵۔ عبدالحلیم پانی پتی: تذکرہ رحمانیہ (حالات قاری عبدالرحمٰن پانی پتی) پانی پت ۱۹۳۸ء
۴۶۔ عبدالحی حسنی ندوی: نزہۃ الخواطر، حیدر آباد (دکن) ۸ جلدیں
۴۷۔ ایضاً: الثقافۃ الاسلامیۃ فی الہند، دمشق ۱۹۸۳ء
۴۸۔ ایضاً: اسلامی علوم و فنون ہندوستان میں ترجمہ عرفان ندوی، اعظم گڑھ ۲۰۰۹ء
۴۹۔ عبدالستار: تاریخ مدرسہ عالیہ، کلکتہ، ڈھاکہ ۱۹۵۹ء

۵۰۔ عبدالستار دہلوی ثم مکی: فیض الملک الوہاب المتعالی مرتبہ عبدالملک، مکہ ۲۰۰۸ء
۵۱۔ عمران خان ٹونکی: تذکرہ علمائے ٹونک، ٹونک، عربک اینڈ پرشین ریسرچ انسٹی ٹیوٹ،
۵۲۔ غلام شبر قادری: تذکرنوری (حالات شاہ ابوالحسین نوری مارہروی) مرتبہ محمد ایوب قادری، فیصل آباد ۱۹۶۸ء
۵۳۔ غلام محمد، شیخ: تاریخ مرات مصطفیٰ آباد، بمبئی ۱۹۳۱ء
۵۴۔ غوری، عزیز الحسن: اشرف السوانح (حالات مولانا اشرف علی تھانوی) دہلی ۱۳۵۷ء
۵۵۔ فاسی، عبدالحفیظ، ریاض الجنۃ، بیروت ۲۰۰۳
۵۶۔ فریدی، نسیم احمد امروہوی: حضرت شاہ ابوسعید حسنی، لکھنو ۱۹۸۹ء
۵۷۔ ایضاً: تذکرہ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی، لکھنو ۱۹۹۲ء
۵۸۔ فضل حسین بہادری: الحیاۃ بعد المماۃ (حالات مولانا نذیر حسین دہلوی) آگرہ ۱۹۰۸ء
۵۹۔ فضلی، حسام الدین احمد: انوار العیون (حالات شاہ فضل رحمٰن گنج مراد آبادی) جونپور ۱۳۱۹ء
۶۰۔ قاسمی، عطاء الرحمٰن: علامہ شوق نیموی، حیات وخدمات پٹنہ ۱۹۸۷ء
۶۱۔ کتانی، عبدالحی: فہرس الفہارس مرتبہ احسان عباس، بیروت (س۔ن)
۶۲۔ کریم الدین پانی پتی: طبقات شعرائے ہند مرتبہ محمود الٰہی، لکھنو ۱۹۸۳ء
۶۳۔ محمد اقبال مجددی: تذکرہ علماء ومشائخ پاکستان وہند، لاہور ۲۰۱۳ء
۶۴۔ محمد امان الرحمٰن: وصال الجمیل (حالات شاہ محمد جمیل الرحمٰن راشد دہلوی) دہلی ۱۳۴۳ھ
۶۵۔ محمد ایوب قا[illegible]: مولانا محمد [illegible]ن نانوتوی، کراچی ۱۹۶۶ء

۶۶۔ محمد حسن مجددی سرہندی سندھی: انیس المریدین (حالات شاہ عبدالرحمٰن مجددی قندھاری) امرتسر، مطبع مجددی ۱۳۲۸ھ
۶۷۔ محمد فاروقی الٰہ آبادی: سوانح حیات شاہ محمد حسین صابری الٰہ آبادی، الٰہ آباد ۱۳۵۴ھ
۶۸۔ محمد حسنی ندوی: سیرت مولانا محمد علی مونگیری، لکھنو ۱۹۶۴ء
۶۹۔ ایضاً: حیات خلیل (سوانح مولانا خلیل احمد انبیٹھوی) لکھنو ۱۳۹۶ء
۷۰۔ محمد شاہد سہارنپوری: علمائے مظاہر علوم سہارنپور کی علمی و تصنیفی خدمات، سہارنپور ۲۰۰۵ء
۷۱۔ محمد علی حیدر علوی کاکوروی: تذکرہ مشاہیر کاکوری، پٹنہ ۱۹۹۹ء
۷۲۔ محمد عمر سراج الحق: ریاض الانوار (حالات اخوند عبدالعزیز دہلوی) دہلی ۱۳۰۲ء
۷۳۔ محمد معصوم رام پوری، ذکر السعیدین (حالات شاہ احمد سعید مجددی و شاہ عبدالرشید مجددی) تحقیق و تعلیق محمد اقبال مجددی، گوجرانوالہ، تنظیم الاسلام پبلی کیشنز، ۲۰۱۷ء
۷۴۔ محمد کمال الدین حسین ہمدانی: خاندان شریفی، پٹنہ ۲۰۰۱ء
۷۵۔ محمود احمد عباسی: تذکرۃ الکرام (جلد دوم تاریخ امروہہ) امروہہ ۱۹۳۲ء
۷۶۔ محمود احمد قاری، تذکرہ علمائے اہل سنت، مظفر پور، بہار ۱۳۹۱ء
۷۷۔ مرعشلی، یوسف: معجم المعاجم والمشیخات، ریاض ۲۰۰۲ء
۷۸۔ مطلوب الرحمٰن نگرامی: علمائے نگرام، مقالہ مشمولہ تذکرہ علمائے حال ضمیمہ دوم
۷۹۔ مناظر احسن گیلانی: ہندوستان کے مسلمانوں کا نظام تعلیم و تربیت، دہلی
۸۰۔ نبی احمد چودھری: تذکرہ مشاہیر سندیلہ مرتبہ نور الحسن ہاشمی، لکھنو ۱۹۷۶ء
۸۱۔ نظامی، خلیق احمد، تاریخ مشائخ چشت (اول و پنجم) دہلی ۱۹۸۴ء
۸۲۔ میو، عطاء الرحمٰن، انیسویں صدی میں پنجاب کی انجمنوں کی اردو خدمات،

لاہور ۲۰۱۶ء

۸۳۔ واصف، مہدی: حدیقۃ المرام (تذکرہ علمائے مدراس) ترجمہ از سخاوت مرزا، کراچی ۱۹۸۲ء

۸۴۔ وفائی، دین محمد: تذکرہ مشاہیر سندھ ترجمہ عزیز انصاری/عبداللہ دریاہ، حیدر آباد، سندھ ۲۰۰۵ء

۸۵۔ یاقوت حموی، معجم البلدان، بیروت (س۔ن)

86. Bhattacherje, S.B: Encyclopaedia of Indian Events and Dates, Delhi, 1987.

87. Buckland; Dictionary of Indian Biography, London,

88. Imperial gazeetter of India, oxford, 1908.

89. Qadri, F.A: Celebrated Garden (A study of phulwair sharif family) shillong, 1998.

ضمیمۂ اول

مکاتیب مولانا عبدالحی فرنگی محلی

(ف ۱۳۰۴ھ/۱۸۸۶ء)

بنام

مولانا محمد ادریس نگرامی

مولف تذکرہ علمائے حال

ماخوذ از معارف، دارالمصنفین، اعظم گڑھ، نومبر ۱۹۴۶ء

مکاتیب مولانا عبدالحی فرنگی محلی رحمۃ اللہ علیہ

''مولانا محمد ادریس صاحب نگرامی مولف ''تذکرہ علمائے حال''
حضرت مولانا عبدالحیٔ رحمۃ اللہ علیہ فرنگی محلی کے شاگرد تھے، استاد نے
شاگرد کے نام جو خطوط لکھے تھے، وہ مولانا محمد ادریس کے پوتے مولانا
محمد اویس صاحب نگرامی استاذ ندوۃ العلماء سابق رفیق دارالمصنفین کی
وساطت سے ہم کو مل گئے ہین، ان مین ایک خط مولانا محمد نعیم فرنگی محلی
اور ایک مولانا شاہ ہادی عطا صاحب سلونوی کا بھی ہے، ان تاریخی
تبرکات کو ناظرین معارف کی ضیافت طبع کے لیے شائع کیا جاتا ہے۔''

مکتوب اوّل:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، از محمد عبدالحیٔ عفا عنہ مولوی صاحب مجمع لطف وکرم معدن عنایت اتم مولوی محمد ادریس صاحب زاد اللہ فضلہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، رقعہ عنایت مع ہدایہ رسیدہ، مطمئن ساختہ قبل ازین یک رقعہ رسیدہ بود، بسبب عدم فرصت نوبت تحریر جوابش نہ رسیدہ زبانی حامل رقعہ جوابش گفتہ بودم، ہمیشہ از اخبار خود مطلع فرمودہ باشند وبخدمت حافظ صاحب☆ سلام مع شوق رسانند نشان قیام حیدرآباد این چنین است بحیدرآباد، دکن قریب کہ مسجد محلّہ مغل پورہ بر مکان مولانا محمد حید رمرحوم رسیدہ فلاں رابرسد والسلام، فقط۔

تحریر یازدہم جمادی الاولیٰ ۱۲۹۶ھ

مکتوب دوم:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم از محمد عبدالحیٔ عفا عنہ بمولوی صاحب جامع فضائل حاوی فواضل مولوی محمد ادریس صاحب دام فضلہ، السلام علیکم مع الخیر بودہ متدعی الخیری باشم، محبت نامہ رسیدہ مبہج گردانیدہ، بسبب لحوق تردد تر ددست در تسطیر جواب تاخیر

☆ مکتوب الیہ کے والد ماجد مولانا حافظ عبدالعلی صاحب نگرامی، ''اویس''

افتاد، اولاً دختر خرد فقیر رحلت کردہ، پس ازان در علالت والدہ صاحبہ شفاہا اللہ کہ از عرصہ شش ماہ علیل اند اشتداد شدہ حتیٰ کہ صاحب فراش شدند او تعالیٰ رحم فرماید، ہر چند کہ امسال قصد مصمم سفر حیدر آباد می داشتم، مگر وجہ علالت والدہ صاحبہ مجبور ہستم، عرضی رخصت دیگر ارسال کردہ ام، اگر منظور شدہ فبہا ورنہ تا شوال صورت روانگی خواہد شد، باقی حال بدستور بخدمت جناب مولوی حافظ عبد العلی صاحب دام مجدہ سلام مسنون برسانند، یک نسخہ سعی مشکور ہدیہ مرسل است قبول باد، والسلام، فقط۔

تحریر یازدہم شعبان روز جمعہ ۱۲۹۶ھ

مکتوب سوم:

از محمد عبد الحیٔ عفا عنہ بمولوی صاحب جامع فضائل مولوی محمد ادریس صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، قبل ازیں خطے ارسال کردہ ام ویک رسالہ خود سعی مشکور نیز ہدیہ برائے جناب حافظ صاحب ارسال ساختہ ام رسیدہ باشد یا خواہد رسید، از خیر رسیدنش مطمئن خواہند فرمود، امروز محبت نامہ مورخہ در ماہ رواں رسیدہ مسرور ساختہ برادراک مضامین آن حیرتے برداشتم حاشا وکلا کہ تخطیہ جناب حافظ صاحب کردہ باشم یا بر تحریر جناب شان حکم غلط کردہ باشم، عادتم چنان ست کہ ہم چو کلمات بر تحریرات جہلا ہم نمی آرم چہ جائیکہ بر تحریر جناب شان یا آن مہربان عبارت خط معشوق علی کہ تحریر کردند، زنہار عبارت فقیر نیست، بلکہ از مخترعات فرقہ شان است، ودر تحریر خود حوالہ در مختار ہم ندادم البتہ باستناد عبارت رد المحتار حاشیہ در مختار **والذی یظہران العلۃ الا ستلذاذ فقط و یفہم منہ انہ حیث لا استلذاذ لا کراھۃ ولا سیما اذا کان بعاقۃ** انتہی، نوشتہ ام کہ ''وقت عدم استلذاذ مکروہ نہیں ہے'' عبارت تحریر خود بجنسہٖ یاد ندارم ونہ نقل آن نزد خود نداشتہ بودم، اصل استفتاء کہ بر آن تحریر فقیر است طلب داشتہ ملاحظہ فرمایند کہ ازان کیفیت افزاء معلوم خواہد شد والسلام، بخدمت حافظ صاحب سلام مسنون برسانند بتاریخ ۲۹ رجب درین جا ابر بود ہلال بنظر نرسیدہ لاجرم بروز سہ شنبہ غرہ شعبان مقرر شدہ، از بعض تحریرات بعض

بلاد مدرک گشتہ کہ در آنجا غرہ بروز دوشنبہ شدہ مگر ہنوز ثبوت آن بطور شرعی نشدہ کہ بر آن اعتماد کہ وہ شود، فقط، تحریر بست ویکم شعبان روز دوشنبہ ۱۲۹۶ھ

مکتوب چہارم:

از محمد عبدالحیٔ عفا عنہ، سلام مسنون الاسلام قبول فرمانید، محبت نامہ رسیدہ، مسرور فرمودہ، جواب استفتاہائے مرسلہ ان شاء اللہ بماہ شوال ارسال خواہم کرد، درین ایام فرصت یک لمحہ ندارم والدہ معظّمہ بتاریخ ۲۳ شعبان رحلت فرمودند، تفکرے وملالے کہ لاحق حال ست خارج از تحریر رضینا بقضاء اللّٰہ و قدرۂ ہمین سبب نوبت تحریر جواب عنایت نامہ سابقہ نرسیدہ، معاف خواہند فرمود، والسلام بخدمت جناب حافظ صاحب سلام مسنون برسانند۔

مکتوب پنجم:

السلام علیکم و رحمتہ اللّٰہ و برکاتہ، نامہ محبت رسیدہ، مسرور، فرمودہ، فی الواقع درین جا عید بروز پنجشنبہ شدہ، بروز چہارشنبہ ۲۹ رمضان مطلع صاف بود اکثر کسان را ہلال بوجہ این کہ نہایت باریک بود ودر شعاع شمس مختفی بودہ بنظر نرسید، لیکن بسیارے از کسان آں را معائنہ کردند، چنانچہ درین محلّہ دو کس دیدند وخارج آن از محلات متعددہ شہادت رسیدہ در ثبوت آن شکے نماندہ، ارباب تشیع ہم ہلال دیدہ، نزد مجتہد گواہی رسانند، لیکن اوشان تسلیم نکردند حلباً لمخالفتنا، وعید بروز جمعہ کروند، پس از بلاد متفرقہ مثل بنارس وبمبئی وناگپور وغیرہم خبر رویت بروز چہارشنبہ رسید، رخصت دو سال فقیر از حیدر آباد منظور شد، جواب استفتاہائے مرسلہ بسبب قلت فرصت ہنوز نوشتہ نشدند، ان شاء اللہ از عقب خواہند رسید، والسلام بخدمت والد ماجد خود سلام مسنون برسانند۔

مکتوب ششم:

از محمد عبدالحیٔ عفا عنہ بخدمت مولوی صاحب جامع فضائل مولوی محمد ادریس

صاحب دام لطفہ، السلام وعلیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ نامہ محبت رسیدہ بادراک خبر خیریت مسرور گشتم وبدریافت اشتغال علمی وقرب فراغ کمال فرحت دست داد اد تعالیٰ شانہ زودتر بدرجہ کمال رسانا وعنایت نامہ سابقہ کہ رسیدہ بود، بوجہ قلت فرصت نوبت تحریر جوابش نہ رسید، معاف خواہند فرمود و دائماً از کوائف خود مطلع فرمودہ باشند تا ماہ شعبان رخصت فقیر باقی است اگر سامان رخصت دیگر بست فبہا ورنہ تا شوال عازم حیدرآباد خواہم شد، باقی حال بدستور خدمت جناب حافظ صاحب دام مجدہٗ سلام مسنون رسانیدہ شود، فقط۔

تحریر ۲۸ صفر روز پنجشنبہ ۱۲۹۶ھ

مکتوب ہفتم:

جامع فضائل حاوی فواضل مولوی حافظ محمد ادریس صاحب السَّلامُ عَلیکم وَقلبی لدیکم انَّ اللّٰہ ما اخذ ولہٗ مَااعْطی ان الی اللّٰہ ملاذاً مِنْ کل مُصیبۃ فبا للّٰہ تتقوا،

واذا تصبك مصیبۃ تشجیٰ بھا   فاذکر مصابك بالنبی محمد

دو قطعہ محبت نامہ رسیدند، بسبب علالت کہ از عرصہ یک ماہ مبتلاء تب ولرزہ و اسہال شدہ، تکالیف برداشتم، در تحریر جوابات تاخیر افتاد وہنوز فساد معدہ باقی است و ضعف بحدے ست کہ در تحریر این چند سطور نیز تکلف می شود، رحلت والد آن مہربان نہ امریست کہ صرف آن مہربان در ملالش گرفتار شدند بلکہ ہرکس کہ از جناب شان ملاقات می دارد درین ماتم مبتلا، است خصوصاً فقیر کہ باستماع این خبر ملالے کہ لاحق گشتہ از حیطہ تحریر بیرون است، فرحم اللہ رحمۃ واسعۃً صبر فرمودہ بدرجات اللہ مع

☆ مکروہ است، کج کردن قبر کذا فی اکثر الفتاویٰ والشروح و در معدن گفتہ این قول قدمار است و متاخرین، مستحسن داشتہ اند و در کہگل نمودن قبر نیز اختلاف است روایت مشہور قول بکراہت و در تحسین لاباس بہ است در تاتارخانیہ مذکور است اگر خراب شوند قبور باک نیست بہ کہگل نمودن و در جواہر اخلاقی آوردہ کہ ہمیں اصح است و برہمین است فتویٰ کشف الغطاء عما لزم علی الاحیاء۔

الصابرین فائز شوند طیاری چبوترہ و بلندی قبر ازان بقدر یک شبر مضائقہ ندارد در پختہ کردن قبر اختلاف است عبارت کشف الغطاء رسد☆، رد ظاہرا عند الضرورت لا باس بہ است الا ان الاولیٰ ہو الترک، بالفعل رسالہ در حال علمائے ہندی نویسم بناً علیہ مکلّف کہ از حال والد مرحوم خود مفصلاً مطلع سازند، ایں امور ضروری الاطلاع اند نسب دو سہ پشت تا سہل ممکن تاریخ و ماہ و سنہ ولادت تاریخ و ماہ و سال وفات، ذکر اساتذہ، ذکر تصانیف ہر قدر کہ معلوم باشد اطلاع فرمائید و دائما از اخبار خیریات خود مطلع فرمودہ باشند و فقیر را از خلص احباب خود تصور سازند، والسلام، فقط۔

تحریر ۱۶ ذیقعدہ روز یکشنبہ ۱۲۹۶ھ

مکتوب ہشتم:

بخدمت مولوی محمد ادریس صاحب دام لطفہ، السلام علیکم، محبت نامہ رسیدہ مسرور الوقت گردانیدہ، بسبب قلت فرصت در تحریر خطوط ازیں جانب تاخیری شود خیالش نفرمودہ دائما بارسال عنایت نامجات یاد و شاد کردہ باشند، بسبب عدم فرصت ہنوز نوبت معائنہ رسالہ ہائے آں مہربان ہم نہ رسیدہ، اگر فرمائید، آنہا را حوالہ میاں حسین علی سازم کہ نزد آں مہربان رسانید، غرۂ رمضان اگر چہ در ینجا ہم بروز دوشنبہ گشتہ مگر از بمبئی و حیدر آباد و سہارن پور و اطراف دیوبند ورائے بریلی وغیرہ خبر بودن یکشنبہ غرۂ رمضان رسیدہ بلکہ در دیوبند غرہ بروز شنبہ شدہ، ہلال بروز جمعہ دیدہ، باشد حکم دادہ شد کہ ہر کہ بروز یکشنبہ روزہ داشتہ در رمضان محسوب شدہ و ہر کہ نداشتہ قضا برو لازم۔

فقط محمد عبدالحیٔ از فرنگی محل لکھنؤ ۱۵ رمضان روز یکشنبہ ۱۲۹۷ھ۔

مکتوب نہم:

مولوی صاحب وعلیکم السلام و رحمتہ اللہ و برکاتہ، کتب مطلوبہ متعلق می ماندہ، مراۃ الجنان ہمراہ برند، از مولوی عبدالوہاب صاحب اجازت خواہم گرفت، مگر در عرصہ دو ماہ ضرور ارسال خواہند فرمودہ موطا و ابراز الغی از عقب خواہد رسید، والسلام

فقط محمد عبدالحئی از لکھنؤ۔

مکتوب دہم:

مشفق مہربان مولوی حافظ محمد ادریس صاحب، السلام وعلیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہٗ، محبت نامہ مورخہ ۲۳ رسیدہ بر مضامین مندرجہ مطلع ساختہ از عرصہ دو ماہ مبتلائے تپ و آشوب چشم شدم، ازیں جہت نوبت معائنہ رسائل آں مہرباں نرسیدہ اگرچہ از تپ وغیرہ نجات حاصل گشتہ مگر در چشم ہنوز خللی باقیست، ان شاء اللہ بعد حصول صحت کاملہ آنہارا معائنہ کردہ ارسال خواہم کرد نہ شرح فرائض شریفیہ وغیرہ چونکہ دریں ایام متعلق شدند نوبت ارسالش نرسیدہ موطاء امام محمد قریب ربع طبع شدہ است، چہ عجب کہ در عرصہ شش ماہ تیار گردد، والسلام محمد عبدالحئی عفا عنہ از فرنگی محل، لکھنؤ۔

تحریر ۲۲ ربیع الثانی روز دوشنبہ ۱۲۹۷ھ

مکتوب یازدہم:

از محمد عبدالحئی عفا عنہ بہ محبی مولوی محمد ادریس صاحب بعد سلام مسنون الاسلام واضح باد نمیقہ محبت رسیدہ، بر مضامین مندرجہ اطلاع بخش عہ۴ قیمت موطاء رسیدہ حوالہ جناب مولوی خادم حسین صاحب کردہ شد، والسلام۔

مکتوب دوازدھم:

بخدمت مولوی حافظ محمد ادریس صاحب دام لطفہ، السلام علیکم بورود محبت نامہ مبتہج شدم، بسبب قلت فرصت در ارسال خطوط تاخیر می شود از رسائل مطلوبہ بجز قول اشرف و امام الکلام دیگرے طبع نہ شدہ قول اشرف مفقود، امام الکلام بدوکان مصطفائی بقیمت ۸۔ فروخت می شود، قبر فاطمہ مختلف فیہ، بعضے در بقیع و بعضے قریب روضہ نبویہ می گویند و در مدینہ طیبہ ہر دو جا قبر موجود ست، در باب والدین توقف اسلم است، اللہ اعلم بحقیقۃ الحال، باعث شدن اجتماع مکروہات تنزیہیہ و کراہت تحریمیہ را ہنوز ندیدہ ام، و در باب وفات نووی اختلاف اقوال معلوم می شود، بالفعل بتحریر تاریخ علمائے ہند مصروف ام، شنیدہ ام کہ در بھوپال جواب ابراز الغی نوشتہ می شود، باوجود ہیچوا غلاط جرأت لائق مضحکہ است، باقی حال بدستور، فقط محمد عبدالحی عفا عنہ از لکھنؤ فرنگی محل۔

تحریر یازدہم صفر روز چہار شنبہ ۱۲۹۸ھ

مکتوب سیزدھم:

از محمد عبدالحیٔ عفا عنہ بخدمت مولوی صاحب مجمع فضل اتم منبع لطف کرم مولوی حافظ محمد ادریس صاحب، السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ للہ الحمد مع الخیر بودہ، متدعی الخیر باشم، محبت نامہ بذریعہ ڈاک رسیدہ، بدریافت اخبار خیریات اطمینان بخشیدہ، فی الواقع از عرصہ ازیں جانب نوبت ارسال خطوط نرسیدہ مگر سبب آں بجز عدم فرصت دیگرے نیست، بسبب تدریس و تالیف فرصت یک لحہ نمی شود، بہمین سبب در تحریر جواب خطوط احباب تاخیر می شود و در تحریر جوابات فتاویٰ کہ از اطراف می آئید

نیز تاخیری شود، خیال ایں امر بنوے نہ فرمائید وفقیر را یکے ازخلص احباب خود دانندو ضرورت دریافت ہر امریکہ باشد بلاتکلف ازاں مطلع فرمودہ باشند، بالفعل رسالہ درباب سقوط حد زنا از نکاح محارم کہ جہلا دریں مسئلہ لعن وطعن برحنفیہ می سازندی نویسم ان شاء اللہ تعالیٰ بعد طبع ارسال خواہم کرد والسلام، فقط۔

تحریر ۱۲ رجب بروز جمعہ ۱۲۹۸ھ

مکتوب چہارم دھم:

ازمحمد عبدالحیٔ عفاعنہ بمولوی صاحب مشفقی ومحبی مولوی حافظ محمد ادریس صاحب دام لطفہ، سلام مسنون الاسلام قبول باد للہ الحمد مع الخیر بودہ، متدعی الخیری باشم دریںجا بشہادت معتبر رویت ہلال ۲۹ شعبان ثابت شدہ وغرہ رمضان بروز دوشنبہ مقرر گشتہ وبہ سلخ رمضان روز سہ شنبہ ہلال عید بنظر آمدہ، بروز چہارشنبہ نماز عید ادا شد، اہل تشیع مخالفت کرد وغرہ رمضان بروز سہ شنبہ مقرر کردہ وعید بروز پنجشنبہ ساختند، بسبب قلت فرصت از عرصہ نوبت ارسال خطوط نہ رسیدہ، بریں تاخیر لحاظ نفرمودہ ہمیشہ بارسال عنایت نامجات یادوشاد فرمودہ باشند، والسلام۔

تحریر نہم شوال بروز پنجشنبہ ۱۲۹۹ھ

مکتوبات پانزدھم:

بخدمت مولوی محمد ادریس صاحب دام لطفہ، السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ، محبت نامہ پہونچا، حال مندرج معلوم ہوا، مقدمہ معلومہ کی بابت مین اس وقت تک کوئی شخص نہین آیا، نہ کوئی فتویٰ، وقت آمدن دیدہ خواہد شد مین اپنا حال کیا لکھون، شوال مین چند سبق شروع کروائے، دورات صرح کا پھر اعادہ ہوا، پھر وہی کیفیت

درد سر وضعف کی ہوگئی، علاج مین مصروف ہون، حق جل شانہ، رحم فرمائے، مجامیع مطلوبہ ابھی زیر طبع ہین، کلہ ہلال ذی حجہ دیکھا گیا، آج روز چہار شنبہ غرہ بلا خلاف مقرر ہے، والسلام۔

محمد عبدالحئ عفاعنہ

مکتوب شانزدھم:

السلام علیکم و رحمتہ اللہ، از صبح تا نواخت نہ گھنٹہ فرصت می ماند طبیعتم بہ نسبت سابق درست است، مگر ہنوز اعتدال کلی نیست، درین ایام در منشور متعلق است ازین جہت از ارسالش معذورم، یک فہرس برائے ملاحظہ مرسل است۔

محمد عبدالحئ عفاعنہ ۲۵ شعبان یکشنبہ

مکتوب ہفت دھم:

وعلیکم السلام و رحمتہ اللہ و برکاتہ حسب الطلب جواب سوالات بھیجتا ہون، کتاب ذہبی و استیعاب مولوی حامد حسین صاحب کے پاس ہے، آج مین نے طلب کیا تھا، انہوں نے عذر متعلق ہونے کا کیا، اصابہ میرے پاس نہین، والسلام۔

محمد عبدالحئ عفاعنہ

مکتوبہ ہشت دھم:

از محمد عبدالحئ سلام مسنون قبول فرمائید، محبت نامہ پہنچا، حال معلوم ہوا، ان دنون ایسے ترددات مین مبتلا رہا کہ تحریر جواب مین تاخیر ہوئی، پہلے تو میری طبیعت کسلمند ہوگئی پھر دختر خرد سالہ کہ عمر سہ سال کی تھی، بعارضہ چیچک قضا کر گئی، اس مرتبہ اس مرض کی یہان ایسی وبا ہے کہ بارہ ہزار اطفال ضائع ہو چکے ہین، حق جل شانہٗ

اپنا رحم فرمائے، مال زکوٰۃ مین تملیک شرط ہے، مرمت مسجد مین صرف ہونے سے ادا نہ ہوگی، ہان ایک صورت یہ ہے کہ صاحب زکوٰۃ وہ مال کسی محتاج کو دے دیوے اور وہ محتاج اس کو مرمت مسجد میں لگا وے، ولاسلام از لکھنؤ فرنگی محل۔

تحریر بست و یکم صفر روز سہ شنبہ ۱۳۰۰ھ

مکتوب نوزدہم:

بخدمت مولوی حافظ محمد ادریس صاحب دام لطفہ، السلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ، قبل ازین جو خط آپ کا گڈھی سے آیا تھا، اس کا جواب مین نے بھیج دیا ہے، شاید نہین پہنچا رسالہ فخر الحسن نہایت عمدہ اور محقق ہے، دو رکعت نوشہ کی کچھ اصل نہین ہے، درباب نشر سکرا احادیث وارد ہین مگر ضعیف، فضائل اعمال مین کافی ہین، ظواہر احادیث صحاح سے معلوم ہوتا ہے کہ ثقب اذان بنات زمانہ رسول اللہ مین تھا، بالا پہننا کان مین عورتون سے مروی ہے، ''ابراز الغی مین والسیوطی فی بغتہ الوعاۃ'' اصل مسودہ مین نہین ہے، تنبیہ اس کی رد الرد مین جواَب لکھ رہا ہون، کر دی ہے، ظاہر الحاق مین کھڑے ہونے سے اگر حال اس کا مقتدیون پر مخفی ہو جاوے، تو کراہت تنزیہی ہوگی، ورنہ نہ مقتدی بعد امام کے رکوع وسجدہ مین جاوے نہ ہمراہ، دو چار روز کے بعد مین مرزاپور جانے والا ہون، اول رجب تک ان شاء اللہ واپس آؤن گا، والسلام محمد عبدالحیٔ عفا عنہ از لکھنؤ فرنگی محل۔

تحریر بستم جمادی ثانیہ روز دوشنبہ ۱۳۰۰ھ

مکتوب بستم:

جامع فضائل مولوی حافظ حافظ محمد ادریس صاحب زاد لطفہ، از محمد عبدالحیٔ عفا

عنہ، سلام مسنون قبول فرمایند، محبت نامہ رسیدہ، کاشف مندرجہ گردید، کتب حدیث و فقہ اکثر متعلق می ماند، گاہے احتیاج بکتابے وگاہے بدیگرے می ماند، ازین جہات در ارسال انہا معذوری مانم، نقل اسانید شیوخ کنایندہ و اجازت حصن حصین بوقت فرصت نوشتہ ازعقب ارسال خواہم کرد، والسلام۔

ازلکھنو، فرنگی محل، تحریر ۱۹، شوال روز پنجشنبہ ۱۳۰۰ھ

مکتوب بست ویکم:

بخدمت مولوی صاحب جامع فضائل دام لطفہ، السلام وعلیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ، میزان نزدخود دارم، چون از کتب مطلوبہ اکثر تعلق می ماند، درارسال آنہا معذورم، مجموعہ فتح الغفور بالفعل می فرستم درعرصہ دو یک ماہ واپس ارسال خواہند ساخت۔

والسلام

محمد عبدالحیٔ عفاعنہ

مکتوب بست ودوم:

جامع کمالات وفضائل مولوی حافظ محمد ادریس صاحب از محمد عبدالحیٔ عفاعنہ سلام مسنون قبول فرمائید، عنایت نامہ رسیدہ حال مندرجہ معلوم گردید در بحث نکاح زوجہ مفقود بقتضائے تصریحات جمہور حنفیہ ہمین منقح است کہ شوہر اول زوجہ خود را بگیرد ولیکن بہ مقتضائے مذہب امام مالک کہ حنفیہ بضرورت برآن فتویٰ می دہند، شوہراول نمی تواند، چہ صحیح بمذہب مالکی ہمین است کہ بعد صحبت شوہر ثانی، شوہراول گرفتن نمی تواند، اجازہ حصن حصین بسبب قلت فرصت ہنوز نوشتہ نہ شد، ان شاء اللہ بوقت فرصت نوشتہ خواہم فرستاد۔ والسلام، ازلکھنو فرنگی محل

تحریر ۲۷ ربیع الثانی روز شنبہ ۱۳۰۱ھ

مکتوب بست وسوم:

از مولوی عبدالحئی عفا عنہ، بخدمت مولوی صاحب جامع کمالات اشفاق مولوی محمد ادریس صاحب دام فضلہٗ، پس از سلام مسنون ابراز مرام یہ ہے کہ رسالہ موضوعات ملا علی قاری پہنچا مین دو مہینے سے اکثر سفر مین رہا، کبھی مرزا پور، کبھی کاکوری، کبھی کسی اور طرف گیا، اسی وجہ سے نوبت تحریر کی نہین آئی، بروز دوشنبہ پھر سفر فیض آباد کی طرف کا پیش ہے، تا شب برات ان شاء اللہ واپس آؤن گا، رسالہ رد بھوپال قریب الختم ہے، صرف غلط نامہ چھپنے کو باقی ہے، بعد تیاری ارسال کرون گا۔

والسلام

تحریر ۲۰ رجب روز شنبہ ۱۳۰۱ھ

مکتوب بست وچہارم:

شفیقی مولوی حافظ محمد ادریس صاحب از محمد عبدالحئی عفا عنہ، سلام مسنون قبول ہو، بشہادت شاہدان کہ رام پور وٹونڈلہ سے آئے رویت ہلال رمضان ۲۹ شعبان کو ثابت ہوئی، یہان جمعہ کو اعلان کر دیا گیا کہ غرہ رمضان چہار شنبہ کو ہوا، جس نے اس روز روزہ نہ رکھا ہو، اس پر قضاء لازم ہے، اب اگر بروز چار شنبہ ۲۹ رمضان کو چاند عید کا ہو گیا، تو بروز پنجشنبہ عید ہو گئی ورنہ بروز جمعہ ضرور عید ہو گی، رد نواب بھوپال کے ارسال مین ۳۰ رصرف ہوتا ہے، کوئی وہان جانے والا ملے گا تو اس کے ساتھ ضرور بھیج دوں گا، والسلام

تحریر شانزدہم رمضان روز پنجشنبہ ۱۳۰۱ھ

مکتوب بست وپنجم:

از محمد عبدالئی عفاء عنہ، بخدمت مولوی صاحب جامع کمالات والطاف مولوی حافظ محمد ادریس دام لطفہ، پس از سلام مسنون الاسلام ابراز مرام یہ ہے، بعد عرصہ کے محبت نامہ پہنچا، دریافت خیریت سے اطمینان ہوا، مین حیدرآباد مین سخت علیل ہو گیا تھا، آج تک اس کا اثر باقی ہے کہ ہر روز دردسر رہتا ہے، ضعف دماغ اس درجہ رہتا ہے کہ تدریس وتالیف سے بالکل معذور ہون، اب ان شاء اللہ بشرط صحت انتظام تدریس شوال مین ہو گا، ان دنون جلد دوم شرح وقایہ کی تحشی مین مصروف ہون، غالباً ماہ مبارک مین ختم ہو جاوے، محمد سعید نومسلم ناصر نواب صاحب نے جواب تذکرۃ الراشد کا اردو مین چھاپ دیا ہے، اس مھین مغلظ گالیان دی ہین، اوپر سے التزام اس امر کا ہے کہ ان رسائل تبرا کا جواب نہ دیا جاوے گا، درباب مجددیت ناحق نافہمون نے غل مچایا ہے کیا مولوی سید احمد صاحب مرحوم ومغفور کی فضیلت صفت مجددیت پر موقوف ہے کیا، غیر مجدد مجدد سے افضل نہین ہوتا ہے؟ سیوطی جن کا انتقال ۹۱۱ھ مین ہوا مجدد مایۃ تاسعہ شمار کیے گئے ہین حالانکہ ان سے ابن حجر عسقلانی کہ جن کا انتقال ۸۵۲ھ مین ہوا بدرجہا افضل تھے، اصل یہ ہے کہ مجدد وہ ہوتا ہے کہ جب ایک صدی تمام ہو اور دوسری شروع ہو تو اس شخص کا فیض شائع ہو جس کا نشو ونما ابتدا صدی مین ہوا، وہ مجدد نہین ہو سکتا، حدیث علی راس مایۃ سنۃ مین راس بمعنی آخر صدی ہے نہ اول صدی، تمام محدثین کا اس پر اتفاق ہے، امام غزالی کہ جن کا انتقال ۵۰۵ھ مین ہوا، مجدد مایہ خامسہ شمار کیے گئے، نہ مجدد ماتہ سادسہ، امام رازی کہ جن کا انتقال ۶۰۶ھ مین ہوا، مجدد مایۃ سادسہ سمجھے گئے، نہ مجدد ماتہ سابعہ، اس بحث مین رسالہ سیوطی کا اور ابن حجر عسقلانی کا مبسوط ہے، بس

مایۃ ثالث عشر کا وہ مجدد ہو نہین سکتا جس کی ولادت ابتداء مین اور نشو ونما وسط مین ہوا ہو، والسلام خیر الختام شعبان کا غرہ یہان بروز یک شنبہ مقرر ہوا، کانپور اور حیدر آباد مین کچھ گواہیان ۲۹ کی رویت کی گزری ہین، مگر کانپور مین اس کا اعتبار نہین ہوا، البتہ حیدر آباد مین غرہ شنبہ کا مقرر ہوا، استفتاء ان شاء اللہ دو تین روز مین پہونچے گا۔

مکتوب بست وششم:

مولوی صاحب دام لطفکم السلام علیکم، مین بوجہ علالت کے آپ کے خطوط اور استفتے کا جواب نہ دے سکا، ماہ شوال سے دردسر، درد سینہ، ضعف دماغ مین مبتلا ہون کہ جس کی وجہ سے انتظام تدریس وتالیف کا بالکل مختل ہے، ضعف ایسا ہو گیا ہے کہ ان چند سطرون کے لکھنے مین تکلف ہوتا ہے، اب استعمال منضج کا ہوتا ہے، بعد ان شاء اللہ مسہل ہو گا، والسلام۔

محمد عبد الحیٔ عفا عنہ ٦ ذی حجہ روز چہار شنبہ ۱۳۰۳ھ

مکتوب بستم وہفتم:

مشفقی مولوی محمد ادریس صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اگرچہ ایک مہینہ سے دورہ نہین ہوا، مگر دردسر کی شدت ہے، اس وجہ سے آپ کے عنایت نامہ کی تحریر کے جواب مین تاخیر ہوئی، اب منضج کا استعمال ہے، سات آٹھ روز مین مسہلات ہون گے، فوائد بہیہ کے مسودہ مین عبارت یہ ہے وفات حسن چلپی کان اختتام تسع مایة، اب دوبارہ طبع ہوتا ہے، ان شاء اللہ اغلاط سابقہ محو ہو جائین گے، اما من مغیث کا کلمہ موافق ان کے زعم کے لکھا گیا کہ وہ اپنے کو مظلوم

اور دوسرے کو ظالم سمجھ کے فریاد کرنے لگے، والسلام باقی از عقب محمد عبدالحئ عفا عنہ، ۲۵ ذی حجہ روز جمعہ ۱۳۰۳ھ نماز عید اگر چہ یہان بھی جمعہ کو ہوئی، مگر بعد اس کے ثابت ہو گیا کہ غرہ ذی الحج سہ شنبہ کو ہوا تھا۔

مکتوب بست وہشتم:

از محمد عبدالحئ عفا عنہ بجامع کمالات علمیہ، مشفقی مولوی حافظ محمد ادریس صاحب، پس از سلام مسنون الاسلام ابراز مرام اینکہ عنایت نامہ پہنچا، دریافت خیریت سے اطمینان ہوا، بہ نسبت سابق کے اب بحمد اللہ طبیعت درست ہے، دورات صرح سے نجات ہے مگر ضعف دماغ ابھی تک باقی ہے، تدریس وغیرہ پر ابھی تک قوت نہین ہے، حق جل شانہ رحم فرمائے، کبھی اگر طبیعت درست ہوتی ہے، تو حاشیہ امام الکلام لکھ لیتا ہون، بالفعل میرے چند مجامیع رسائل و مجموعہ خطب تمام سال تالیف فقیر چھپ رہے ہین، انشاء اللہ تعالیٰ بعد طبع کے اس سے اطلاع دون گا۔

والسلام از لکھنؤ، فرنگی محل

۳۰ جمادی ثانیہ روز شنبہ ۱۳۰۳ھ

مکتوب بست ونہم:

بخدمت مشفقی مولوی حافظ محمد ادریس صاحب دام لطفہ، السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ، اپنا حال کیا لکھون ماہ گزشتہ مین پانچ مسہل ہوئے، مگر دورات صرح سے نجات نہین ہوئی، دوسرے تیسرے دورہ عارض ہو جاتا ہے، کل مغرب کی نماز مین سخت دورہ عارض ہوا کہ جس کی وجہ سے اس وقت تک ایسی طبیعت نحیف ہے کہ ان چند سطور کی تحریر مین بھی تکلف ہے، جملہ انتظام تحریر و تدریس وغیرہ سب مختل ہے، خدا

رحم فرماوے، کتب مطلوبہ آپ کو اس وقت نہین بھیج سکا، والسلام

۹ صفر روز جمعہ ۱۳۰۴ھ

مکتوب سیم:

بخدمت شفیقی جامع کمالات مولوی حافظ محمد ادریس صاحب دام لطفہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، محبت نامہ مورخہ غرہ پہنچا، حال مندرج معلوم ہوا، چھ سات روز سے میری طبیعت درست ہے، دورات صرح سے نجات ہے مگر جب تک دو ایک مہینہ نہ گزرین اعتماد نہین ہوسکتا ہے، اس وجہ سے اشغال علمیہ دماغیہ کی طرف ابھی تک توجہ نہین کی ہے، حق جل شانہ رحم فرمائے مسئلہ تکبیر عند القنوت کی تفصیل ان شاء اللہ آئندہ مین خدمت عالی مین پہونچے گی، والسلام۔

محمد عبدالحیٔ از لکھنؤ، فرنگی محل، چہارم ربیع الاول روز چہارشنبہ ۱۳۰۴ھ

مکتوب مولانا محمد نعیم رح لکھنوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم لا الٰہ الا ھُوَ العلی الرب الحکیم من الفقیر الحقیر خادم کل صغیر و کبیرانی الاحیاء محمد المدعو بالنعیم جعل من ورثۃ جنۃ النعیم الی الحبیب اللبیب الادیب الاریب المولوی محمد ادریس و فقہ اللہ تعالیٰ، للتعلیم والتدریس السلام علیکم و علٰی من لدیکم و بعد فقد وصلت

النعيمة الا نيقة السنية عن المحبة العميقة فكنت مسروراً وارجو من اللّٰه الحكيم ان يجعلكم سليماً و مبروراً و كتاب الطبقات الى الان من المتعلقات والباقى عند التلاقى.

والسلام من اتبع الهدى ۱۱شوال ۱۲۹۷ھ

مکتوب آخر:

بسم اللّٰه الرحمٰن الرحیم لا اله الا هو العلى الرب الحكيم

محبّ صمیم و مخلص حمیم مولوی حافظ محمد ادریس صاحب صانہ اللہ سبحانہٗ عن تلبیس ابلیس، سلام مسنون الاسلام و دعائے بلوغ المرام مطالعہ نمایند، نامہ بر رسید و نامہ رسایند و براخبار اخیار مطلع گردانید، غنیۃ لطالبی طریق الحق عز و جل فرستادہ می شود، رسیدش رسانند، و تحمل باربنابہ باین پیر مرد ندیدہ ترسلیس موقوف گردیدہ، و رفیق ایشان الی الآن کیفیت قصبہ سیحہ ارسال نداشتہ تقاضا نمایند، واز نور چشمان سلام مسنون قبول فرمایند، زیادہ زیادہ و باہل و عیال، و برادر بزرگوار☆ خویش ازین درویش دل ریش دعا و سلام رسانند، اللہ بس باقی ہوس۔

فقیر حقیر اثیم ابوالاحیاء محمد نعیم عفا عنہ عز و جل از محلّہ فرنگی محل

روز سہ شنبہ ۲۰ ذی الحج ۱۳۰۰ھ

مکتوب مولانا شاہ مہدی عطا صاحب سلونوی

مولوی صاحب جامع الفضائل والکمالات مجمع حسنات و برکات سلمہم اللہ

☆ مولانا محمد یحییٰ صاحب نگرامی، ''اویس''

تعالیٰ، بعد سلام مسنون اشواق مشحون المرام آنکہ رسالہ در باب مجد دین بہت خوب آپ نے تالیف فرمایا ہے، جزاکم اللّٰہ احسن الجزاء مجھ کو اس امر کی تحقیق مدت سے تھی، گویا الہاماً آپ میرے مدعا پر آگاہ ہو گئے، مین تین چار مہینے سے عجب کرب مین ہون، یعنی اہل خانہ فقیر کو عارضہ فالج ولقوی کا ہو گیا ہے، علاج ہو رہا ہے، اللہ تعالیٰ شفائے کامل عطا فرمائے، بحرمۃ دینیہ وحبہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وسلم امر معلوم معرضِ نسیان مین نہین آیا، مکروہات چند در چند مانع رہے، معاف فرمائے گا۔

والسلام حسن (الختام) فقط

ضمیمۂ دوم

علمائے نگرام

تالیف

مولانا مطلوب الرحمٰن نگرامی ندوی

ماخوذ از معارف، دارالمصنفین، اعظم گڑھ اگست۔ ستمبر ۱۹۴۰ء

علمائے نگرام

قصبۂ نگرام ضلع لکھنؤ کی تاریخ بڑی حدتک نامعلوم ہے، پھر بھی اہل خبر سے یہ بات پوشیدہ نہیں کہ صدیوں سے اس سرزمین کو علما کے وطن اور علم و دین کے خدمت گزارون کے گہوارہ ہونے کا شرف حاصل ہے، تین سو سال پہلے کی تاریخ ایک رازِ سربستہ ہے، البتہ ڈھائی تین سو سال کے اندر جن بزرگوں کو علم و معرفت کی نعمت ملی، ان کی زندگی اجمال یا تفصیل کے ساتھ سامنے ہے، جن کے مبارک تذکرہ کو ہم اس ذات والا صفات کے حالات سے شروع کرتے ہین، جس کے علم و فضل کا آفتاب اسی سرزمین پر طلوع ہوا، لیکن اس کی شعاعون نے اودھ سے دہلی تک نہ معلوم کتنے ظلمت کدون کو روشن کردیا، ہماری مراد حضرت مولانا نظام الدین صاحبؒ سے ہے۔

مولانا نظام الدین صاحبؒ

سرزمین نگرام کو حضرت مولانا کے مولد اور وطن ہونے کا شرف حاصل ہے، ہر چند کہ بعض ارباب سیر نے آپ کے وطن کی تعین میں بہت زیادہ ابہام کو دخل دیا ہے، لیکن حقیقت یہی ہے کہ آپ نگرام ہی کے رہنے والے تھے، جیسا کہ حضرت مولانا محمد ادریس صاحب نگرامیؒ جو ایک محقق عالم اور نہایت ہی متورع بزرگ تھے، اپنی ایک قلمی یادداشت میں لکھتے ہین۔

> صاحب مناقب المحبوبین از مراۃ ضیائی می نویسد کہ نسب ایشان (مولینا نظام الدین صاحبؒ) حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی می رسد و ساکن قصبہ کاکوری و بقولے نگرام کہ از مضافات لکھنؤ است، بودند و بزرگان ایشاں از ولایت آمدہ در آنجا سکونت اختیار

کردند وہم دے از مخبر الاولیاء می نویسد کہ مولد وموطن ایشان قصبہ نگرام بود کہ متصل امیٹھی صوبہ اودھ است[1]۔

سن ولادت نامعلوم ہے، ابتدائی نشو ونما نگرام ہی میں ہوئی، سن رشد کو پہونچے، تو حضرت ملا احمد المعروف بہ ملا جیونؒ کے ساتھ دہلی تشریف لے گئے، دہلی پہنچ کر علوم کی تکمیل فرمائی، پھر ایک طرف خود اپنے علم کا دریا بہایا، اور دوسری طرف علم ومعرفت کے ان بہتے ہوئے سمندرون سے عرصہ تک سیرابی حاصل کرتے رہے، جو اس وقت دہلی میں موجیں مار رہے تھے، حضرت مولانا شاہ کلیم اللہ صاحب جہان آبادیؒ کی خدمت مین حاضری دی، اور علوم ظاہری کے ساتھ علوم باطنی میں بھی آپ سے کسب فیض کیا اور شرف بیعت سے بھی مشرف ہوئے، پھر شاہ صاحب کے حکم کے بموجب آپ نے اورنگ آباد کا قصد فرمایا اور وہین کے ہو رہے، نظام الملک کو حضرت مولانا نظام الدین صاحبؒ سے غایت درجہ عقیدت تھی اور وہ ہزار ہا روپیہ خدمت والا مین بطور نذر پیش کرتا تھا، جو آپ طالب علموں اور حاجت مندون کی اعانت میں صرف فرما دیا کرتے تھے، علم وفضل کی شہرت دور دور پہونچ چکی تھی چنانچہ طالبان علم دور دراز کی منزلین طے کر کے آتے اور درس میں شریک ہوتے چونکہ مسلمانون کی عام اصلاح و ارشاد کا سلسلہ بھی جاری تھا، اس لیے ہر وقت مریدین ومعتقدین کا ہجوم رہتا، مریدون کی تعداد ایک لاکھ تک پہونچ گئی تھی، ۱۱۴۲ھ میں ایک قرضدار نے آپ کو شہید کر ڈالا، آپ اورنگ آباد ہی میں مدفون ہوئے، آپ کی تصانیف مین رسالہ نظام القلوب سلوک وتصوف کے عنوان پر بہترین تصنیف ہے۔

---

[1] تاریخی شہادتون کے علاوہ اس بات سے بھی ہمارے بیان کو تقویت پہونچتی ہے کہ نگرام مین اب تک آپ کے ہم خاندان افراد موجود ہین، ہرچند کہ ان کا دامن علم وعرفان کی متاع گرانمایہ سے خالی ہے لیکن ان کے پاس مولانا نظام الدین صاحبؒ کی دستخطی تحریریں موجود ہین، جن مین مولینا نے اپنے اور ان کے ہم جد ہونے کا اقرار فرمایا ہے۔

مولینا فخر الدین صاحب:

آپ حضرت مولینا نظام الدین صاحبؒ کے فرزند ارجمند ہیں، پیدائش اورنگ آباد ہی کی ہے، ابتدائی نشو ونما اور تعلیم و تربیت والد ماجد ہی کی نگرانی میں ہوئی، چند سال کے بعد دہلی تشریف لائے، اور یہان وقت کے اکابر اور مشائخ سے استفادہ فرمایا، یہ وہ وقت مسعود تھا، جب کہ حضرت حجۃ الاسلام شیخ المشائخ شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی کا دریائے فیض جاری تھا، کہا جاتا ہے کہ آپ نے شاہ صاحب سے علم حدیث میں شرف تلمذ حاصل کیا ہے، لیکن اس کی کوئی تاریخی سند نہیں ہے، البتہ یہ ضرور ہے کہ آپ کو علم حدیث سے خاص شغف تھا اور اس شغف کا حال آپ کی تصنیف فخر الحسن کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے، اس کتاب مین آپ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت حسن بصریؒ کے لقا کے متعلق عالمانہ بحث کی ہے اور علامہ ابن تیمیہؒ اور شاہ ولی اللہ صاحبؒ کے اس خیال کی تردید فرمائی ہے کہ حضرت حسن بصری کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے شرف لقا حاصل نہ تھا، یہ تو معلوم ہے کہ اس وقت کتب حدیث نایاب تھیں لیکن اس کے باوجود آپ کی اس تصنیف مین متداول کتب احادیث اور ان کی شروح کے علاوہ تاریخ صغیر بخاری، تہذیب الکمال مزی، شروط الائمہ حازمی، تہذیب الاسماء واللغات نووی سنن کبری بیہقی، حلیۃ والاولیا، تاریخ خطیب بغدادی، تقریب نووی تاریخ الاسلام ذہبیؒ، مراۃ الجنان یافعیؒ، سنن دارقطنی، کتاب الثقات ابن حبان، فتح الباری، تدریب الراوی، منہاج السنہ ابن تیمیہؒ وغیرہ کے حوالے موجود ہین، جو آپ کے شغف کثرت اطلاع اور تلاش و تفحص کی بین دلیل ہے، آپ کی یہ تصنیف بہت مقبول ہوئی، مولینا حسن الزمان صاحب حیدر آبادی نے القول المستحسن کے نام سے اس کی شرح بھی لکھی ہے، شرف بیعت آپ کو بھی مثل اپنے والد کے حضرت شاہ کلیم اللہ صاحب جہان آبادی سے حاصل تھا، اپنے مرشد کے حسب الحکم دہلی ہی مین قیام فرمایا اور عرصہ تک آپ کی ذات سے علم و معرفت کا فیض جاری رہا، دہلی کے خاندان شاہی میں آپ کو

بڑی مقبولیت اور پذیرائی حاصل تھی، خاندان شاہی کے اکثر افراد اور خود بادشاہ آپ سے بیعت تھے، سماع کے قائل ہی نہین، بلکہ دلدادہ تھے، سونے چاندی کے چھلے اور انگوٹھیاں پہننے مین کوئی باک نہ تھا اور نہین معلوم کہ وہ ان چیزون کے جواز پر کیا دلیل رکھتے تھے، یا یہ ایک خامی تھی، جو امراء وسلاطین کی صحبت میں پیدا ہوگئی تھی، با این ہمہ مزاج میں سادگی تھی، عوام اور غریب مسلمانوں سے نرمی اور محبت سے ملتے، عاجزی اور فروتنی میں سلف کی ایک مثال تھے، ایک بار دلی کے کسی منچلے کو دہلی کے بزرگون کے امتحان کی سوجھی، مرزا مظہر جان جانان، شاہ ولی اللہ صاحب اور مولینا فخر الدین صاحبؒ کو دن کے کھانے پر مدعو کیا، اور یہ کہہ دیا کہ آپ سب حضرات ٹھیک دس بجے غریب خانہ پر تشریف لے آئین، یہ تینوں حضرات وقت مقررہ پر پہونچے، میزبان سے ملاقات ہوئی، اس نے عزت واحترام سے بٹھالا، اور کہا تشریف رکھیے، ابھی کھانے کی تیاری میں کچھ دیر ہے، یہ حضرات انتظار کرتے رہے، لیکن کھانے کو تیار نہ ہونا تھا، نہ ہوا، ظہر کے وقت میزبان صاحب تشریف لائے اور معذرت کرنے لگے، کہ حضرت کیا کہین، بڑی کوشش کی، لیکن کچھ انتظام نہ ہوسکا، پھر جیب سے دو دو پیسے نکال کر تینوں صاحبون کے سامنے نذر پیش کی اور کہا حضرت اسی کو دعوت تصور فرمایئے، مرزا صاحب کا مزاج بہت نازک تھا، چہرے کا رنگ بدل گیا، غصے میں اٹھے اور گھر روانہ ہوگئے، شاہ ولی اللہ صاحبؒ اور مولینا فخر الدین صاحبؒ نے پیسون کو آنکھوں سے لگایا، سر پر رکھا اور بڑی دیر تک میزبان کو تسلی دی اور دلاسا دیتے رہے، کہ تم کبیدہ خاطر نہ ہونا، ہم تمہاری اس مدارات سے بہت خوش ہوئے اور پھر خوشی خوشی وہان سے رخصت ہوئے، ۱۱۹۹ھ میں آپ نے انتقال فرمایا، دہلی مین بیرون دروازہ قطب صاحب آپ کی قبر موجود ہے، سلوک میں سلسلہ فخریہ کا انتساب آپ ہی کی ذات والا صفات کی طرف ہے۔

مولینا حافظ علیم اللہ صاحب شائق:

حافظ قرآن، عالم متبحر اور متوکل بزرگ تھے، علوم معقول ومنقول کی سند فرنگی محل

سے حاصل کی، تحصیل علم سے فراغت ہوئی، تو درس و تدریس کا مشغلہ رہا اور ہزارہا تشنگانِ علم اس چشمہ فیض سے سیراب ہوئے، طرزِ عمل نہایت ہی سنجیدہ اور دلنشین تھا چنانچہ اسی خصوصیت کی شہرت سن کر مدار المہام وزیر الما لک امین الدولہ عمدۃ الملک امداد حسین خان بہادر ذو الفقار جنگ نے آپ سے شرف تلمذ حاصل کیا اور عرصہ تک آپ کی خدمت مین رہ کر تحصیل علم کی عزت حاصل کرتے رہے، امین الدولہ کو جب منصب وزارت حاصل ہوا، تو بارہا اقبالمند شاگرد نے یہ تمنا ظاہر کی کہ استاد محترم کبھی اپنے قدمون سے مس کر کے مسند وزارت کو اعزاز بخشیں لیکن حافظ صاحب کی مستغنی اور غیور طبیعت نے اسے کسی طور پر گوارا نہ فرمایا اور ہمیشہ بلطائف الحیل انکار فرماتے رہے، مولینا عبدالرحمٰن صاحب مجذوب چشتی لکھنوی سے آپ کو شرف بیعت حاصل تھا اور آپ کا شمار ان کے مخلص مدبرین مین تھا، آخر عمر مین درس و تدریس کا سلسلہ منقطع فرما دیا تھا اور ہر آن یاد الٰہی مین مشغول رہتے تھے، شعر و سخن سے دلچسپی آغاز شباب سے تھی، شائق تخلص فرماتے تھے، کلام زیادہ تر حمد و نعت میں ہوتا، ایک نعتیہ قصیدہ کے چند اشعار درج ذیل کیے جاتے ہین۔

والشّمس بیاض سحر روے محمد ۔۔۔ واللیل سواد شب گیسوے محمدؐ
والشّمس بود جلوۂ رویش وضحٰہا ۔۔۔ واللیل اذا عسعس گیسوے محمدؐ
نور سحر عید و تجلی شب قدر ۔۔۔ آن روئے محمد بود این موے محمدؐ
ہردم بدف تیر تمنا دل پاکان ۔۔۔ قربان کمانِ خم ابروے محمدؐ
بوبکرؓ و عمرؓ حضرت عثمانؓ و علیؓ ہم ۔۔۔ پیوستہ چوں ہر حرف بہر خوے محمدؐ
سبحان زہے شان معلّٰی و معظم ۔۔۔ جبریل بہ حیرت ز تگاپوے محمدؐ
العظمۃ للہ زہے، رتبۂ عالی ۔۔۔ معراج ملائک بہ سر کوے محمدؐ
نگرام بیاید اثر خاک مدینہ ۔۔۔ اے ہر دو جہاں رحمت مملوئے محمدؐ
شائق ہمہ تن چشم بہ امید لقائے ۔۔۔ ہر دم بہ تصور نگران سوے محمدؐ

اپنے مرشد حضرت مولینا عبدالرحمٰن صاحبؒ چشتی کے سانحہ ارتحال پر تاریخ

ہے۔

صوفی صاف دل خدا آگاہ | عبدالرحمٰن عاشق اللہ
آخر جمعہ سادس ذیقعدہ | سوے باغ ارم گرفتہ راہ
سال ترحیل آں مقرب حق | جستہ از ہاتفے علیم اللہ
گفت تا یحزنون بے دل ہوش | آیت ان اولیاء اللہ

(۱۲۴۵ھ)

آپ (شائق) کی وفات ۱۲۵۵ھ میں ہوئی۔

مولانا حافظ عبدالعلی صاحبؒ

سرزمین نگرام علم و معرفت سے آشنا تو ایک عرصہ سے تھی لیکن قدرت کو اب یہ منظور تھا کہ علم و معرفت کو اس کے حقیقی مرتبہ اور منزلت مین جلوہ گر کرے اور جو لوگ اب تک کتاب اللہ اور سنت رسول کو محض خیر و برکت کا ایک ذریعہ سمجھ رہے تھے، انہیں بتا دے کہ یہ صندوقوں اور الماریون میں بند سفینے صرف اوراد و وظائف کے لیے نہین ہین بلکہ انہی کے اندر ہماری دنیا اور دین کی سرافرازی کا راز مضمر ہے چنانچہ پروردگار عالم نے علم و عمل حکمت و معرفت حق گوئی و حق کوشی جیسی بے شمار صفتون سے ممتاز و مفتخر فرما کر مولانا عبدالعلی صاحب کو ایک وسیع حلقہ کی ہدایت و رہنمائی کے لیے پیدا فرمایا، ولادت باسعادت ۱۲۳۱ھ مین ہوئی، اپنے ماموں حافظ علیم اللہ صاحبؒ سے جن کا ذکر اوپر کی سطرون میں گزر چکا ہے، بسم اللہ کی کچھ شدبُد پڑھنے کے بعد حفظ قرآن شروع کیا، جو بخیر و خوبی انجام کو پہونچا، پھر کچھ دنون اپنے ماموں صاحب سے تحصیل علم فرماتے رہے، اسی زمانہ مین آپ کو مدارالمہام وزیرالممالک امین الدولہ کی رفاقت حاصل ہوئی اور جب تک اپنے ماموں سے پڑھتے رہے، امین الدولہ کا ساتھ رہا، پھر آپ نے علوم دین کی تکمیل کے لیے وقت کے مشاہیر کی خدمت میں حاضری دی اور لکھنؤ مین مقیم علماء سے شرف تلمذ حاصل کیا، جن مین مولینا حسن علی صاحب صغیر محدثؒ، مولینا انور علی صاحب

مرادآبادیؒ، مولانا محمد معین الدین صاحب فرنگی محلی خاص طور پر قابل ذکر ہیں، علوم ظاہری کی تکمیل وتحصیل کے بعد آپ نے علوم باطن کی طرف توجہ فرمائی، اور حضرت قاضی عبدالکریم صاحبؒ کی خدمت مین حاضر ہوکر شرف بیعت حاصل کیا، قاضی صاحب نے آپ کو دیکھ کر فرمایا، کہ یہ لڑکا بڑا عالی مرتبہ ہوگا۔''

بالائے سرش ز ہوشمندی
می تافت ستارۂ بلندی

پھراپنے خلیفہ جناب گلزارشاہ صاحبؒ سے فرمایا کہ ''اس لڑکے کا خیال رکھنا'' چنانچہ حضرت قاضی عبدالکریم صاحبؒ کے وصال کے بعد گلزارشاہ صاحبؒ آپ کی باطنی تربیت فرماتے رہے اور شیخ کے حکم کی تعمیل میں حضرت مولینا عبدالعلی صاحب کے سینہ کو اسرار وحکم کا گنجینہ بنادیا، باوجود اس کے کہ امین الدولہ وزیر سلطنت اودھ حضرت مولینا کے بچپن کے ساتھی اور رفیق درس تھے اور اس وقت دربار شاہی مین ان کا طوطی بول رہا تھا، مولینا نے کبھی بھی تلاش معاش کے سلسلہ مین ان سے کوئی امداد واعانت طلب نہین کی، ایک روز حضرت مولینا لکھنو کی ایک سڑک سے گزر رہے تھے، کہ نقیبون کی آواز کان مین آئی، جس کا مطلب یہ تھا کہ وزیر سلطنت کی سواری آرہی ہے، راستہ چلنے والے راستہ صاف کردین نقیب بار بار وزیر سلطنت کی آمد آمد کی صدا بلند کررہے تھے اور خلقت راستہ چھوڑ کر وزیر سلطنت کے زیارت کے شوق میں دورویہ کھڑی ہوتی جاتی تھی، مولینا بھی ایک طرف کھڑے ہوگئے کروفر اور شان وشوکت کے ساتھ سواری سامنے آئی، امین الدولہ کی نظر حضرت مولانا پر پڑی، فوراً اپنے بچپن کے ساتھی کو پہچان گئے، سواری کو رکنے کا حکم دیا اور حضرت مولینا سے بغلگیر ہوگئے، بڑی دیرتک آپ میں عرصہ سے ملاقات نہ ہونے کے شکوہ و شکایت کا سلسلہ رہا، مولینا نے اس موقع پر بھی اپنی خودداری کو قائم رکھا، امین الدولہ

نے دربار وزارت کو سرفراز فرمانے کا وعدہ لے لیا اور رخصت ہوئے، دوسرے دن مولینا امین الدولہ کے محل پر تشریف لے گئے، زندگی شروع ہی سے اسلامی سادگی کا نمونہ تھی، گاڑھے کا ایک کرتہ اور گاڑھے کا پائجامہ جسم پر تھا، معمولی چمڑے کے دیہاتی جوتے پیرمین تھے، پاپیادہ چل کر آنے کے باعث پیرون پر گرد چڑھی ہوئی تمام درباری آداب وملحوظات کو بالائے طاق رکھ کر محل کے اندر داخل ہوئے، امین الدولہ اپنے استادزادہ اور رفیق درس کو آتے دیکھ کر استقبال کے لیے سروقد کھڑے ہوگئے، اعیان دربار کو حیرت تھی کہ آخر یہ کون شخص ہیں جن کی یہ تکریم ومنزلت ہو رہی ہے، کہ جس مسند پر بڑے بڑے امراء ورؤسا اپنا سر نہیں رکھ سکتے تھے، وہ ان کے قدمون کے نیچے ہے، اثنائے گفتگو میں امین الدولہ نے کئی بار باصرار کہا، کہ آپ مجھ سے کچھ طلب کرین لیکن مولینا اس سوال پر ہر بار خاموش رہے، آخر امین الدولہ نے منگرائل ضلع اناؤ کی تحصیلداری مولینا کی خدمت مین پیش کی اور کچھ اس طرح اصرار فرمایا کہ مولانا انکار نہ فرما سکے لیکن قدرت کو آپ سے دین متین کی خدمت لینی منظور تھی، ابھی آپ کو منگرائل گئے ہوئے صرف چھ ماہ ہوئے تھے کہ نگرام کے رہنے والے ایک خدا رسیدہ بزرگ میان خدا بخش جن کو حضرت مولینا شاہ عبدالعزیز صاحبؒ کی ہم نشینی کا شرف حاصل تھا، منگرائل پہونچے، حضرت مولیناؒ سے ملے اور شفقت ومحبت سے فرمایا۔

> ''حضرت پروردگار عالم نے آپ پر بڑا احسان فرمایا کہ علم دین کی نعمت عطا فرمایا، یہ منصب وعہدہ آپ کے اس مرتبہ سے بہت فروتر ہے، جس پر اللہ نے آپ کو فائز کیا ہے، اگر آپ لوگ بھی مخلوق خدا کی رہنمائی نہ فرمائین گے تو ہم جیسے مسلمانوں کا تو خدا ہی حافظ ہے، تقرب

سلطانی حاصل کرنے کے لیے تو حکومت کی سرکاری زبان فارسی کافی تھی، آپ نے علم دین حاصل کیا ہے تو کچھ دین کی خدمت کیجیے۔''

ان الفاظ میں بلا کا اثر تھا، حضرت مولینا عبدالعلی صاحبؒ نے اسی وقت استعفاء لکھا اور لکھنؤ روانہ ہو گئے، استعفاء امین الدولہ کے سامنے پیش کیا، امین الدولہ کہنے لگے مولینا مجھے پورا احساس ہے، کہ آپ کے علم وفضل کے اعتبار سے یہ عہدہ بہت ہی فروتر ہے، میں آپ سے وعدہ کرتا ہون کہ اسی ہفتہ میں موجود عہدہ سے کہیں بلند عہدہ خدمت والا مین پیش کرنے کا فخر حاصل کروں گا، مولینا نے فرمایا آپ کی محبت کے گہرے نقوش ابدالاباد تک میرے دل میں موجود رہین گے، رہ گیا ملازمت کا معاملہ تو اس کے لیے گزارش یہ ہے کہ اگر اب آپ اپنی جگہ بھی مجھے عنایت فرمائین، تو مجھے منظور نہین، میں اب تک انتہائی غفلت میں تھا، خدا کا شکر ہے کہ اب میری آنکھیں کھل چکی ہیں اور میں اپنے رب سے عہد کر چکا ہون کہ اب عمر کا ایک ایک لمحہ دین کی خدمت اور پروردگار کی رضا جوئی میں صرف کروں گا، امین الدولہ نے مولینا کو رخصت کیا اور سالانہ ایک معقول رقم کا وظیفہ مقرر کر دیا۔

استعفے کے بعد مولینا کی ایک بالکل نئی زندگی شروع ہوتی ہے، ذاتی تقویٰ اور طہارت کے ساتھ اب ہر وقت یہ فکر دامنگیر تھی کہ کسی طور پر ہر مسلمان کتاب وسنت کا پیرو نظر آنے لگے، اس سلسلہ مین آپ نے وانذر عشیرتك الاقربین کے حکم اور سنت کے مطابق سب سے پہلے تبلیغ وارشاد کا کام اپنے خاندان ہی سے شروع کیا، خاندان میں بیسیون بدعتیں جاری تھیں، ان کے استیصال کے لیے وعظ وپند کا سلسلہ جاری کیا، مخالف قوتیں سرگرم پیکار ہوئین لیکن بالآخر حق غالب ہوا، شر وفساد کی بدلیان چھٹتی گئیں اور کچھ دنوں کی پیہم سعی وکوشش کے بعد اس آفتاب رشد وہدایت

کی کرنون نے تاریک سے تاریک گھر میں ایمان وعرفان کا اجالا پھیلا دیا، بڑا مسئلہ عزاداری کی روک تھام کا تھا، اس لیے کہ خاندان کے کئی افراد سلطنت اودھ مین اونچی اسامیون پر ممتاز تھے اور سلطنت مین تقرب حاصل کرنے کے لیے بڑے تزک واحتشام سے ہر سال مراسم تعزیہ داری انجام دیتے تھے لیکن اس معاملہ میں بھی پروردگار عالم نے ظفر مند فرمایا، امام باڑہ جو مراسم عزاداری اور اس کے سازو سامان کے لیے خاص تھا، حضرت مولیناؒ کے بڑے داماد کے مکان مسکونہ کی شکل میں تبدیل ہوگیا اور چار دیواری کے اندر جہان سال کے سال نوحہ و ماتم اور سوز خوانی ہوا کرتی تھی، وہان اب شب و روز نماز وتلاوتِ قرآن مجید کی دھوم دھام تھی، بڑے بوڑھون کی زبان پر آج بھی اس مکان کا نام ''امام باڑہ'' ہی پڑا ہوا ہے۔

اعزا واقرباء مین اصلاح وارشاد کا صور پھونکنے کے بعد لِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰی وَمَنْ حَوْلَھَا کی سنت کے بموجب مولینا کا پیام اصلاح اہل قصبہ اور اس کے قرب وجوار کے بسنے والوں تک پہونچا اور رفتہ رفتہ آپ کی دعوت وتبلیغ کو پذیرائی حاصل ہوتی گئی، علماء اور اہل دانش تو عرصہ سے اس گوہر گرانمایہ کی قدر و قیمت سے واقف تھے، لیکن اب عوام وخواص سب میں آپ کے علم وفضل زور بیان وطلاقت لسان کے چرچے تھے اور ہر گھر میں آپ کی پاکبازی وپرہیز گاری کا شہرہ۔

ہر کجا چشمہ بود شیرین
مردم و مور و مار گردآیند

رائے بریلی بارہ بنکی، فیض آباد، جونپور، سلطانپور، پرتا بگڈھ، اناؤ کے اضلاع سے جوق جوق لوگ کھینچ کھینچ کر آتے، سرآنکھوں پر اپنے گھر لے جاتے، گناہون سے توبہ کرتے اور بیعت سے مشرف ہوتے، تائید ربانی قدم قدم پر ساتھ تھی، جس

گھر میں قدم رکھا، شرک و بدعت سے اسے پاک کر دیا، جس نے بیعت کے لیے ہاتھ پکڑا، اس نے عرفان کی دولت لازوال پائی یہ وہ زمانہ تھا، جب مولینا خواجہ احمد صاحبؒ کا فیض ارشاد انہی اضلاع میں جاری تھا، مولینا خواجہ احمد صاحب نے مولینا کے علم و فضل اور خالص اسلامی زندگی کی بڑ قدر کی، اپنے متوسلین و معتقدین کو اکثر ہدایت فرمایا کرتے تھے کہ مولینا عبد العلی صاحبؒ کی طرف سلوک کی مشکلات میں رجوع کرتے رہین، ان دونون بزرگون کے اتحاد مذاق، اتحاد عقائد اور اتحاد عمل نے ان کی زندگی تک ان اضلاع میں کتاب وسنت کے پرچم کو سربلند رکھا، اور اتباع کتاب وسنت کی ہمہ گیری نے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی یاد تازہ کر دی۔

حق گوئی آپ کی صفات مین ایک نہایت ہی ممتاز صفت تھی، بڑے بڑے امراء اور رؤسا کی محفل مین جب وعظ و پند کا موقع ملتا، تو ہمیشہ آپ انہی نقائص کی اصلاح کے لیے وعظ فرماتے، جن میں یہ امراء مبتلا ہوتے، تعلقہ داران سیچہ، ضلع بارہ بنکی (اودھ) آپ کے بہت زیادہ گرویدہ اور معترف تھے اور آپ کی خدمت اپنے لیے باعث فخر سمجھتے تھے لیکن رسمی طور پر عزاداری کیا کرتے تھے، ایک روز حضرت مولانا سے وعظ کہنے کے لیے درخواست کی مولینا نے وعظ کہا اور دل کھول کر عزاداری کی مذمت فرمائی اور اس سلسلہ مین جو مشرکانہ اور مبتدعانہ افعال کیے جاتے ہین، ان پر تنبیہ کی، تعلق دار صاحبان طمانیت خاطر کے ساتھ سنتے رہے اور ندامت سے سر بگریبان تھے تعلق داران سیچہ کے اخلاف اب تک فرماتے رہتے ہین کہ ہمارے خاندان کے عقائد کی اصلاح حضرت مولینا عبد العلی صاحب نگرامی رحمۃ اللہ علیہ کی مساعی جمیلہ کی رہین منت ہے۔

اس زمانے مین کچھ مناظرہ اور مکالمہ کا بھی عجب دستور تھا، ہر طرف مسائل مختلف فیہ مین مناظرہ کا بازار گرم تھا، ہر چند کہ مولینا طبعًا ان چیزوں کو اچھا نہ سمجھتے تھے لیکن بعض مرتبہ حالات کا تقاضا ہی یہ ہوتا تھا کہ اسے گوارا کرلیا جائے چنانچہ آپ کو بھی مولانا فضل حق صاحب خیرآبادی، مولوی مظہر کریم صاحب دریابادی مولوی محمد عسکری صاحب کڑوئیٔ وغیرہ سے مختلف مسائل میں مناظرہ کرنا پڑا جن مین فریق مخالف نے آپ کے تبحر علم، طریق استدلال زور بیان اور طاقت لسان کا ہمیشہ اعتراف کیا، ایک بار کوئی مولوی صاحب ادعائے علم مین ایسے وارفتہ ہوئے کہ باوجود حضرت مولینا کے پیہم انکار کے مناظرہ کی تاریخ کا اعلان کر دیا، خیال یہ تھا کہ مولینا یونہی انکار فرماتے رہین گے اور مجھے اول تو مسلمانوں میں اپنے مسئلہ کے رواج دینے کا موقع ملے گا، دوسرے مولینا کے تبحر کا علم جو شہرہ ہے، وہ بھی ختم ہو جائے گا، معاملہ کی نزاکت کو دیکھ کر حضرت مولینا کے مخلصین نے عرض کیا کہ حضرت یہ موقع آپ کی خاموشی کا نہین ہے، اگر آپ خاموش رہین گے، تو مخالفین کو غلط فہمیان پیدا کرنے کا پورا موقع ہاتھ آجائے گا چنانچہ مولینا مجلس مناظرہ میں تشریف لائے، مسلمانون کا اچھا خاصہ مجمع تھا، مولوی صاحب جو مناظرہ کے لیے بہت زیادہ بے تاب تھے فرمانے لگے، مولینا آج ہی تو معلوم ہوگا کہ ''مناظرہ'' کس کو کہتے ہین؟ مولینا نے انتہائی سنجیدگی سے جواب دیا، حضرت پہلے لفظ صحیح استعمال فرمائیں لفظ ''مُناظِرہ'' ہے ''مَناظرہ'' نہیں ہے مولوی صاحب نے فرمایا جی ہان غلطی ہوئی، مولینا نے پھر گرفت کی اور فرمایا، صحیح لفظ غلَطی ہے، غلطی نہین ہے، مولوی صاحب محجوب ہوکر فرمانے لگے جی ہان، خیال نہیں رہا، مولینا نے پھر اصلاح فرمایا، صحیح لفظ خیال ہی خیال نہیں، اس پے درپے لفظی گرفت نے کچھ ایسا رنگ جمایا کہ مناظرہ کی

نوبت ہی نہیں آئی اور مجمع سے پیہم آوازیں آنے لگیں کہ جب مولوی صاحب کا تلفظ تک صحیح نہیں ہے، تو یہ مولانا سے مناظرہ کرنے کی اہلیت ہی کب رکھتے ہیں؟ حضرت مولانا کی طبیعت ذکی اور ذہن بہت رسا تھا، اکثر سوالات کا جواب برجستہ اس انداز میں دے دیا کرتے کہ مخالف سے مخالف بھی دادعلم و واقفیت دیئے بغیر نہ رہتا، ایک شیعہ مجتہد نے آپ سے ایک بار اصحابی کالنجوم کے متعلق کچھ اشکالات پیش کیے، آپ نے اس کا جو برجستہ جواب دیا ہے، اسے اپنے ایک خط میں اپنے بھتیجے حافظ عبدالحق صاحب کو یوں لکھتے ہیں۔

''لخت جگر، نور بصر، سعید احق، شیخ عبدالحق طول عمرۂ بعد دعائے اہتدائے صراط مستقیم و عقیدۂ قویم آنکہ دیروز شخصے امامیہ بیان کرد کہ صحابہ را در حدیثے کہ نزد اہل سنت متواتر است بستارگان تشبیہ دادہ اندو مشتبہا بعض سعید اندر بعض نحس، پس مشبہ ہم بدین گونہ باشد، فی البدیہہ گفتم کہ این از خوش فہمی طائفہ شماہست، زیرا کہ در کلام مخبر صادق تشبیہ فقط در ہدایت است بقرینہ اقتدیتم اھدیتم و ہدایت جملہ ستارگان را بالضرور لازم غیر منفک است، لقولہ تعالیٰ جَعَلَ لَکُمُ النجوم لتھتدوابھا فی ظلمات البر والبحر چہ ضرورت است کہ تشبیہ در جملہ وجوہ مشتبہ بہ باشد، تشبیہ بہ بعض وجوہ شائع و ذائع است قال اللّٰہ تعالیٰ اِنَّ مثل عیسیٰ عنداللّٰہ کمثل آدم کہ درینجا تشبیہ ہمگی در نابودن پدر است نہ در جمیع وجوہ وَقَالَ اللّٰہ مثل نُورِہ کمشکوٰۃٍ فیھا مصباح کہ درین جا تشبیہ ہمگی بہ اضارت است، نہ بسائر وجوہ وَفِیْ الحدیث انکم سترون ربکم کما ترون القمر لیلۃ البدر، دریں جا تشبیہ فقط

بہ امکان رویت است نہ در ہیئت مشتبہ بہ سر فرد آورد و سکوت کرد افـادۃ لکم تحریر نمودم

وعظ و پند درس و تدریس تعلیم و تربیت سے جو وقت بچتا، وہ افتاء اور تالیف و تصنیف کے نذر ہوتا، تصانیف مین کئی رسائل رد بدعت میں عالمانہ اور محققانہ سپرد قلم فرمائے ہین، جن کا ہر لفظ واقفیت عامہ اور وسعت اطلاع کا آئینہ دار ہے، طرز تحریر نہایت سنجیدہ اور اسلوب بیان انتہائی پاکیزہ ہے، اردو میں آیات الاحکام کی تفسیر اور اس پر مجتہدانہ فوائد وحواشی کا اضافہ، آپ کے علمی کارناموں کی جان ہے، آپ کی تفسیر آیات الاحکام کو دیکھ کر اس دور کے علم وتحقیق کے سب سے بڑے قدر شناس امیر الممالک والا جاہ علامہ نواب صدیق حسن خان صاحبؒ والی ریاست بھوپال اپنے گرامی نامہ میں تحریر فرماتے ہیں:

اتـانـا كتـاب منك عن وروده　　　اضـأت لـه الـدنيا وزالت همومها
شـمعت عبير المسك في يلي نشره　　　فـاوحببـت ايـاماً على ان اصومها

الٰـى جـنـاب العلامة الاوحد الفاضل الكلام الممجد الاديـب الاريـب و الحلاحل اللبيب الحامى لسنن النبى التهـامـى احبـنـامولا نا المولوى حافظ محمد عبدالعلى الـنجرامى عامله اللّٰه بلطفه السامى و بعد اهداء السلا م التام وو امـنـعـا الـتـحـيـاتؒ والاكرام فالمرفوع الٰى عالى الـمـقـام، سامى المجدو الاحتراماته وصل الى محبتكم مـكتـوبـكـم الـفـخيم مع تاليفكم الكريم بمعرفة الشيخ

العلامة مولانا محمد انور علی المراد آبادی اوتی
الاجر من اللّٰه ذی الایادی فقابلته التبجیل و التعظیم
وتلقیة بالترحیب والتکریم و حصل لمحبکم برصوله
غایة الفرح والسرور لانه متحلی بمایذری فلاید
النحوْر، یا مولانا فرنا آیات الاحکام من قبل لکن ما
اودعتم فی تفسیر کم هذه من النکات رالاسرار فما
واللّٰه لا سمعت ادنی و لارأت عینی باحسن منها فو اللّٰه
لقد انشرحت عند مطالعتها القلوب و دلت هموم
الصمد ور والشوق الیٰ لقاء الحبیب نضر اللّٰه ایامه و
نشر علٰی هام المجد اعلامه کشوق الروض الٰی الطل
المهجور والی الوصل او کشوق الظمان للشراب
والارض المحلة للسحاب و هذ تشبیه و تخیل
والافشوق المحب واللّٰه یفوت التوصیف و تیجاو
زالتعریف واللّٰه جامع المتفرقین وآخر دعوانا ان الحمد
للّٰه رب العالمین والسلام بالا کرام، بالبدء والختام.

صدیق...... جمادی الاولیٰ ۱۲۹۲ھ، بھوپال

آپ کے علمی تبحر، خداداد قابلیت اور غیر معمولی ذکاوت وذہانت نے بارہا اس کے مواقع بہم پہنچائے کہ آپ کسی اونچے اور ممتاز عہدہ پر فائز ہوکر دولت دنیا حاصل

کرین لیکن آپ نے پروردگار عالم سے جو عہد و پیان دین و مذہب کی خدمت گزاری کا فرمایا تھا، ہمیشہ اس پر قائم رہے، سیم وزر کی تھیلیان آپ کے سامنے کھولی گئیں لیکن آپ نے آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھا، تقرب سلطانی کے عہدے اور مرتبے پیش کیے گئے لیکن آپ نے التفات نہیں فرمایا، ساری عمر موٹا جھوٹا کھایا اور پہنا عسرت کی زندگی کو ترجیح دیا، اور خدمت خلق و اطاعت خلق میں مصروف رہے، بزرگون کا یہ مقولہ بالکل سچ ہے جو دنیا سے بھاگتا ہے دنیا اس کے پیچھے دوڑتی ہے، بالکل یہی حال حضرت مولانا کا تھا۔

واجد علی شاہ کے سن جلوس میں انجم الدولہ مصلح السلطان سفیر شاہی مقرر ہوئے تھے، لیکن کسی خطا کے باعث اس عہدہ سے معزول کر دیئے گئے اور ریزیڈنٹ کی تجویز کے مطابق نواب محمد خان صاحب عہدۂ نظامت سے سفارت شاہی پر مامور کیے گئے، اسی زمانہ میں الیٹ صاحب سیکرٹری گورنر جنرل لکھنو آئے، یہ بڑے علم دوست اور السنہ مشرقیہ کے دلدادہ تھے، جہان کسی کتب خانہ کا پتہ پاتے، پہونچتے اور جہان کسی صاحب علم کی خبر پاتے، ضرور ملتے، نواب محمد خان صاحب کی زبانی حضرت مولانا عبدالعلی صاحب کے علم وفضل کا ذکر سن کر الیٹ صاحب نے ملاقات کے لیے بے حد اشتیاق ظاہر کیا اور کرنل رچمنڈ صاحب سے تحریک کی کہ مولینا کو ریزیڈنسی میں بلایا جائے، کرنل صاحب نے نواب محمد خان صاحب سے کہا نواب صاحب نے آپ کے استغناء اور تقرب سلطانی سے گریز کا حال نیز تحصیلداری سے استعفاز امین الدولہ کے اصرار اور آپ کے انکار کی ساری داستان سنائی اور کرنل صاحب کو مشورہ دیا کہ آپ خود اپنے ہاتھ سے ایک خط مولینا کو تحریر کرین اور میں قاصد بن کر ان کی خدمت میں حاضری دوں، ممکن ہے مولینا قبول کرین اور

ریزیڈنسی کو قدوم میمنت لزوم سے سرفراز فرمائیں، کرنل رچمنڈ نے نواب محمد خان صاحب کی رائے سے اتفاق کیا اور ذیل کا خط دے کر نواب محمد خان صاحب کو حضرت مولینا کی خدمت میں روانہ کیا:

''غواص بحار علوم و دراک نکات فہوم، عالم یلمعی مثل اصمعی نظیر جامی مولینا المولوی عبدالعلی النجرامی سلام محبت التیام قبول باد، الحال رئیس نبیل حاکم جلیل عالی جناب معلیٰ القاب سرجان الیٹ صاحب بہادر سیکرٹری اعظم حضور نواب گورنر جنرل بہادر لازالت شموس اقبالہ طالعۃً نزول اجلال بدارالحکومت لکھنو فرمودہ اند، موصوف را در علوم مشرقیہ لذتے است فراوان و حظے بے پایان و نفس عالیہ آں گرامی قدر ہر دم کتب مشرقیہ راجویان و علمائے مشرقیہ بہ بارگاہ آن والا مناقب منزلت عظیم و رفعت جلیل دارند چون فضیلت و غزارت علم آنجناب بزبان برکت ترجمان نواب محمد خان بہ سماع مبارک آن حاکم محکم رسیدہ استدعا بلمغا فرحت افزائے آن فضیلت دستگاہ بہ وسیلہ کاتب ایں سطور می فرمایند از اخلاق و صفات ستودہ کہ خاصہ علماء ہستند رجاء واثق کہ بمقام ریزیڈنسی از قدوم میمنت لزوم مشتاقان زیارت خود را مستحق شکریہ سازند۔

خادم شما: کرنل رچمنڈ ریزیڈنٹ

حضرت مولانا لکھنؤ ہی میں مولانا انور علی صاحب مرادآبادی کے دولت کدہ پر موجود تھے، نواب محمد خان صاحب کرنل صاحب کا خط لے کر آئے، ہر چند کہ مولینا کی طبیعت امراء کی صحبت سے نفور تھی لیکن نواب محمد خان صاحب کے اصرار نے

بالآخر ریزیڈنسی تک پہونچا ہی دیا، جہان کرنل رچمنڈ اور سرجان الیٹ آپ کے لیے ہمہ تن انتظار تھے، مولینا کی تشریف آوری پر دونون نے پرتپاک خیر مقدم کیا اور عزت وتکریم کے ساتھ اپنے پاس بٹھایا، یہاں بھی کھدر کے کرتے اور کھدر کے پائجامے کی شان قائم تھی، بڑی دیر تک مختلف علمی مسائل پر گفتگو کا سلسلہ جاری رہا، سرجان الیٹ نے خاتمہ کلام پر نہایت ہی مخلصانہ انداز میں فرمایا، مولانا اگر آپ قبول فرمائین تو سرکار کمپنی میں آپ کے علم وفضل کے شایان شان عہدہ حاضر ہے، مولینا نے ایک ہلکے تبسم کے ساتھ شکریہ ادا کیا اور فرمایا کہ فقیرون کو عہدہ ومرتبہ کی خواہش نہین ہوتی، رب کی رضا جوئی اور خلق کی خدمت ہمارے لیے یہی مرتبہ کیا کم ہے، اس استغفار نے سرجان الیٹ کے دل میں مولینا کی قدر ومنزلت اور زیادہ کر دی اور وہ آپ کی ملاقات سے بہت زیادہ خوش ہوا۔

اس دور کے اکابر علماء سے آپ سے خط وکتابت کا سلسلہ برابر جاری تھا، مولانا انور علی صاحب مرادآبادی اور مولانا عبدالحئی صاحب فرنگی محلی، شاہ پناہ عطاء صاحب سلونوی، مولینا خواجہ احمد صاحب رائے بریلوی کے خطوط اور بعض خطوط کی نقل مولانا کے کتب خانہ میں اب تک محفوظ ہے۔

مولینا امیر علی صاحب شہیدؒ سے بھی معاصرانہ سلسلہ مکاتبت تھا، آپ نے جب علم جہاد بلند کیا تو حضرت مولیناؒ نے بھی شرکت کے لیے تیاریاں شروع کیں لیکن قبل اس کے کہ آپ اس سعادت کو حاصل فرمائیں، مولینا امیر علی صاحب نے جام شہادت نوش فرمایا، مولانا امیر علی صاحب کی شہادت سے عسکر اسلامی کا نظام درہم برہم ہوگیا اور نہ معلوم کتنے دلوں کو جان بازی کی حسرت باقی رہ گئی۔

علوم میں قرآن وحدیث فقہ پر پوری دسترس حاصل تھی، ادب عربی اور ادب

فارسی سے غایت دلچسپی اور شغف تھا، دونوں زبانوں میں قلم برداشتہ لکھتے اور جو کچھ لکھتے اسے پڑھ کر بڑے بڑے ماہرین سر دھنتے۔

علم وعمل حکم ومعرفت کا یہ درخشندہ آفتاب ۲۸ شوال یوم چہار شنبہ ۱۲۹۶ھ کو غروب ہوگیا۔

حضرت مولانا عبدالعلی صاحب نگرامی رحمتہ اللہ علیہ کی رحلت کے بعد علم وعمل تقویٰ و پرہیزگاری، اصلاح امت اور تعمیر قوم کی وراثت آپ کے صاحبزادگان مولینا محمد یحییٰ صاحبؒ اور مولینا حافظ محمد ادریس صاحب کو ملی اور ان دونون بزرگون نے دین ومذہب اور قوم وملت کی خدمت کا حق پورے طور پر ادا کیا۔

مولینا محمد یحییٰ صاحبؒ:

سن ولادت ۱۸۵۶ء یا ۱۸۵۷ء ہے، عہد طفلی میں تربیت وتعلیم والد بزرگوار حضرت مولینا عبدالعلی صاحب کے سایہ عاطفت میں ہوئی اور درسیات کا بڑا حصہ آپ ہی سے حاصل کیا، سن رشد کو پہنچ کر مولینا محمد حسن سنبھلی صاحب سے درسیات کی تکمیل فرمائی، کتب درسیہ کے ساتھ سلوک وتصوف کا شغل بھی جاری تھا، حضرت مولینا محمد نعیم صاحب فرنگی محلی وقت کے شیوخ میں تھے، مولینا نے ان کی خدمت میں حاضری دی اور سند فراغت کے ساتھ ہی خرقہ خلافت اور اجازت بیعت بھی حاصل فرمائی، علوم میں فقہ سے آپ کو کافی شغف تھا اور جزئیات فقہ اس طریقہ پر مستحضر تھے، جس کی مثال کمتر نظر آتی ہے، مشکل سے مشکل مسائل آپ آسانی سے حل فرمایا کرتے، کتب فتاویٰ میں اکثر آپ کے ہاتھ کے لکھے ہوئے حواشی موجود ہین، علم ظاہر اور تزکیہ باطن کے حصول کے بعد آپ نے وعظ وتذکیر کا سلسلہ شروع فرمایا، آپ کا وعظ آپ اپنی مثال تھا، جس مجلس میں وعظ فرماتے، اس مین رقت کا عجیب

عالم طاری ہو جاتا، سنگدل سے سنگدل اشک بداماں ہو جاتے، راہ چلتے مرد اور عورتین ٹھٹھک کر رہ جاتے اور جب تک وعظ ختم نہ ہوتا، ان کا اپنی جگہ سے ہلنا دشوار ہوتا، وعظ عموماً اصلاحی ہوتا اور ہمیشہ انہی نقائص کی اصلاح پیش نظر ہوتی جن میں حاضرین مبتلا ہوتے لیکن شیرین کلامی کا یہ حال تھا، کہ ایک ایک لفظ سامعین کے دل مین گھر کرتا جاتا اور جب وعظ سن کر اٹھتے تو ترک معصیت کے ارادہ کے ساتھ ہی مولانا کے ساتھ عقیدت ومحبت کے جذبات لے کر گھر جاتے، وعظ میں مسائل فقہیہ کی تعلیم کھانے پینے کے اسلامی آداب، نشست و برخاست، سلام و کلام، طرز معاشرت اور اصول معیشت کی پوری تفصیل، پھر مردانہ وزنانہ مسائل کی الگ الگ توضیح، آپ کے وعظ کی ایک نرالی شان تھی، عقیدت مند مردون اور عورتون کا یہ حال تھا، کہ کوسون کی منزلیں طے کر کے موسمی وقتون کو خاطر میں لائے بغیر آپ کے وعظ میں شرکت کرتے اور گوہر مقصود سے دامن بھر کر لے جاتے، آج کی تعلیم یافتہ عورتون کو بھی اپنے ان مسائل کی خبر نہیں، جو مولینا کے وعظ میں شریک ہونے والی جاہل اوران پڑھ عورتین جانتی اور نہ صرف جانتی بلکہ برتتی تھیں۔

مسلمانوں کو وعظ و پند کے ذریعہ اسلامی اخلاق اور قرآنی تعلیمات کا جو ذکر سناتے تھے، خود اس پر سختی سے عامل تھے، آپ کی زندگی خود مستقل ایک وعظ تھی، فرائض وواجبات کا ذکر کیا مستحبات کا ترک بھی گوارا نہ تھا، مہمانون کی آمد آپ کے لیے مسرت کا پیغام تھی اور اپنے ہاتھ سے ان کی خدمت و دلجوئی آپ کا انتہائی دلچسپ مشغلہ تھا، قحط کے زمانہ مین دن کو سہ پہر تک اور رات کو نصف شب تک کھانا نہ کھاتے، کہ مبادا کوئی سائل یا مسافر آجائے، اکثر ایسا ہوتا کہ کوئی سائل پہونچ جاتا، اپنا کھانا اسے کھلا دیتے اور خود بھوکے رہ جاتے، ملازم کی موجودگی کے باوجود

مردانہ نشستگاہ مین اپنے ہاتھ سے جھاڑو دے لیتے، گاہ گاہ مسجد مین نمازیون کے وضو اور غسل کے لیے خود پانی بھرتے اور ان کاموں مین کسی قسم کا عار نہ محسوس فرماتے، زندگی بھر تبلیغ واصلاح میں مصروف رہے، ہزارون گمراہ مسلمان آپ کے دست حق پرست پر تائب ہوکر راہ راست پر لگ گئے، بیسیوں سلوک وتصوف مین آپ سے کسب فیض کر کے فائز المرام ہوئے، عزیمت آپ کا طرہ امتیاز تھا، کبھی کسی اہل دولت یا صاحب حکومت کا رعب آپ کے دل پر مسلط نہیں ہوا، قصبہ کے بعض معاصر زمیندارون نے دولت وحکومت کے نشہ میں آپ کی حق گوئی کو اپنے اثرات سے روکنا چاہا لیکن آپ ایک آن بھی ان کی شخصیت کو خاطر مین نہ لائے اور حق و صداقت کی تبلیغ میں کوتاہی نہ فرمائی، بالآخر آپ کے مخالفین آپ کی للّٰہیت وخلوص کے سامنے سرنگوں ہوکر رہے، اوناؤ، رائے بریلی، پرتابگڈھ، سلطانپور، جونپور، بارہ بنکی کے اضلاع میں اکثر آمدورفت کا سلسلہ جاری رہتا، سواری کی موجودگی کے باوجود ہمیشہ پیادہ پا سفر فرماتے، اثنائے سفر میں مریدین کی جو جماعت ہمرکاب رہتی، اسے تعلیم وتلقین فرماتے رہتے۔

اصلاحی مشاغل کی کثرت کے باعث کسی طویل تصنیف کا موقع نہیں ملا لیکن بعض مفید رسائل آپ کے قلم سے نکل کر مقبول عام ہوئے جن مین مصباح القاری، رسالہ فضیلت عمامہ، التشریح فی آئمۃ التروایح، ضیاء الفقہ، التفصیل فی مسئلۃ السراویل، رسالہ سلوک، خاص طور پر قابل ذکر ہین، مناظرہ سے آپ کو کوئی خاص دلچسپی نہ تھی لیکن فضیلت عمامہ کے مسئلہ میں مولینا محمد امین صاحب نصیر آبادی کی رد وکد نے ایک بار مناظرہ کا موقع پیدا کر دیا، مولینا محمد امین صاحب نصیر آبادی فرماتے تھے کہ امام نماز مین اگر عمامہ باندھ کر نماز پڑھے، تو کسی فضیلت کا مستوجب

نہین ہے، مولینا مصر تھے، کہ امام اگر عمامہ باندھ کر نماز پڑھے تو وہ زیادہ فضیلت و ثواب کا مستحق ہے، بحث کا آغاز ہوا اور ایک عرصہ تک دونون طرف سے رسالے شائع ہوتے رہے، مولینا محمد امین صاحب کی طرف سے جو رسائل شائع ہوئے تھے عموماً ان کا لب ولہجہ درشت اور تلخ ہوتا تھا لیکن مولانا نے کبھی سنجید گی کے سررشتہ کو ہاتھ سے نہین جانے دیا اور مسائل سے گزر کر کبھی ذاتیات سے نہیں الجھے۔

وقت کے علما و مشائخ سے آپ کا سلسلہ خط و کتابت جاری تھا، حضرت مولینا محمد نعیم صاحب فرنگی محلی آپ سے غایت درجہ محبت فرماتے اور اکثر اپنے مکرمت نامون سے مولینا کو سرفراز فرماتے رہتے تھے، جن میں زیادہ تر مسائل علمیہ یا نکات تصوف کے متعلق کوئی نہ کوئی فہمائش ہوتی، حضرت مولینا فرنگی محلیؒ کو آپ سے جو محبت تھی، اس کو خود اپنے قلم سے ایک خط مین یون ظاہر فرماتے ہین۔

"فقیر حقیر آپ کو خصوصیات قدیمہ و جدیدہ کی نظر سے مثل اپنے نور نظر کے جانتا ہے، اللہ سے یہ دعا ہے، کہ طرفین سے کونین میں راضی رہے۔"

شاہ مہدی عطا صاحبؒ سجادہ نشین سلون ضلع رائے بریلی اور شاہ محمد اشرف حسن صاحب سجادہ نشین کچھوچھ ضلع فیض آباد، اختلاف عقائد کے باوجود مولینا سے محبت رکھتے تھے اور اکثر اپنے خطوط میں مولینا کی اصلاحی خدمات کا اعتراف کیا کرتے تھے۔

افسوس کہ مولینا نے عمر بہت تھوڑی پائی، ۴۳ سال کی عمر میں آپ کو استسقاء کا مرض لاحق ہوا، جس سے جانبر نہ ہو سکے، اور ۱۳۱۵ھ میں اس عالم فانی سے رحلت فرمائی۔

مولینا حافظ قاری محمد ادریس صاحبؒ:

سن ولادت ۱۲۷۵ھ ہے، ابتدائی تعلیم جناب خادم رسول صاحب ردولوی مرحوم سے حاصل کی لیکن حضرت مولینا علیہ الرحمتہ جو جوہر قابل رکھتے تھے، اس کا تقاضا یہ تھا کہ تعلیم و تربیت کسی جوہر شناس کے سپرد ہو چنانچہ مولینا کے والد بزرگوار حضرت مولینا عبدالعلی صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے خود ہی مولینا کی تعلیم و تربیت مین پوری توجہ سے کام لیا، درسیات ابتداء سے لے کرانتہا تک خود تمام کرائین، ذہانت کا یہ عالم تھا کہ مولینا کو صرف اشارات کی ضرورت ہوتی، ورنہ مشکل سے مشکل اور مغلق سے مغلق مسائل اور عبارتون کو وہ ادنیٰ فکر و تدبر کے بعد خود ہی حل فرمالیا کرتے، سولہ سترہ سال کی عمر میں درسیات ختم ہوگئین تو مجدد العصر حضرت مولینا عبدالحئ صاحب فرنگی محلی کی خدمت میں حاضر ہوئے اوران سے شرف تلمذ حاصل کر کے انہی سے سند فراغ حاصل فرمائی، حصول تعلیم کے ساتھ ساتھ ذکر و شغل کا سلسلہ بھی جاری تھا، ظاہر کی تکمیل کے ساتھ باطن کی بھی تکمیل ہوگئی اور مولینا ہمہ تن کتب بینی میں مشغول ہوگئے، گھر کے کتب خانہ مین خود کئی ہزار کتابین تھیں اور جو نہ ہوتین وہ مولینا عبدالحئ صاحب فرنگی محلی کے کتب خانہ سے منگائی جاتیں، صبح سے شام تک کتب بینی، فتویٰ نویسی اور تصنیف و تالیف کا کام رہتا، پورے تیس سال علم وفن کے شیدائی کو اسی طور پر گزر گئے اس عرصہ مین بارہا معتقدین کے وفود آئے اور منت و سماجت کی کہ ایک روز کے لیے قدوم میمنت لزوم سے غربت کدوں کو سرفراز فرمایا جائے لیکن ایک لمحہ کے لیے کتابوں سے جدائی گوارا نہ ہوئی اور ہمیشہ انہیں مایوس و محروم واپس جانا پڑا، علوم مین سب سے زیادہ حدیث سے شغف تھا، متداول کتابون کے علاوہ نوادر کی تلاش وجستجو رہتی اور جس طور پر دستیاب ہوتین، ان کا

مطالعہ فرماتے ،سینکڑوں کتابیں خود خرید فرمائیں ،بعض نوادر کتب اپنے قلم سے نقل کیں اور تقریباً ہر کتاب پر محققانہ اور مجتہدانہ حواشی تحریر فرمائے ،علم حدیث پر بہت ہی وسیع نظر تھی اور اس فن مین شان اجتہاد رکھتے تھے، حجۃ اللہ البالغہ، شفاء قاضی عیاض، دلائل الخیرات کی حدیثون کی تخریج جو قلمی آپ کے کتب خانہ میں موجود ہے، وہ آپ کی وسعت نظر کی واضح دلیل ہے، حدیثون مین جو کچھ پڑھتے ،اس کے جز جز پر عمل فرماتے ، زندگی ہمیشہ متوکلانہ بسر فرمائی ،تیس سال کے اس عرصہ میں جو صرف کتابون کی صحبت میں بسر ہوئے ، اکثر ایسے اوقات گزرے کہ فاقہ کی نوبت آگئی لیکن صبر وتوکل کے اس مجسمہ کے چہرے سے کبھی اس کے آثار ظاہر نہیں ہوئے ، عبادت و ریاضت کی کثرت کے باعث رات کو بھی دن کی طرح مشغول رہتے ، طالبانِ سلوک دور دراز کی مسافتین طے کر کے آتے ، بیعت ہوتے ،اور چند روز کی صحبت مین دولت عرفان سے مالا مال ہو جاتے ، بڑے بڑے سرکش مبتدع ارکان اسلام کے منکر تھوڑی دیر کی صحبت مین رام ہو جاتے ،توبہ کرتے اور پکے مسلمان بن جاتے ،جن بھی آپ کے مرید تھے اور اکثر و بیشتر نماز فجر مین جس کو آپ غلس میں پڑھا کرتے تھے، حاضر ہو کر آپ کی اقتدا کرتے ،راقم الحروف کے والد محترم مولانا محفوظ الرحمٰن صاحب مدظلہ جو مولینا مرحوم کے حقیقی بھتیجے ہین، اپنا چشم دید واقعہ بیان فرماتے ہین۔

''ایک روز مولیناؒ حسب معمول عصر کے بعد مسجد مین تشریف فرما تھے ،معتقدین کا حلقہ تھا، پند ونصائح کا سلسلہ جاری تھا، کہ مسافر صورت ایک اجنبی مسجد مین داخل ہوا، سر پر عمامہ تھا، بدن پر کرتا اور شرعی پائجامہ، پیروں پر گرد چڑھی ہوئی تھی، معلوم ہو رہا تھا کہ آنے والا

پا پیادہ چل کر دور دراز کی مسافت طے کر کے آ رہا ہے، آنے والے نے سلام کیا اور مصافحہ کر کے دو زانو حضرت مولانا کے مواجہہ مین بیٹھ گیا اور پھر بمنت عرض کیا کہ حضور مجھے بیعت کر لین، پانچ روپے جیب سے نکال کر مولینا کے سامنے رکھے اور کہا کہ اس کی شیرینی منگا کر بچون مین تقسیم کر دی جائے، میرے ایک عزیز شیرینی خریدنے کے لیے چلے گئے، اجنبی کو حضرت نے بیعت کیا، اب آفتاب غروب ہونے مین چند منٹ باقی تھے، مسافر نے حضرت سے رخصتی کی اجازت چاہی، مولینا نے خندہ پیشانی سے رخصت کیا وہ ابھی مسجد کے دروازہ تک بھی نہ پہونچے تھے کہ میں نے عرض کیا کہ حضرت اس وقت ان کا رخصت کر دینا آپ کے اخلاق کے بالکل منافی ہے، مولانا نے تبسم فرما کر جواب دیا، ہان بیٹا مجھے خیال نہیں رہا، ذرا بڑھ کر واپس بلا لو، اب وہ مسجد کے زینون سے نیچے اتر چکے تھے، مین جب تک وہان پہونچوں، پہنچوں وہ نظروں سے غائب ہو چکے تھے، میں نے بہت تلاش کیا، ملازمون کو اِدھر اُدھر دوڑایا، لیکن کہیں پتہ نہ چلا، میرے حیرت واستعجاب کی حد نہ تھی، مین نے واپس آ کر واقعہ عرض کیا اور اس معمہ کو حل کرنے کے لیے بہت مصر ہوا، تو مولینا نے فرمایا یہ جن تھے، بیعت ہونے کے لیے آئے تھے۔

فیض صحبت کی اثر اندازی برق کی رفتار سے زیادہ تیز تھی، ضلع سلطانپور کے ایک بہت بڑے رئیس و دولتمند اپنے گونان گون اخلاقی محاسن کے باوجود نماز سے بالکل بے تعلق بلکہ منکر تھے، ایک بار مولانا کی خدمت مین حاضر ہوئے، چند لمحون کی

تلقین نے دل پر وہ اثر کیا کہ نماز کے عاشق بن گئے اور اپنی محلسرا کے متصل ایک خوبصورت مسجد تعمیر کرائی، اس کی خدمت کے لیے آدمی مقرر کیے، اور کچھ زمین مسجد کے مصارف کے لیے وقف کی، فیض صحبت کا دائرہ صرف مسلمانوں ہی تک محدود نہ تھا، رائے بریلی کے ایک ہندو رئیس تعلقدار مولینا سے عقیدت رکھتے تھے اور آپ کے اخلاق ومحبت کے بہت گرویدہ تھے، کبھی خود حاضر خدمت ہوتے اور کبھی حضرت مولینا کو زحمت دیتے، اس آمدورفت نے ان کے دل میں اسلام کے لیے گنجائش پیدا کر دی اور وہ معہ اپنی بیوی کے مسلمان ہو گئے اور مولینا سے بیعت بھی ہوئے لیکن بعض مصالح کی بنا پر اس کا اعلان نہیں کیا، ابھی چند سال ہوئے کہ بنارس مین ان کا انتقال ہوا، ان کے مرض الموت مین مولینا مرحوم کے چھوٹے صاحبزادے مولینا حافظ محمد انیس صاحب مدظلہ انہی کی طلب پر ان کی عیادت کو بنارس گئے، تو آبدیدہ ہو کر کہنے لگے، دعا کرتے رہیں اور گواہ رہیے کہ میں اپنے عہد پر قائم ہون سلوک وتصوف میں اپنے والد بزرگوار سے استفادۂ تام کے علاوہ مولینا سید عبدالسلام صاحب ہنسوی اور قطب وقت حضرت مولینا فضل الرحمٰن صاحب گنج مراد آبادی سے کسب فیض فرمایا، حضرت مولینا فضل الرحمٰن صاحبؒ ہم رنگی کی وجہ سے مولینا سے انتہائی محبت فرماتے تھے چنانچہ نگرام سے جب کوئی گنج مراد آباد آپ کی ملاقات کے لیے جاتا اور اپنا وطن نگرام بتلاتا تو حضرت مولینا گنج مرادآبادی رحمتہ اللہ علیہ بڑی محبت کے انداز میں فرماتے ''وہی نگرام جہان ہمارے ادریس رہتے ہیں''؟ مولینا ادریس صاحب نگرامیؒ کا کوئی مرید اگر مولینا گنج مرادآبادی سے بھی بیعت ہونے کی خواہش کرتا، تو آپ برجستہ فرماتے، اب تم بیعت ہو کر کیا کرو گے، کیا ہم اور ادریسؒ الگ الگ ہین؟'' سلوک وتصوف کے اساتذہ میں ایک نامی

حضرت سید شاہ عبدالکریم صاحب غزنوی کا بھی ہے یہ ایک افغانی بزرگ تھے، جو اپنے اندر غضب کی کشش اور جاذبیت رکھتے تھے، اسعاد بنیر چل کر کسی بزرگ کی ہدایت کے بموجب حضرت مولینا حافظ عبدالعلی صاحبؒ کی ملاقات کے لیے نگرام تشریف لائے لیکن آپ نگرام اس وقت پہونچے، جب حضرت مولینا عبدالعلی صاحب کی وفات کو تین دن گزر چکے تھے، اپنی محرومی قسمت پر زار زار روتے اور ماہی بے آب کی طرح تڑپتے تھے چند روز نگرام مین مقیم رہے، اکثر اوقات حضرت مولینا کے صاجزادگان مولینا محمد یحییٰ صاحب اور مولینا محمد ادریس صاحب کو ساتھ لے کر مولینا کے مزار پر جاتے، مراقب ہوتے اور وہین دونوں صاجزادگان کو سلوک کی تعلیم دیتے، چندروز کے قیام میں آپ کی طرف رجوعات کا یہ عالم ہوا کہ جائے قیام پر ہر وقت ہندو مسلمان مردون عورتون کا ہجوم رہنے لگا چنانچہ اس رجوع عام سے گھبرا کر ایک روز نگرام سے روانہ ہو گئے۔

حضرت مولینا حافظ محمد ادریس صاحبؒ نے شیخ العرب والعجم حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی سے بھی خط و کتابت کے ذریعہ اجازت اوراد و وظائف و بیعت و ارشاد حاصل فرمائی تھی، کبھی کبھی وعظ بھی کہتے، جس میں اصلاح عام کے ساتھ عالمانہ رنگ غالب رہتا لیکن طرز بیان ایسا دلچسپ تھا، کہ عوام وخواص یکسان طور پر مستفید ہوتے، تیس سال یک لخت کتابوں کی صحبت میں گزارنے کے بعد چند مرتبہ حلقہ مریدین میں تشریف لے گئے لیکن پھر آپ کو مجبوراً یہ سلسلہ بند کر دینا پڑا، اس لیے کہ شوق زیارت واستفادہ مین مسلمانون کا میلہ لگ جاتا اور ایک ایک وقت مین آپ کے ساتھ دسترخوان پر چار چار سو، پانچ پانچ سو عقیدت مندون کا مجمع ہو جاتا، جس کو آپ کے میزبان گو خیر و برکت کا ذریعہ سمجھتے لیکن خود آپ کی غیور طبیعت

اپنے میزبان کے لیے اس کو تکلیف وزحمت کا باعث جانتی چنانچہ آپ نے اسی مصلحت کی بناء پر حلقہ مریدین مین دورہ کا سلسلہ روک دیا، اب معتقدین نگرام آتے اور ایک ایک وقت میں بیسیون کی تعداد مین مہمان ہوتے، مہمان نوازی سے آپ کو عشق تھا اوران کی ہر خدمت اپنے لیے فرض سمجھتے، مہمان کے کھانا کھاتے وقت خود مگس رانی فرماتے اوراگر کوئی دوسرا اس خدمت کے لیے اصرار کرتا تو فرماتے میرا مہمان ہے، خدمت کا حق مجھے ہے۔

علمائے وقت سے آپ کا سلسلہ ملاقات ومکاتبت برابر جاری تھا، مولینا محمد علی صاحب مونگیری، علامہ شبلی رحمتہ اللہ علیہ مولنا عبدالحیٔ صاحب فرنگی محلی، شمس العلماء نواب علی حسن خان صاحبؒ سے برابر خط وکتابت رہتی، قوم کی اصلاحی تحریکون سے آپ کو خاصا شغف تھا چنانچہ ایک عرصہ تک آپ ندوۃ العلماء کی مجلس منتظمہ کے رکن رہے اوراس کے جلسوں میں پوری دلچسپی کے ساتھ شرکت فرماتے رہے، ندوۃ العلماء کا دارالعلوم جب قائم ہوا، تو آپ نے مولینا محمد علی صاحب مونگیری کی خواہش پر اپنے بڑے صاحبزادے مولینا محمد نفیس صاحب مدظلہ کو دارالعلوم مین بلاتامل داخل فرمایا، مسلمانوں کی پسماندہ جماعتون کو ابھارنے اور بلند کرنے مین آپ کو پورا انہماک تھا، شرافت ورذالت کی بناء پر مسلمانون کی غلط تقسیم کو آپ مسلمانون کی بدبختی کے آثار مین شمار کرتے چنانچہ اپنے ایک شاگرد منشی نادر حسین صاحب عزیز نگرامی مرحوم سے دو کتابین آئینہ شرافت اور معیار شرافت کی نام سے تصنیف کرائین، پیشہ ور مسلمان جماعتون کے لیے فضائل الکسب کے نام سے خود ایک مدلل رسالہ سپرد قلم فرمایا، اس رسالہ میں مسلمان پیشہ ور جماعتون کو سراہا گیا ہے اور قرآن وحدیث کی روشنی میں ان کی اسلامی شان واہمیت کو واضح کیا گیا ہے، تعلیم

کی عام اشاعت سے بھی آپ کو غایت دلچسپی تھی چنانچہ آپ نے نگرام مین معدن العلوم کے نام سے ایک مدرسہ عربیہ جاری فرمایا، جو آج بھی آپ کے صاحبزادہ مولینا حافظ محمد انیس صاحب مدظلہ کے اہتمام مین اپنے فیوض و برکات کے ساتھ جاری ہے، اپنی سرپرستی مین رائے بریلی سے ایک ماہانہ اصلاحی رسالہ الہادی جاری فرمایا تھا، جو عرصہ تک چودھری نذیر احمد صاحب مرحوم کی ادارت میں شائع ہوتا رہا، نگرام میں ایک پریس بھی مطبع نفیسی کے نام سے کھولا تھا، جس مین آپ کی بعض تصانیف اور دوسرے اہل خاندان کی تصانیف طبع ہوئین، آپ کی تصانیف حسب ذیل ہین۔

(۱) التحقیق الموطا فی تحقیق الصلوٰۃ الوسطیٰ (۲) تحفة النبلاء (۳) القول المتین فی التامین (۴) مواھب القدوس فی احکام الجلوس (۵) التعلیق النقی علی رسالة الشیخ علی متقی (۶) تحفة الحبیب فی تحقیق الصلوٰۃ والکلام بین یدی الخطیب (۷) العون لمن نفی ایمان فرعون (۸) التحقیق المبین فی مجدد المائتین (۹) الکلام المسدد فی رواۃ امام محمد (۱۰) الکلام النفیس فی ترجمه محمد ادریس (۱۱) تحقیق المرام بترتیب مسند الامام (۱۲) الاربعین من مرویات نعمان سید المجتهدین (۱۳) طریق الفلاح الی الاضطجاع بعد رکعتی الصباح (۱۴) الهام اللّٰه المتعال فی کراهیة سورالا جنیة للرجال (۱۵) الاصول الثابتة

للفروع التابتة (۱٦) حصول المقاصد بترجمة الموارد (١٧) تسريح المعاقد، بتشريح الموارد (١٨) نفحة الشمائم، لاهل العمائم (١٩) تعليق التمائم علىٰ نفخة الشمائم (٢٠) البرهان علىٰ حكم تقبيل الابهامين عند الاذان (٢١) الدرة الزكية فى تائيد مذهب الحنفية (٢٢) المفاتحة فى المصافحة (٢٣) المقتدى (٢٤) ابراز الكتمان عن تكميل الايمان (٢٥) علل لاهل الجمل (٢٦) امحاء السئيات باقامة الصلوٰة (٢٧) مجموعه خطب (٢٨) رفع الاحتمال عن روية البنى بعد الارتحال (٢٩) تطبيب الاخوان بذكر علماء الزمان (تذکرہ علمائے حال)

آخرالذکر کتاب حضرت مولیناؒ نے مجلس ندوۃ العلماء کی تحریک پر سپرد قلم فرمائی تھی، استفتاء کرنے والے دور دراز شہرون مثلاً رنگون، مدراس، کوئٹہ، حیدرآباد سے آپ کے پاس استفتاء بھیجتے اور آپ پہلی فرصت مین اس کا جواب عنایت فرماتے۔

۱۰ رمضان المبارک ۱۳۳۰ھ میں آپ نے اس عالم فانی سے رحلت فرمائی، آپ کے انتقال پر ایک عرصہ تک آہ وبکا کی غیبی آوازین آپ کے مزار کے اردگرد آتی رہیں، اہل نظر کا خیال ہے کہ ان جنون کی آوازین تھیں، جو آپ سے بیعت تھے۔

مولینا عبدالحکیم صاحبؒ:

آپ حضرت مولینا عبدالعلی صاحبؒ کے داماد تھے، کتب درسیہ اپنے خسر سے

تمام کین اور اجازت و بیعت بھی انہی سے حاصل فرمائی، نحو وصرف، اور فرائض میں خاص طور سے دستگاہ حاصل تھی، زندگی بالکل بے داغ بسر فرمائی، بڑے متورع اور متقی بزرگ تھے، کبھی کسی سے ترشرو نہیں ہوئے اگر کسی بات پر کبھی غصہ آتا، تو زبان میں اور زیادہ نرمی اور شائستگی پیدا ہو جاتی، چلتے تو ہمیشہ نگاہ نیچی رکھتے، گفتگو فرماتے تو ہلکا تبسم لبون پر کھیلتا رہتا، فارسی میں عدیم النظیر قابلیت تھی، اگر ولایت کا صحیح معیار اتباع سنت ہے، تو مرحوم صحیح معنون میں 'ولی اللہ تھے، نماز ہمیشہ باجماعت ادا فرماتے، لیکن امامت سے ہمیشہ گریز فرماتے، آپ نے ۲۵ شعبان ۱۳۲۷ھ میں انتقال فرمایا، آپ کی اہلیہ صغریٰ خاتون بڑی صالحہ اور ذی علم خاتون تھیں، مولینا عبدالعلی رحمتہ اللہ علیہ کی صاجزادی تھیں، انہیں سے متوسطات تک تعلیم حاصل کی تھی، قرآن کریم کا ترجمہ اور ترکیب بے تکلف فرمالیتین، قصبہ کی زنانہ مجالس میں اکثر وعظ وتذکیر کا سلسلہ رہتا، روزمرہ کے مسائل فقہیہ میں خاصا عبور تھا، اکثر عورتین اپنے مسائل آپ سے دریافت کرتین اور آپ شافی جواب دیتین، علم ظاہر کے ساتھ علم باطن مین بھی اپنے والد بزرگوار سے کسب فیض فرمایا اکثر ذکر فرماتین، روزانہ دس پارہ قرآن کریم کی تلاوت کرتین، رمضان المبارک میں پانچ پارون کا اور اضافہ ہو جاتا، ہر دوسرے دن قرآن ختم ہو جاتا، تہجد بلا ناغہ پڑھتیں، اکثر دلائل الخیرات حصن حصین کا ورد فرمایا کرتین، ان مشاغل کے ساتھ امور خانہ داری کی تکمیل بچون کی پرورش و پرداخت میں کوئی فرق نہ آتا ۱۳۲۷ھ مین انتقال فرمایا۔

مولینا محمد علیم صاحب:

مولینا عبدالحکیم صاحبؒ کے صاجزادے تھے، صرف ونحو اپنے والد ماجد ہی سے پڑھی تھی اور بعض کتابین مولینا محمد ادریس صاحبؒ سے بھی، سن رشد کو پہنچ کر

جامع العلوم کانپور مین داخل ہوئے، اس وقت مولینا اشرف علی صاحب تھانوی وہان مدرس تھے، ان سے اخذ فیض کا موقع ملا، پھر لکھنو تشریف لاکر شمس العلماء مولینا عبدالمجید صاحب اور حضرت مولینا عین القضاۃ صاحب سے شرف تلمذ حاصل فرمایا اور ان دونوں بزرگون سے سند فراغ بھی حاصل فرمائی، ان کے علاوہ مولینا محمد ادریس صاحبؒ، مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب دیوبندی و مولینا حبیب الرحمٰن صاحب دیوبندی و مولینا انور شاہ صاحب کشمیری سے بھی سند حاصل کی، نیز مولینا محمد ادریس صاحب سے بیعت ہوکر اجازت بیعت بھی لی، آپ کو مثل اپنے والد کے فرائض مین ید طولیٰ حاصل تھا، پیچیدہ سے پیچیدہ مسائل بیک نظر حل فرماتے، طریقہ درس بھی نہایت عالمانہ تھا، راقم الحروف کو بھی سراجی اور ہدایہ کے بعض ابواب آپ سے پڑھنے کی سعادت حاصل ہوئی ہے، وعظ نہایت خوب کہتے، الہ آباد، بارہ بنکی پر تابگڈہ کے اضلاع میں آپ کے اصلاحی مواعظ سے خلق کو بڑا نفع پہونچا اور اکثر مسلمان ان اطراف مین آپ سے بیعت ہوئے، ہمیشہ نام و نمود سے متنفر رہے، آپ کی سادہ زندگی کو دیکھ کر مشکل سے آپ کو صاحب علم کہا جا سکتا تھا، اپنا اور عزیزون کا سودا سلف لینے بازار چلے جایا کرتے، امانت میں مشہور تھے، درس و تدرس اور افتاء و وعظ آپ کی زندگی کے دلچسپ مشغلے تھے، نفع المفتی والسائل کا اردو ترجمہ آپ نے سلیس زبان میں فرمایا ہے، ناظم صاحب انجمن تبلیغ الاسلام نگرام کے ذریعہ سے افغانستان مین آریہ سماج کی شورہ پشتیون کو روکنے کے لیے خواجہ حسن نظامی نے حق پرکاش کا فارسی ترجمہ آپ سے کرایا تھا، اپریل ۱۹۲۹ء میں آپ کا انتقال ہوا۔

بستر علالت پر ظہر کی نماز ادا فرمائی، جونہی سلام پھیرا، روح قفس عنصری سے پرواز کرگئی، آپ کے بڑے صاحبزادہ حکیم محمد نعیم صاحب مرحوم نے بھی دارالعلوم ندوۃ العلماء مین درجہ عالیت تک پڑھا، اس کے بعد طب حاصل فرمائی اور بہڑائچ مین ایک کامیاب زندگی بسر کی، عین عالم شباب میں ۱۹۳۷ء میں انتقال فرمایا۔

مولانا حافظ خلیل الرحمٰن صاحبؒ:

مولینا محمد یحیٰی صاحب کے صاحبزادے اور مولینا عبدالرحمٰن صاحب ندوی نگرامی مرحوم کے والد تھے، ابتدائی کتابین اپنے والد سے پڑھین، پھر کانپور جاکر جامع العلوم میں مولینا عبدالرشید صاحب اور مولینا اسحٰق صاحب سے درسیات ختم کین، مولینا عبدالمجید صاحب فرنگی محلی، مولینا فضل اللہ صاحب منطقی سے بھی شرف تلمذ حاصل کیا، سند فراغ اور اجازت بیعت حضرت مولینا محمد نعیم صاحب سے حاصل فرمائی، بیعت اپنے والد ماجد مولینا محمد یحیٰی صاحب تھے، لیکن خرقہ خلافت اپنے چچا مولینا حافظ محمد ادریس صاحبؒ سے حاصل فرمایا تھا، قرآن اچھا یاد تھا، فن تجوید سے بخوبی واقف تھے، تراویح میں قرآن سناتے تو مقتدیوں پر محویت کا عالم طاری ہو جاتا، وعظ بھی بہت ہی مفید و دلچسپ اور اثر انداز ہوتا، ایک عرصہ تک مدرسہ معدن العلوم نگرام میں مدرس رہے، جسم مین طاقت خداداد تھی، جو کام آٹھ آٹھ آدمی نہ کر سکتے، اسے آپ اکیلے انجام دے دیتے، انکسار و تواضع مزاج کا خمیر تھے، آپ کے والد صاحب کے انتقال کے بعد مریدین و معتقدین آپ کی طرف رجوع کرتے اور اصلاح نفس کی دولت پا کر شادکام ہوتے، آپ نے کل ۲۷ سال کی عمر پائی، اس چھوٹی سی عمر میں اصلاح وارشاد، تبلیغ و اشاعت کے علاوہ تصانیف بھی فرمائین، اصطلاح العلوم، لسان العرب (کتاب لغت غیر مطبوعہ) اور ضرب حسینی خاص طور پر قابل ذکر ہین لسان، العرب مین آپ نے صرف ان الفاظ کو جمع کیا ہے، جو جامد ہین، ضربت حسینی ردشیعہ مین ایک مبسوط تالیف ہے، یہ بھی قلمی ہے، اور راقم الحروف کے کتب خانہ مین موجود ہے، فرقہ شیعہ کے تمام مشہور مسائل سے اس کتاب میں بحث کی گئی ہے، اندازِ تحریر عالمانہ ہے اور کتاب کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مولف کی نگاہ کتب شیعہ پر پورے طور سے تھی، کتب متون کے علاوہ شروح وحواشی وغیرہ کے حوالجات موجود ہین، آپ کے انتقال کا واقعہ بھی عجیب تر اور مقبولیت بارگاہ ایزدی کی دلیل ہے، انتقال سے چندمنٹ پہلے آپ نے ہوش وحواس کے عالم

مین تمام تیمار داروں اور عزیزون کو مخاطب فرما کر ارشاد فرمایا، دیکھو حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام، حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، خلفاء اربعہ، حضرت والد صاحب، دادا صاحب میرے لینے کے لیے آئے ہیں اور ساتھ ہی قرآن شریف کی تلاوت بھی شروع فرما دی، سورہ فاتحہ سورہ ملک وغیرہ پڑھ کر سورہ یٰسین پڑھنے لگے، جیسے ہی وَاِلَیۡہِ یُرۡجَعُوۡن پر پہونچے، سربسجود ہو گئے اور معشوق حقیقی سے جا ملے، تاریخ وفات ۲۵ محرم الحرام ۱۳۱۹ھ ہے۔

حاجی محمد احسن صاحب وحشی نگرامیؒ:

اردو ادب و انشاء سے دلچسپی رکھنے والے حلقہ مین وحشی نگرامی مرحوم کا نام نامی غیر معروف نہیں، آپ کے قلم سے نکلے ہوئے متعدد اصلاحی ناول اور افسانے (جو زیادہ تر بے پردگی کی مخالفت اور عقد بیوگان کی حمایت مین ہیں) ملک میں آج بھی الفت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہین لیکن یہ کم لوگون کو معلوم ہوگا، کہ حضرت وحشی نگرامیؒ صرف ناول نگار اور انشاء پرداز ہی نہ تھے بلکہ ایک جید حافظ قرآن کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کو سمجھنے اور ان پر عمل کرنے والے، ذاکر و شاغل، بحر سلوک و تصوف کے شناور بزرگون کی خدمت اور علماء کی صحبت کے گرویدہ و دلدادہ بھی تھے۔

سن رشد کو پہونچ کر حفظ قرآن کا خیال پیدا ہوا، چار ماہ میں پورا قرآن یاد کر لیا اور پھر زندگی بھر تراویح میں قرآن سناتے رہے، بیعت اپنے ماموں حضرت مولینا حافظ محمد ادریس صاحب سے تھے اور مولانا علیہ الرحمۃ کے عاشق زار ایک ایک ادا پر قربان، لیکن مولینا ہی کی ہدایت کے مطابق حضرت شیخ العرب والعجم حاجی امداد اللہ صاحب سے مکہ مکرمہ میں اور قطب العالم مولانا شاہ فضل الرحمٰن صاحب گنج مراد آبادی سے بھی شرف بیعت حاصل فرمایا اور اوراد و وظائف کی اجازت سے سرفراز ہوئے۔

حضرت وحشی کے سفر حجاز کا واقعہ بھی عجیب وغریب ہے، ۱۳۱۳ھ میں ایک دن خواب دیکھتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں، تعال یا وحشی؟

اب کیا تھا، بے چین ہو گئے، جس طرح ہو سکا، سفر حج کے لیے تیار ہو گئے، راستہ مین ایک مثنوی تیار کی، جس کا پہلا شعر یہ ہے۔

اے گوہر قلزم معانی وے کاشف سر من رآنی

خود فرماتے تھے کہ نیت یہ تھی کہ روضہ مبارک پر پڑھون گا، اور خوب دل کی بھڑاس نکالون گا لیکن وہاں پہنچ کر عجیب حال ہوا چند شعر بڑی ہمت سے دبی زبان سے عرض کیے تھے کہ

شکایت اک طرف یہ ان کی محفل میں ہوئی حالت
کہ جیسے چھین لی اللہ نے مجھ سے زبان میری

سفر حج میں حاجی مرتضٰی خان صاحب (حاجی اصطفا خان صاحب مالک کارخانہ عطر، اصغر علی، محمد علی، لکھنؤ) کا ساتھ تھا، خان صاحب مرحوم کے بڑے صاحبزادے مصطفٰی خان صاحب مرحوم سے محبانہ تعلقات تھے چنانچہ پورے سفر کے مختصر حالات خطوط میں انہیں لکھے تھے، یہ مجموعہ خطوط بشیر کے نام سے شائع بھی ہو چکا ہے۔

ان خطوط مین حضرت حاجی امداد اللہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ سے بیعت ہونے کا حال ان الفاظ میں لکھتے ہین۔

"جب مین نگرام سے چلا تھا تو حضرت پیر و مرشد مولینا حافظ محمد ادریس صاحب عم فیضہ نے وقت رخصت بتقضائے وفور الفت بہت مغموم ہو کر اور استودعک الخ پڑھ کر ارشاد فرمایا تھا کہ مکہ معظمہ میں حضرت حاجی صاحب سے تجدید بیعت کرتے آنا، اس پر مجھے کچھ تامل ہوا تو ارشاد ہوا کہ تجھے امر کی تعمیل کرنا چاہیے، میں نے حضرت حاجی صاحب سے کیفیت عرض کی، حضرت نے فرمایا کہ میاں اگلے زمانے میں بزرگ لوگ اپنے مریدون کو ایسا حکم دیتے تھے اور اب شیوخ کا قاعدہ ہے کہ جہاں انہوں نے اپنے مرید کو دوسری جگہ آتے جاتے

دیکھا، اس کے دشمن ہو جاتے ہیں، تمہارے شیخ بڑے بزرگ ہین جنہوں نے ایسا حکم دیا، میں صرف ان کے کہنے کی وجہ سے تجھ کو داخل سلسلہ کرسکتا ہون، بشرطیکہ تو سوے ظن نسبت شیخ کے نہ کرے اور یہ سمجھے کہ ہمیشہ تمام برکات مجھ کو شیخ ہی کی وجہ سے حاصل ہوتے ہین اور ہون گے، بجواب اس کے وہی گزارش کیا گیا کہ مجھ کو تو تعمیل حکم کرنا ہے اور میرے واسطے ہر دو آستانے بہ صورت واحد ہین اور حضرت مولینا پر تو اپنا تکیہ ہی ہے، الحاصل جناب مولانا کی بہت توضیح فرما کر مجھے بھی داخل سلسلہ فرمایا۔''

جناب وحشی نے سبقاً سبقاً عربی نہیں پڑھی تھی لیکن علماء کی صحبت میں رہ کر ان کو اس قدر عربی آ گئی کہ سمجھنا تو ایک معمولی بات تھی، بے تکلف لکھ لیتے تھے، علوم دینیہ میں پوری مہارت پیدا ہو گئی تھی، قرآن، حدیث، فقہ، تصوف، تاریخ، علم کلام، الغرض جس موضوع پر بھی گفتگو کرتے تھے، عالمانہ انداز سے کرتے تھے، ان کے کلامی مضامین مثلاً فلسفہ صوم، حکمت قربانی، ولادت مسیح، حیات مسیح وفات مسیح نے علماء سے خراج تحسین وصول کیا۔

ندوۃ العلماء کے جلسوں میں مولینا شبلی مرحوم ان کو بہ اصرار علماء کے حلقہ میں بٹھاتے تھے اور اسی شان سے دعوت بھی دیا کرتے تھے۔

صاف گوئی کا یہ عالم تھا کہ دین کے معاملہ مین کبھی دبتے نہ تھے، جنگ عظیم کے زمانہ میں ڈپٹی کمشنر سے صاف کہہ دیا کہ ہم آپ کے محکوم ضرور ہین، مگر ترک ہمارے بھائی ہین ان کی بہی خواہی ہم نہین چھوڑ سکتے۔

سرکاری ملازم تھے، ایک دن دفتر کے وقت ظہر کی نماز کے لیے گئے تھے، کہ حاکم (جو ایک بدمزاج انگریز تھا) آ گیا، اس نے بڑے غیظ وغضب سے پوچھا کہ کہاں گئے تھے انہون نے کہا، نماز پڑھنے، انگریز نے کہا کہ نماز کے نوکر ہو کہ ہمارے؟ انہون نے کڑک کر جواب دیا کہ نماز کے نوکر ہین، حاکم کا سارا غصہ جاتا

رہا اور کہنے لگا کہ نماز سے کون روک سکتا ہے؟

پوری زندگی تقویٰ وطہارت میں بسر ہوئی، ۱۹۲۵ء میں پرتاب گڑھ (اودھ) میں انتقال ہوا، جہاں ان کے بڑے صاحبزادے مولوی نجم احسن صاحب وکالت کرتے ہیں اور وہاں کے دیندار رئیس حاجی محمد اصغر صاحب مرحوم کے باغ مین دفن ہوئے۔

مولینا عبدالرحمٰن ندوی:

اس سلسلۃ الذہب کی آخری کڑی مولینا عبدالرحمٰن صاحب ندوی کی ذات والا صفات ہے، مولینا حافظ خلیل الرحمٰن صاحب کے صاحبزادے تھے، ۱۸۹۹ء کی پیدائش ہے، دارالعلوم ندوۃ العلماء سے فراغت کی، ختم تعلیم کے بعد ملک کی تعلیمی اور سیاسی تحریکون مین امتیازی حصہ لیا ۶ مارچ ۱۹۲۶ء کو ستائیس سال کی عمر میں انتقال فرمایا، سارے ہندوستان نے اس فاضل نوجوان کا جس طرح ماتم کیا ہے، وہ اہل خبر سے پوشیدہ نہیں، حضرت الاستاذ علامہ سید سلیمان صاحب ندوی مارچ ۱۹۲۶ء کے معارف میں ہماری جماعت کا لعل شب چراغ گم ہوگیا'' کے عنوان سے مستقل طور پر ان کے متعلق لکھ چکے ہین اس لیے ہم زیادہ نہیں لکھنا چاہتے۔

ان اہل علم بزرگوں کے سوا، نگرام کے چند علماء کے نام اور بھی معلوم ہین مثلاً مولینا احمد اللہ صاحب، مولینا نادر حسین صاحب، مولینا ناصر محدث، قاضی محمد آصف صاحب، مولینا حفیظ اللہ صاحب، لیکن افسوس کہ ان کی زندگی کی تفصیلات سے ہم بالکل ناواقف ہین۔

نگرام مین مفتیون کا بھی ایک خاندان ہے، اس خاندان کے بزرگ کسی زمانہ میں مسلمان بادشاہون کی طرف سے منصب افتاء پر ممتاز تھے لیکن آج ان کے حالات پر پردہ پڑا ہوا ہے۔

☆......☆......☆

ضمیمہ سوم

واقعات ولی

احوال ومناقب مولانا سید عبدالسلام ہسوی (ف ۱۲۹۹ھ/۱۸۸۱ء)

استاد مولانا محمد ادریس نگرامی

(مولف تذکرہ علمائے حال)

تالیف

رحمت علی فتح پوری

تالیف ۱۲۹۹ھ/۱۸۸۱ء

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ الذی نور قلوبنا بنور الایمان و شرح صدورنا بفیض العرفان و الصلوٰۃ والسلام علی من ارسلہ لھدایۃ الانس والجان وانزل علیہ جبرئیل والقرآن علی آلہ و اصحابہ الذین کسروا الاصنام والاوثان و سعوا فی احکام الایمان والایقان۔

امابعد تراب اقدام ہر صفی و ولی عاجز رحمتؔ علی بن سیدنا دعلی غفر لہما عالم الخفی والجلی ساکن موضع یوہن، پرگنہ کوتلہ، ضلع فتح پور، متصل کانپور۔

کمترین خادمان بارگاہ عالی جناب مولائی ومرشدی واوستاذی، عالم باعمل و فاضل اکمل، حافظ قرآن، داؤدلسان، کاشف علوم شریعت وطریقت و واقف اسرار حقیقت ومعرفت فی عصرہ وحیدفی زمانہ فرید، محی السنۃ وقامع البدعۃ مصدر حلم وحیا ومنبع جود وسلالہ اولیائے عظام، خلاصہ اصفیائے کرام حضرت مولوی شاہ سید محمد عبدالسلام حسینی نسب وحنفی مذہب و احمدی مشرب متوطن قصبہ ہسوہ، ضلع مذکور فرزند ارجمند جناب شاہ سید ابوالقاسم ابن مولوی سید محمدؑ مہدی رحمتہ اللّٰہ علیہم وغفر اللّٰہ لھم و سقی اللّٰہ شرابھم وجعل الجنۃ مثواھم کہ عرصہ پچیس برس تک واسطے شرف زیارت وحصول خدمت بابرکت مین مقیم رہا، کیفیت مفصل تمامی عمر شریف من اولہ الی آخرہ عرض نہین کرسکتا لیکن شمہ اوس کا اجمالاً جو کچھ بہ تحقیق سنا و دیکھا البتہ حیز بیان مین لاسکتا ہے، فلہٰذا۔

اس بیان اجمالی کا واقعاتؔ☆ ولی نام رکھا اور اس مین احوال مجملہ کو آغاز سے انجام تک تحریر کیا ہوا ہذ، جناب والا انتساب ماہ ربیع الاول ۱۲۳۴ ہجری مین پیدا

☆ واضح ہو کہ نام اس رسالہ کا واقعات ولی حضرت مصنف کی زبان فیض ترجمان پر آگیا ہے اور نام تاریخی اس رسالہ شریفہ کا تاریخ حبیب اللّٰہ ۱۲۹۹ھ ہے کہ اس کو مولوی ابوالقاسم جامع کلمات اطلاع مخلصان نے استخراج فرمایا ہے، مولوی عبدالغفور نہال سلمہ اللّٰہ المتعال۔

ہوئے، سب خویش و بیگانہ خوش و شیدا ہوئے، ساتوین دن عقیقہ ہوکر اسم مبارک مذکورہ بالا رکھا گیا اور سید ریاض الحسن نام تاریخی الہام غیبی سے بزبان مورخ پڑھا گیا، شیر مادر باوقات معینہ نوش فرماتے اور کبھی کبھی مسماۃ ستولا کا بھی دودھ پیتے مسمی شیخ میرن برادر رضاعی تھے، باخود بامحبت اخویت رکھتے، جب طاقت رفتار و گفتار حاصل ہوئی اور آئینہ ہوش وحواس نے صورت تمیز دکھلائی نوشت وخواند صلوٰۃ و صوم کا شوق غالب ہوا سب کو وقت پر ادا کیا۔

فی الجملہ طفلی ایام خوشدلی و شباب سرمایہ خورد وخواب و پیری صدعیب سب کو سعادت وصلاحیت سے بسر فرمایا، مطلق خلاف اس کے واقع نہ ہوا، غرضیکہ اب وعم شریفین کو فکر تعلیم ہوئی، میانجی اصغر علی و شیخ قاسم علی ساکنان ہسوہ سے فارسی پڑھوائی چندے فارسی پڑھ کر تعلم کتب عربیہ درسیہ شروع فرمایا، خاص وطن مین جناب مولوی شیر محمدؒ پنجابی سے پڑھا اور شہر فتح پور مین جناب مولوی محمد شکور صدر اعلیٰ ساکن مچھلی شہر سے اور شہر لکھنؤ مین جناب مولوی محمد معین الدین کردی سے من بعد تحصیل و تکمیل علوم ظاہری آتش شوق بسوی علم باطنی مشتعل ہوئی ویوماً فیوماً روبہ ترقی لائی، بدل وجان بے کمال شوق دلی اکتساب اس کا جناب پدر بزرگوار دامت فیوضہم سے شروع کیا لیکن نیرنگی تقدیر نے اور ہی رنگ دکھلایا کہ بعد چندے واقعہ ہوش ربا والد ماجد حضرت کا پیش آیا، کشش شوق سے بخانقاہ شریف حضرت مجدد مائۃ الثالث والعشر، نائب خیر البشر، خلیفہ خدا، مروج شریعت مصطفیٰ، مولانا عبداللہ المعروف بحضرت شاہ غلام علی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ واقع شہر دہلی مین تشریف لے جاکر تین برس کامل ایک حجرہ مین بالائے بوریا استقامت کی۔

جناب قطب الاقطاب وغوث الشیخ والشاب العالم الربانی المحبوب الصمدانی امامنا وقبلتنا حضرت شاہ احمد سعید مجددی رحمۃ اللہ علیہ سے خاندان نقشبندیہ مین بیعت کی اور اشغال واذکار ومراقبات وابنیہ طریقہ شریفہ نقشبندیہ قدس اللہ تعالیٰ اسرار ہالیہا یعنی ہوش دردم ونظر برقدم وسفر در وطن وخلوت درانجمن ویادکرد وبازگشت و

نگہداشت و یادداشت ووقوف زمانی ووقوف قلبی ووقوف عددی ولطائف عشرۂ عالم امر و عالم خلق و مافیہا و جذبات الٰہیہ وفناء اتم وبقاء اکمل ودوائر کلیہ من ولایۃ صغریٰ و کبریٰ الی لاتعین وسیر سلوک حقائق الٰہیہ و مراتب زہد وقناعت و ورع وصبر وشکر و توکل وتسلیم ورضا و درجہ محبوبیت حاصل کیا و کتب احادیث وتفاسیر بھی سنا کر سند تکمیل علوم ظاہری اخذ فرمایا و نیز سند خلافت و اجازت بیعت ہر چار خاندان عطا ہوئی و وقت رخصت عمامہ☆ و جبہ شریف و جفت پای مبارک خلعت پائے آنحضرت والا شان بکمال ذوق وشوق واطمینان عطیہ خاص بفیض اختصاص بالائے فرق مبارک رکھ کر خدمت پیر مرشد سے رخصت ہوئے وتا وصول نظر باادب تمام برجعت قہقری خانقاہ شریف سے باہر تشریف لائے۔

خورشید قدوم میمنت لزوم ونے دیار مغرب سے منازل ما وقع طے کرتے ہوئے جانب مشرق یعنی ذرۂ بمقداران وطن مالوف کو منور فرمایا و مسکن آبا کو آباد کیا، ذات بابرکات ہر وقت بحر حقائق معرفت الٰہی مین مستغرق واتباع کتاب وسنت کے شائق پرتو جلال حق چہرہ نورانی سے تابان ونور کرامت ظہور ہیبت حق سے ہر چہار طرف درخشان ہیات مجموعی کالبد عناصر سے پرداختہ وخصائل انسانی ظاہری و باطنی انوار وتجلیات سے ساختہ، خاموشی وکم سخنی باعث یاد الٰہی، ہردم فی الذہن مذکور و تقریر لسانی وخوش بیانی خلق محمدیؐ سے ذوی العقول مسرور در صبر وشکر ہر آن پیش آن جناب والاشان بازو داو آئینہ سیر وسکر ہر زمان جلوۂ داؤ نما صدہا بلکہ ہزارہا مردمان ساکنان نزدیک ودور حاضر خدمت سراپا افادت ہوکر حسب خواہش وعقائد خود باہر خاندان مین شرف بیعت سے مشرف ہوئے اور اکثر پیر خانہ معلوم کر کے بسبب نحوست ایام وشومی قسمت نعمت عظمیٰ و دولت کبریٰ سے محروم رہے اور بعضے واقفان از حال شیخ مثل پروانہ شمع پر نثار وقربان ہوکر نسبت علوم ظاہری و باطنی سے بہرہ ور و فائز المرام ہوئے، الحمد للہ علی احسانہ والثناء لہ علی فضلہ۔

☆ وقت عطیہ پیر دستگیر سفید تھا، بعد حضرت علیہ الرحمتہ نے خود شتخبر فی رنگ لیا وہو الاصح۔

بہر حال اوقات شبانہ روز کے طاعات وعبادات مین منضبط تھے، صلوٰۃ مکتوبہ بجماعت ونافلہ باوقات معینہ سفر وحضر مین اول وقت ادا فرمائے، کثرت اخراج ریاح دعارضۂ اکوت بالائے پشت پائے چپ سے کسی وقت امامت نہ کرتے، قبل طلوع وغروب آفتاب مسبعات عشر وبعد فجر سورہ یٰسین ومزمل وظہر سورہ فتح وعصر سورہ بنا ومغرب سورہ واقعہ وعشا سورہ سجدہ وملک وبعد نماز تہجد کے ہزار مرتبہ درود شریف پڑھتے و مابین اشراق وچاشت حسب منازل فمی بشوق تلاوت قرآن بہ ترتیل وخوش الحان وبعد ظہر جواہر القرآن ودلائل الخیرات ہر روز یک منزل وبتمامہ برمضان صبح و شام بہ بارۂ عام طلبہ علم باطنی کو توجہ وطلاب علوم ظاہری کو درس دیتے، صورت ومعانی کو حل کرتے اور کبھی کتب تصانیف خود وجوابات استفتا تحریر فرماتے اور کبھی نقل نویسی وسیر کتب مین مشغول ہوتے۔

علاوہ ماہ مبارک عشرۂ محرم وذی حجہ وشش عید ایام بیض کے بھی ہر مہینے روزے رکھتے وبایام ماہ صیام استماع قرآن کا شوق وافطاری کا سامان وانتظام کرتے ہر سال زکوٰۃ دیا کرتے غربا ومساکین کی خبر لیا کرتے، الخیر فیما وقع۔

بروز پنجشنبہ تاریخ پندرہ جمادی الثانی ۱۲۸۲ ہجری مین مع چند کسان باشندگان ہسوہ واطراف وجوانب حج کے لیے تشریف لے گئے وبعد زیارت حرمین شریفین زاد اللہ شرفہما وحصول سند واجازت دلائل الخیرات، بروایۃ علی حریری رونق افروز خانہ فیض کاشانہ ہوئے اور قبل تشریف بری خانقاہ دہلی شریف بصبیہ عم زاد عقد نکاح منعقد ہوا، طریقہ پیغمبر علیہ السلام ادا کیا پانچ چھ آل واولاد من ذکور واناث ان سے پیدا ہوئے مگر سن شعور کو نہ پہونچے سب کے سب نے ایام طفلی مین قضا کی حتیٰ کہ جناب مخدومہ بھی دار فانی سے عالم جاودانی کو رحلت فرما ہوئین سب اعزا واقربا کو مبتلائے الم کر گئین، چندے بباعث غم واندوہ ساکت رہے، آخرش بخیال قطع تناسل ریشہ دوانی وسلسلہ جنبانی کرتے گئے، پس ہمراہ دختر عفت سر میر نجم الدین صاحب سلمہ الواہب ساکن رائے بریلی کہ اہل برادری سے ہین، عقد ثانی حضرت سراپا برکت

منعقد ہوا، حسب اجازت جناب ایشان نحیف☆ نے نکاح پڑھا، زوجہ ثانیہ سے ایک دختر اور دو پسر پیش حضرت علیہ الرحمت داخل جنت ہوئے اور چار لڑکیان صغیرہ و یک طفل صغیر یعنی لخت، جگر نور بصر، قرۃ العین، سعید کونین، محی خاندان عالی جاہ، مسکن دل خادمان بارگاہ میان سید محمد نور السلام عرف سید محمد عبداللہ ☆☆ سلمہ اللہ الغنی باقیات صالحات سے نشہ اولی مین باقی رہے، عالم حقیقی علوم ظاہرہ و باطنہ بفضلہٖ عطا فرماوے تاکہ سلسلہ پیران طریقت وطریقہ اتباع کتاب وسنت نسبًا جاری رہے اللھم تقبل دعائی فی حق صبی مولائی۔

پس ظاہراً تربیت کے لیے کنار مادر مشفقہ مربیہ کافی ہے وصرفہ مایحتاج کے واسطے ترکہ آبائی وافی الحاصل تا اینجا زبان کاتب کو گویائی رہی و اشہب قلم کو صفحہ کافوری پر یارائی لیکن تحریر واقعات میں دست کاتب مثل بیدلرزن ہےاور قلم اشک سیاہ ریزان و ناچار سنگ صبر سینہ پر رکھ کر سرگذشت من اولہ الی آخرہ عرض کرتا ہے و ماوقع حوالہ قلم تاریخ پندرہ ماہ رمضان المبارک ۱۲۹۹ ہجری مین دو پھنسیان مقدار دانہ سرشف بالائے پشت مبارک محاذی قلب دفعتہً نمودار ہوئین و روز بروز بڑھتی گئین، چند مرتبہ مرہم لگایا گیا، اصلا سودمند نہ ہوا بیسوین کو حسب عادت سنین ماضیہ جامع مسجد مین معتکف ہوئے و جناب شیخ امین الدین احمد ساکن موضع کنتھوابھی بغرض اعتکاف و معالجہ تشریف لائے متون جراح ساکن ہسوہ و کریم بخش جراح موضع ہتگام سے بلوائے گئے، ارباب ثلثہ حسب تجویز خود ہا معالج ہوئے، دو تین وقت مرہم ہالوی بہ تجویز دیگران و دو روز متواتر کیٹریان ہالہ دنبل سرطان کہ مانند لانہ رنبور مشک تھا، لگائی گئین و بالالیش ضماد و پولٹسر و اجزاء مسلہ باعث عدم اجابت و رفع قبض بطریق عمل منجانب اسفل کہ عند الضرورت جواز اس کا کتاب سے ثابت ہے

☆ یعنی مولف کتاب رحمت علی فتح پوری۔

☆☆ روز انتقال والد ماجد خود دو مہینے سترہ ۱۷ روز کے تھے اور سترہ ۱۷ رجب ۱۲۹۹ ہجری میں پیدا ہوئے محمد عبدالمغنی نام تاریخی ہے، ۱۲ منہ۔

وادویہ مرکبہ وغیر مرکبہ بوجہ ضعف و ناتوانی منجانب اعلیٰ استعمال کی گئین وحفاظ فتح پورہسوہ نے قرآن مجید از اول تا آخر و دعوات شفا ایک ایک جلسہ مین سوا سوا لاکھ پڑھا بفضلہٖ تعالیٰ خاص درد و ورم پھوڑے کا لم ہو گیا مگر صحت کاملہ کے لیے فائدہ معتد بہ نہ ہوا ایسا دنبل ظہر کا زہر سارے اعضائے مبارک مین ساری ہوا اور اس قدر وجع شدید پہلوی راست و یدین و پائے چپ مین لاحق و طاری ہوا کہ طاقت اٹھنے و بیٹھنے و لیٹنے و کروٹ بدلنے کی بلا استعانت احدے ازخود باقی نہ رہی، بالکل توانائی مبدل بہ ضعف و ناتوانی ہو گئی لیکن باوجود کرب و تکالیف متنوعہ صلوٰۃ مفروضہ دواجبہ کھڑے ہو کر و نافلہ بیٹھ کر بخضوع و خشوع ہر وقت ادا فرمائی تا ہوش وحواس قضا ہرگز نہ ہوئی سات روزے البتہ بوجہ علالت وضعف و نقاہت و ترک غذا باصرار ما و شما بغرض استعما دوا قضا ہوئے اور سب برابر رکھے حالانکہ تاہم عزم افطار نہ تھا زبان سے اقرار نفرمایا پس اعتکاف مسجد مین تمام کیا و باشتیاق ادائے صلوٰۃ عید فطر باعث تکلیف آمد و رفت ارادۂ عدم خروج ظاہر فرمایا مگر باصرار ابن العم ☆ بالائی چارپائی ☆☆ مستقلاً دولت سرا کو تشریف لے گئے صبح کو بعد ادائے صدقہ فطر پھر اسی طرح نماز کے لیے جامع مسجد مین تشریف لائے، نماز عید پڑھ کر بارگاہ الٰہی مین تضرع وزاری و اشکباری کی و بطریق بالا مراجعت فرمائی، شب جمعہ کرب علالت سے تین مرتبہ بعد وقفہ لمحہ چند قدم باعانت خادم آمد و رفت فرمائی اور ہر مرتبہ کثرت بول سے طہارت کی، بروز جمعہ ادھر بصلاح مردمان بطلب بابو ڈاکٹر شفاخانہ فتح پور آدمی بھیجا گیا اور ادھر بعد فراغت طریقہ بیعت ☆☆☆ و نماز و مسواک قرآن مجید سننے کا اشتیاق ہوا حافظ علی اکبر سے واسطے پڑھنے رکوع و سیق الذین کفروا کے

☆ مولوی سید محمد عبدالعزیز ولد مولوی سید سراج الدین احمد رحمۃ اللہ علیہ ۱۲ منہ۔

☆☆ بدستیاری خادم قدیم رفیق و شیخ، محمد علی طلیق و شیخ، محمد امیر الدین و شیخ، وجہ الدین و ابن العم و ابن ابن العم و محمد قادر علی و علی احمد ساکنان ہسوہ وغیرہم۔

☆☆☆ منشی قاضی شیخ عبدالرحمٰن مع طفلان و متعلقان خود ساکن بلند او شیخ احمد علی ولد عطاء اللہ مرحوم ساکن ہسوہ و پانچ آدمی ساکنان ویا چک ہوا مرید ہوئے۔

ارشاد فرمایا، انہون نے بقاعدۂ تجوید و بقرأت ترتیل ایسے خوش الحانی و خوش لہجگی سے
سنایا کہ حضرت سراپا برکت بادراک معانی لطیفہ و مطالب قدسیہ کمال محظوظ ہوئے و
قطرات اشک مسلسل بیٹے بعدازن حافظ نبی بخش و حافظ محمد منعم و حافظ عبدالغفور و
حافظ عبدالصمد نے بہ تعمیل حکم غایت محبت و خلوص دل سے پڑھا اور ہر ایک نے پڑھ کر
دم کیا، آپ نے واسطے دعائے مغفرت کے ارشاد فرمایا سوائے اس کے اور کچھ نہ کہا،
سب داعی بالخیر ہوئے و ساعی بدعائے صحت۔

الحاصل دوران قرأت حافظ عبدالصمد مین بابو ڈاکٹر فتح پور سے آیا تمامی مرد و
زن مین کہ ازدحام کثیر تھا ہل چل مچ گیا، کریم بخش جراح اور اکثر بخیال ناتوانی
مطلقاً عدم نشتر سونی کے قائل ہوئے اور کمتر دل اون کا بہ تمنائے شفاءے عاجل تحفیفاً
نشتر زنی کے لیے مائل جناب اقدس چونکہ رضائے الٰہی پر صابر و شاکر تھے، سوائے
دیکھنے کے فروتنی سے کچھ بھی مستفسر نہ ہوئے، آخرالامر بعد قیل و قال ولا و نعم بصلاح
چند کسان حضرت والا مرتبت اوٹھا کر بٹھائے گئے، کمر سے سر تک تکیے لگائے گئے
ڈاکٹر مذہب آخر نے بخط طول و عرض یکے بادیگرے بالائے دنبل نشتر لگایا، خون
سرخ بہایا، پھاہا تر کردۂ روغن انگریزی تاعمق زخم رکھ کر پولٹس کتان بریان باندہا و
مبلغ چار روپیہ فیس آمد و رفت لے کر واپس گیا، خادمون نے بقیاس خود یہ سمجھا کہ
بوجہ نشتر لگانے کے ضعف آ گیا ہے ازالہ سوزش کے لیے پنکھا ہلانے لگے دفعتہً
صدائے اذان وقت عصر گوش زد ہوئی، مسجد چلے گئے ہنگام، مراجعت باثناء راہ خبر
ہوش ربا پہونچی کہ جناب میان صاحب قبلہ و کعبہ جس ہیأت سے نشتر زنی کے واسطے
بٹھائے گئے تھے اوسی طرح بیٹھے ہوئے ہین، مطلق جوارح جائے اول سے متحرک
نہین ہوئے، فی الواقع وقت معائنہ کیفیت ویسا ہی پائی، ہر چند کہ ہم لوگون نے آواز
لبیک سنائی، گلاب و کیوڑا چہرۂ نورانی پر چھڑک کر عطر و لخلخہ و شیشی ہوش سونگھائی لیکن
مطلق چشم کو کشادگی و بینائی و زبان کو گویائی و سر و دست و پا کو جنبیدگی نہ ہوئی، غمرۂ
موت سارے اعضا مین اثر کر گئی، آخرش تکیہ سے اٹھا کر کنار مین لیا و بعد یک

ساعت کے لٹا دیا سب تضرع وزاری کرتے رہے، ہاتھ دعا کے واسطے اٹھاتے گئے، شربت انار وغیرہ ساعت بساعت زیرحلق اتارنا شروع کیا مگر کچھ بھی فائدہ مترتب نہ ہوا، ہاں البتہ وقت شب سر زبان کو بسوی کام بسرانجام ذکر اسم ذات متواتر جنبش دیتے تھے ہر دم نام الٰہی لیتے تھے، بروز شنبہ گوشہ حاجبین منجانب اصول وقتاً فوقتاً متصل ہوتے ومن ابتدائے عصر روز جمعہ لغایت سہ پہر، شب یکشنبہ، نفوس مطمئنہ مثل خوابیدہ مردم باطمینان داخل خارج ہوا کیے، ناگہان آوارۂ کرب وعلل مانند حزب اہل ذکر وشغل بلند ہوا و بتدریج پست وکم ہوتا گیا، حافظ عبداللہ و حافظ رحمتہ اللہ ساکنان فتحپور دشاہپور سور فرقانی وآیات قرآنی پڑھتے رہے، جس وقت آیت غفور رحیم پر پہونچے طائر روح نے قفس قالب سے پرواز کر کے جنت الفردوس مین آشیانہ بنایا، درجہ شہادت پایا، حضرت عزرائیل علیہ السلام قبل صبح کاذب شب یکشنبہ تاریخ چہارم شوال ۱۲۹۹ ہجری تشریف لائے تھے، نزع روح پرفتوح فرما کر بمقام علیین تشریف لے گئے، **اولٰئك هم الوارثون الذين يرثون الفردوس هم فيها خالدون اولئك اصحاب الجنة خالدين فيها جزاً ما كانوا يعملون**، اوس وقت چند کسان شہری ہم شورہ کر کے نعش مبارک دروازہ سے اندر لے چلے، بعد ممانعت جناب مخدومہ مدظلہا اثناء راہ سے واپس لائے، فی الفور مبلغ پچیس روپیہ بنابر تجہیز و تکفین جناب موصوفہ صابرہ نے پاس خادم کے بھیجے صرف ضروری مین آئے وقت چاشت غسل دیا گیا، بندہ باعث شومی قسمت خود غسل دینے سے محروم رہا، چند اشخاص پرہیز گار مثل عبداللہ و غلام محمد وغیرہم غسال تھے، اسی بہانے طالب وصال تھے، ہنگام تفصیل وتکفین وتذہیب جنازہ اس قدر اژدحام اکثر تھا کہ حصول زیارت کے لیے ایک دوسرے پر گرتا تھا، ہر فرد بشر کف افسوس ملتا تھا، لب دندان حسرت سے کاٹتا تھا، واویلا واعصیتا بزبان ہرکس جاری تھا، بیاد زمانہ مفارقت مستعد اشکباری تھا، غرض نمونہ قیامت برپا تھا، ہر شخص رنج ومصیبت میں مبتلا تھا، پس بوفور ارادت و عقیدت ومحبت سب یہی خواہش رکھتے کہ نعش مبارک بالائے فرق جان رکھ کر لے

چلیں منزل ما وقع تا بمقبرہ طے کریں، فی الواقع یہی حال تھا کہ دس دس بیس بیس آدمی باہم جھرمٹ مار کر ساز پلنگ کا پکڑے چلے جاتے تھے اور سب کر و و و آہستہ قدم اٹھاتے تھے چونکہ جنازہ نائب رسول مقبول و شیر خدا کا تھا، جاہ و جلال ہر چہار طرف سے ہویدا تھا، الحاصل ادھر نعش مبارک بدوش مردمان تا بمقبرہ پہونچی اور اودھر خانہ فیض کاشانہ مین زنان بیرونی و شہری نے مغسل سے تبرکاً و تیمناً گل تر تقسیم کر لی، فی الجملہ بعد فی الزوال نماز جنازہ پڑھی گئی، ابن العم حضرت علیہ الرحمت نے امامت فرمائی، سات صفین تھیں، ہر ایک مین تخمیناً سو سو نمازی سے کم نہ ہوگا، نزول ملائکہ سے صفحہ ارض مملو تھا اور بے نمازی و دیگر مذاہب و فرق مختلفہ کا شمار نہین، ثبوت کثرت معشر انس و ملک مین تکرار نہیں، آخرش بالین قبر پدر کہ ناز فرزند بر مادر و پدر باشد مدفن قرار پا کر کنار اور لحد مین سوئے، یا ہمرنگ آفتاب منازل دور فلک نشہ اولیٰ طے کر کے ارض مغرب مین غروب ہوئے، چار آدمی یہ خادم بارگاہ ولی و خلیفہ واحد علی و شیخ قادر علی ساکنان ہسوہ شیخ خیرات علی ہیبت پوری اندر قبر منور اوترے، طریقہ مسنون جو جو چاہیے سب بتمامہ ادا کر کے باہر آئے، فقط نمازیوں کے مٹی دینے سے حوض قبر پُر ہو گیا، ہر گور کن پھاوڑے سے مٹی کھینچنے میں محروم رہا، قرآن مجید مزار مبارک پر پڑھا گیا، تمام مقبرہ نور سے معمور ہو گیا لیکن سب جگہ بے رونقی چھا گئی، دن مانند شب دیجور اور رات محض بے نور ہو گئی، ذرہ بے مقداران کہ ضوء خور سے منور تھے، باد الم سے بالائے ارض پراگندہ و منتشر، شب و روز تصور شیخ مین اوقات بسر ہوتے ہیں، بلال مثال رنج و ملال من ایام گزرتے ہیں، لطف زندگانی بالکل باقی نہ رہا، رشتہ حیات السان منقطع ہو گیا، افسوس تمنائے دلی کما ینبغی نہ برآئی، مافی الذہن ذہن ہی مین رہ گئی، اودہر بہ پاس ادب لب نہ ہلا اودھر چراغ ہند منقضی ہو گیا خیر مرضی مولیٰ از ہمہ اولیٰ، ہوتا وہی ہے یارو جو خواہش رحمان ہے، تقدیر کے آگے تدبیر پشیمان ہے، برادران طریقت انا للّٰہ و انا الیہ راجعون کہو اور ہر دم دعائے مغفرت سے یاد کیا کرو اللھم اغفرلنا و والدینا و المرشدنا انک

غفور رحیم و رسولك شفیع کریم وانا من عبادك حقیر لیم. حلیہ جناب فیض مآب ہو بہ ہو زیر قلم وبعینہ وصف صورت نور طویت رقم، میانہ قد خورشید خد رنگ بدن ملیح زبان بہ نطق فصیح پیشانی نورانی مسجد ابرو محراب طاق مسجد مژگان تیر قاتل کفار نظر عین خاصیت کیمیا دار، حلم وحیا سے زیر نگاہ سبحان اللہ کیا شان وکیا جاہ چشم نرگسین سرگین مردم چشم دوربین حق وراست گزین، بنی مرتفع مشتعل بنور لب بہ تبسم غیرت حوردندان بسان گوہر رخشان وہان قائل قال الرسول وقال الرحمان گوش حق نیوش گردن بیاض صبح صادق چہرہ مطلع انوار حقائق موی فرق مبارک تفسیر سورۂ واللیل اذا یغشے وریش وبروت والنہار اذا تجلی سینہ مثل آئینہ شکم غذائے نور سے مطعم اکل وشرب فی الملوین قلیل کل جامہ تن زیب وجسم جلیل پشت پشت پناہ خادمان، دل پراز نور ایمان، دست مبارک بجود وسخا وراز کفدست للہ فی اللہ باز پائے شریف براہ ہدایت قائم، پنڈلیان نہایت صاف و ملائم، انامل فیض شوامل ال مانند قد معتدل، ناخن ہلال عیدایں ہمہ لائق دید فرشتہ صورت، خلق محمدی سیرت

پڑھے درود حسن صبیح ایں ہمہ دیکھ
جلوہ ہر ایک پہ ہے محمدؐ کے نور کا

اللھم صل علی محمد رسول اکرم و علی آل محمد بارك وسلم.

تصرفات آن مظہر فیض وبرکات بہت ہین، تھوڑے اس سے لکھے جاتے ہیں۔

تصرف اول:

ایک روز حضرت والا مرتبت نے خادم دیرین سے ایک جوڑ کنواڑا حجرۂ درگاہ کے لیے ارشاد فرمایا، نحیف تعمیل حکم جناب بجالایا، خاص غریب خانہ سے بنا ہوا طیار حاضر کیا، نجار نے اس کو در حجرہ مین لگایا، ایک بالشت اس سے چھوٹا پایا حاضر ہو کر حضور مین عرض کیا میان دروازہ بڑا ہے، کنواڑا چھوٹا ہے آپ نے برعکس اس کے فرمایا نجار کو لگانے کے لیے پھر بھیجا فی الفور در مین پورا اترا گویا اوسی کے واسطے ناپ کر بنا تھا، اب تک وہ لگا ہوا ہے، اکثر لوگون نے اس کو دیکھا ہے۔

تصرف آخر

بروز عقد صبیہ غم زاد حضرت ساکنان قصبہ نے حضور لامع النور مین عرض کیا کہ اگر صحن درگاہ مین فروکشی برات کے لیے شامیانہ کھڑا کیا جاوے تو سایہ ہو جاوے بجواب اس کے آپ نے فرمایا کہ سایہ درختان تمر ہندی کافی ہے، ہم غربا کے واسطے ظل اللہ موجود و باقی، آخر الامر لوگون نے اس اسرار کو نہ سمجھا بلا اطلاع خادمان حضرت کے کھڑا کر دیا دفعتہً ہوائے تند چلی سایہ کو فرش کر گئی چپکے، لوگون نے اٹھا کر رکھ دیا ندامت سے سر جھکا لیا۔

تصرف آخر

ایک دن حجرۂ جامع مسجد ہسوہ مین خادم کتاب شرح جامی دیکھتا تھا بحر مطالعہ مین مستغرق تھا ناگہان آواز غیبی بطلب بندہ گوش زد ہوئی، طبیعت متعلق ہوگئی، راست و چپ متجسس ہوا، کوئی بشر نظر نہ آیا، پھر اسی طرح کتاب بینی مین مشغول ہوا، مکرر صدائے غیبی سے متنبہ کیا گیا، متردد و متوحش افتان و خیزان حضور پرنور مین حاضر ہوا، بے ساختہ زبان مبارک سے آپ نے ارشاد فرمایا اس وقت تم کو دو مرتبہ بلوانا پڑا پڑھنے کو جلد نہ آئے کیا کرتے رہے، عاصی نے حال ماوقع عرض کیا، سن کر آپ نے سکوت فرمایا، تھوڑا سبق پڑھا کر بتقریب نکاح صبیہ مولوی امین الدین ساکن فرسی تشریف لے گئے، خادم کو واسطے معائنہ کار تعمیر حجرۂ جامع مسجد متعین فرما گئے۔

تصرف آخر

شوق زیارت جمال مبارک جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم زمانہ دراز سے مرکوز فی الذہن رہا کرتا تھا مگر رعب و ہیبت حق سے تاب جسارت معروض نہ لا سکتا تھا، اکثر بات لب پر آن کر رہ جاتی، تمنائے دلی سے طبیعت محروم ہو جاتی، ایک روز اندر مسجد درگاہ پیش گاہ جناب فیض مآب اخذ فیض باطن کے لیے چشم بستہ تنہا مؤدب بیٹھا تھا اور روح کو اس عالم و مافیہا سے کچھ تعلق نہ تھا کہ دفعتہً صورت مثالی جناب

محبوب ربانی نمودار ہوئی تمام مسجد نور سے معمور ہوگئی، دست بستہ پے تعظیم کھڑا ہو گیا، زیارت سے مشرف ہوا بعد افاقہ تامہ بندہ قائم تھا، بیٹھ کر سارا حال عرض کیا، سن کر آپ نے تبسم فرمایا، مصافحہ کر کے خادم رخصت ہوا، الحمد للہ علی ذلک کہ تبصرف پیر روشن ضمیر بغیر معروض دولت زیارت نصیب ہوئی، تمنائے دلی بر آئی۔

تصرف آخر

حسب عادت روزانہ برادران طریقت بعد فراغت از حلقہ متفرق ہو گئے اور حضرت بھی وہان سے تشریف لے گئے، بحالت مراقبہ سگ سیاہ رنگ مانند خرور مسجد پر ناہق ہوا، صورت مثالی حضرت پیر شدنی ارشاد فرمایا کہ یہ خوبصورت کلب شیطان لعین خاسین ہے، غادی ومفصل اہل یقین ہے، مردود رجیم پریشان کرے گا راہ حق سے باطل پر لاوے گا، قال احزب بعصاك الشيطان واخرجه عن باب الرحمان، بندہ نے مارا و خارج مسجد کیا، مضروط متعقب بھاگا پھر نظر نہ آیا در مسجد پر متغیظ کھڑا تھا کہ ہادی دین تشریف لائے اور خود بخود وسائل ہوئے از اول تا آخر بیان کیا، حضرت نے تصدیق فرمایا، الحمد للہ کہ بتصرف ذات والاحسنات شیطان رجیم کے اغوا سے بچا و دریائے پریشانی سے ساحل مراد پر سلامت پہونچا۔

تصرف آخر

در باب اوامر و نواہی رسوم شاہی میں عالم شرع متین نے دست مبارک سے استفتا لکھا و بندگان خدا سے دستخط کرا کے چھپوایا اکثر عاقل اس پر عامل ہوئے اور کمتر جاہل اس سے غافل رہے اور جو لوگ خلاف شرع پہلے کرتے ہین وے ندامت سے پیچھے پچھتاتے ہین، ان شاء اللہ تعالیٰ، اب وہ بھی نہ کریں گے راہ جہالت سے باز آوین گے، تمام علمائے ہند سلف سے اب تک وعظ و نصیحت کرتے چلے آئے مگر کسی وقت میں یہ افعال نامشروع مسدود نہ ہوئے، بفضلہٖ تعالیٰ بتصرف ہادی دین حق و باطل جدا ہو گیا، رسوم شادی و غمی مین بہت بڑا فرق آ گیا، اللهم اهدنا الصراط

المستقیم وابعد ناعن سبیل الشیطان الرجیم

تصرف آخر

ہنگام تجہیز وتکفین نعش مبارک اکثر معتقدین ومریدین فیما بین خود ہامشورہ و صلاح کر کے متفق ہوئے کہ بعد فراغت اس کے اوس دریتیم گوہر بے بہا یعنی مرشد زادۂ والا جاہ کو مابہ التوفیق نذر دینا چاہیے آخرش بعد فراغت آستانہ فیض کاشانہ پر ہر خادم حاضر ہوا، صاحبزادہ جگر گوشہ نائب رسول کو اندر سے باہر طلب کیا، جس وقت وے رونق افروز مجالس خادمان ہوئے، سب تعظیماً کھڑے ہو گئے، کسی کو صورت دیکھ کر رقت طاری ہوئی اور کسی کو بیخودی کی حالت ہوگئی، خادم اس طرف تقسیم للہ مین تھا اوس طرف لوگوں نے ماحضر نذر دیا تا چندے وہاں بیٹھے رہے بعد طے مراتب دیگر رخصت ہوئے، سبحان اللہ و بحمدہ ایسے ولی کامل تھے کہ اس عالم سے بھی تصرفات جاری ہوئے۔

ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشأ واللہ ذوالفضل العظیم، وانہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم

تواریخ وفات آن برگزیدۂ کائنات چکیدہ قلم

زیبارقم، جناب مولوی محمد محی الدین خان ذوق کاکوروی دامت افضالہم

قطعہ کہ از ہر مصرعہ آن تواریخ بسنین مختلفہ برمی آید

چون نہ آیدون زغم عارف کامل گریم — زین الم رفتہ سکون دل وہوش از سرشد

سمت ۱۹۳۹ — ۱۸۸۲ عیسوی

زسر جوش دل اوتاب جدائی ناورد — قطرہ کان وصل طلب بود بدریا در شد

۱۲۹۹ ہجری — ۱۲۸۹ فصلی

ایضاً بحذف اول وآخر زاہد وطاعت ومیانہ قناعت وآخر استقامت

نہ تنہا ز ارتحال مولوی عبدالسلام اکنون — ز اشکم خاست طوفان وز دل شور قیامت ہم

سروپا باخت زاہد نیز طاعت بے سروپا شد — قناعت رادل از جارفت وپائے استقامت ہم

(۱۲۹۹ ہجری) — ۶۳۲+۶۰۲=(۱۲۹۹ھ)

از تصنیف جناب مولوی محمد سکندر علی خان متخلص بواصل متوطن موضع خالص پور، پرگنہ ملیح آباد، ضلع لکھنؤ عم فیضہ

فی العربی

اِذا شتاق شیخی لوصل الحبیب — هنـا لك من اللـه جـاء الطلب

جس وقت مشتاق ہوا شیخ میرا واسطے وصل حبیب کے — اس وقت جانب خدا سے آئی طلب

اَنَـا وَاصِـلٌ قُـلْـتُ تَـارِیْـخَـهٗ — لَـقَـدْ نَـالَ شَیْـخٌ لِـقَـاءَ الْاَحَبْ

مین متخلص بواصل ہون کہی مین نے تاریخ اسکی — البتہ تحقیق پایا شیخ نے دیدار محبوب کا

۱۲۹۹ ہجری

ولہٗ فی الفارسی

مرشدم عبدالسلام از بہر حسن لم یزل　　اولاً دل دادہ بود و آخرش جانباز شد
خامۂ واصل پئے تاریخ آن کامل نوشت　　محرم راز احد حقا شہد ناز شد

۱۲۹۹ ہجری

ولہٗ فی الہندی

ہو گیا باقی مین فانی شیخ جائے غم نہین　　ہر صفی اللہ کو حاصل بقا باللہ ہے
تو فنا فی الشیخ ہو کر واصلا تاریخ لکھ　　سچ ولی اللہ کا آخر فنا فی اللہ ہے

(۱۲۹۹ ہجری)

از تصنیف مولوی محمد عبدالغفور متخلص بہ نہال ساکن بلندا، ضلع فتح پور، شاگرد مولوی واصل ممدوح

فی العربی

حِیْنَ رَاحَ الشَّیْخ قَدْ جَاءَ النِّدَا　　اَیُّھَا الْغِلْمَانَ قُوْمُوْا اَکْرِمُوْا
جب گیا شیخ تحقیق آئی آواز　　اے غلمان کھڑے ہو تعظیم کرو
دَفْعَةً تَارِیْخَهٗ قَالَ النِّھَال　　فِی مَآبِ الْخُلْدِ رَاحَ الْاَکْرَامْ
اوسی وقت تاریخ اوس کی کہی نہال نے　　جائے بازگشت جنت مین گیا بزرگ

(۱۲۹۹ ہجری)

ولہٗ فی الفارسی

نقیبان جنت پئے مرشدم بگفتند شاہا بیا مرحبا
نہالا چوشہ رفت رضوان بگفت بستان بیا وارث انبیاء

۱۲۹۹ ہجری

ولہ فی الہندی

دم نہ مارا شیخ نے قربان ہوا بہر خدا — کیون نہ ہو فرزند اسمٰعیل وہ ذی جاہ ہے
آ کے ہاتف نے کہا کیا جانتا ہے تو نہال — یہ شہید ناز کیا ہے ذبیح اللہ ہے

۱۲۹۹ ہجری

از تصنیف منشی محمد احسن ساکن بلندا، ضلع فتح پور، شاگرد نہال

گروہ خلق کے جو رہنما تھے — ہوئے اب اہل جنت مین وہ شامل
جو کی احسن نے فکر سال رحلت — کہا یوں جنت اعلیٰ مین داخل

(۱۲۹۹ ہجری)

از تصنیف منشی عبد السبحان بلندوی بتعمیہ دل عبد کہ حرف باست

چو مرشد زخم خورد و بر نیاورد — بجز تسلیم لفظ بے قراری
پئے سالش ندا شد از دل عبد — شہید کارد تسلیم باری

(۱۲۹۹ ہجری)

من تصنیف حافظ تجمل حسین متخلص بہ تجلی، ساکن قصبہ ایراوان

ولی و عالم و ابدال و حافظ وسید — سعید و متقی و اہل راز و اہل نیاز
چہ اسم پاک کہ عبد السلام ہادی دین — چہ شہرت است بعالم زہند تا بہ حجاز
بشد ز دار فنا سوئے جنت الماوئی — بصلح و خیر ھم انجام گشت ہم آغاز
ہزار گریہ و زاری کلیم لیک چہ سود — چہ حاصل است کہ بادر د جان شود دمساز
بہوش باش مزن فرق رابسنگ الم — مدار غم بہ درود سلام شو ممتاز
زحرف اول ہر مصرع و ز آخر نیز — بگیر و جمع بکن اے تجلی جان باز

قیاس دار بصوری و معنوی تاریخ[1] شمار شد نود و نہ ہزار و دو صد باز
(۱۲۹۹ھ)

من تصنیف شیخ عبدالخالق متخلص باوج ساکن ہسوہ

کیست کو ماند در جہان خوشحال کیست کو شاد از دو عالم رفت
از ازل تا ابد درین عالم آنکہ شاد آمدست و پرغم رفت
شاہ عبدالسلام مرشد ما چون ازین گیر و دارِ عالم رفت
بغمش چرخ کرد رخت سیاہ برُخ ارض خاک ماتم رفت
رحمت خاص را خدا طلبید برکت زین جہان پر غم رفت
من بیدل چہ گویم از دردش در دل من چہ آمد و ہم رفت
وقت آمد کہ سال رحلت او بخیالات جان پر غم رفت
از لب گور دوش درخوابم شب بگوشم فغان ز عالم رفت
۲۰+۱۲۷۹=(۱۲۹۹ھ)

ایضاً ولہ

ہاتفی گفت باز تاریخش اوج از دل تو ہم ہم رفت
از محمدؐ گرفتہ میم و دال وصل جو قطرۂ سوئے یم رفت

---

[1] تاریخ صوری و معنوی تین طرح سے نکلتی ہے، ایک عبارت اخیر مصرع سے، دوسرے اعداد حروف اخیر مصرع سے، تیسرے اعداد حروف اول و آخر ہر مصرع سے۔

تواریخ تصنیف رسالہ ہذا

قطعہ عربی از تصنیف مولوی واصل موصوف عم فیضہ

مَرْحَبَا یَا مَوْلَوِی یَرْحَمْت عَلِیْ رَحْمَت عَلَیْكَ
خوشی اور فراخی ہے واسطے تمہارے اے مولوی رحمت علی رحمت ہو تم پر
هٰذِهِ الْاَوْرَاقُ مِنْكَ الْبَاقِیَات الصَّالِحَاتِ
یہ اوراق تم سے باقیات صالحات ہیں
قُلْتُ لِلْوَاصِلْ قُلْ التَّارِیْخ اَفْشَدْ مِصْرَعًا
کہا میں نے واصل سے کہ تاریخ پڑھا اوس نے مصرع
جَاءَ حِبِّی قَائِلاً اَلْاٰنَ تَمَّ اَیْوَاقِعَاتْ
آیا دوست میرا در انحالیکہ کہنے والا ہے اب تمام ہوئے واقعات

قطعہ فارسی از تصنیف مولوی نہال موصوف

مولوی رحمت علی شاگرد پیر کاملم　　حال مرشد منتخب کردہ نہایت بیمثال
چونکہ حال ناصر دین ست بہر سال آن　　واقعات حامی شرع محمد گو نہال
(۱۲۹۹ ہجری)

قطعہ اردو از تصنیف منشی محمد احسن مصدر الذکر

کیون نہ آ کر شوق سے حورین سنین　　داخل خلد برین کا ہے یہ ذکر
ہاتف غیبی نے احسن سے کہا　　امجد اطہار دین کا ہے یہ ذکر
(۱۲۹۹ ہجری)

ریختہ کلک گہر سلک برادرزادۂ جناب اکرم مولوی سید ابوالقاسم متخلص بہ ظاہر ہسوی

احوال لکھا ہے میرے عم کا — مخلص نے جو ہے لئیق و اکرم
تاریخ لکھو یہ اوس کی ظاہر — حقا یہ ہے حال عم اعظم

(۱۲۹۹ھ)

قطعہ فارسی من تصنیف شیخ عبدالخالق متخلص باوج ہسوی

شاہ عبدالسلام صاحب راز — از جہان رفت این بدہر جلی ست
کرد رحمت علی رقم حالات — نامۂ عمدہ ''واقعات ولی'' ست

۱۲۹۹ھ

خاتمۃ الطبع

الحمد اللہ والمنۃ کہ یہ رسالہ واقعات ولی بیان احوال برکات اشتمال جناب مولانا شاہ عبدالسلام صاحب ہسوی مبرور مغفور مین تالیف مولوی شاہ رحمت علی صاحب عشرہ اولیٰ ماہ صفر المظفر ۱۳۰۴ ہجری مطابق ۲۵ نومبر ۱۸۸۶ عیسوی کو مطبع نظامی، واقع کانپور مین طبع ہوا، فقط۔

عند ذکر الصالحین تنزل الرحمۃ

خدا کے فضل و کرم سے یہ رسالہ مفیدہ و عجالہ پسندیدہ موسومہ بہ

تطییب الاخوان بذکر علمای الزمان

ملقب بہ

تذکرہ علمای حال

مولفہ جناب مستطاب جامع معقول و منقول حاوی فروع و اصول حضرت مولوی محمد ادریس صاحب نگرامی

بار اول

مطبع منشی نولکشور لکھنؤ مین چھپا

سنہ ۱۸۹۷ ء

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے حالات پر ایک قدیم کتاب کی اوّلین تحقیقی اشاعت

احوال و تعلیمات حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ

(۱۱۵۹ـ۱۲۳۹ھ/۱۷۴۶ـ۱۸۲۴ء)

تالیف

عبدالرحیم ضیاء

تحقیق و تعلیق

محمد اقبال مجددی

پروگریسو بکس لاہور

یوسف مارکیٹ ٥ غزنی سٹریٹ
اُردو بازار ٥ لاہور
فون 042-37124354 فیکس 042-37352795